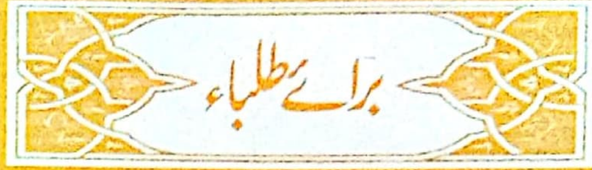
تنظیم المدارس (اہلِ سنت) پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ




# نورانی گائیڈ

## حل شدہ پرچہ جات

درجہ خاصہ

1



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

## حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر ۱: درج ذیل آیات میں سے پانچ آیات کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۵×۱۰=۵۰)

۱-وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ۝

۲-وَجَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ لِيُؤۡذَنَ لَهُمۡ وَقَعَدَ الَّذِيۡنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ۝

۳-مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗۤ اَسۡرٰى حَتّٰى يُثۡخِنَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ تُرِيۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۝

۴-وَقِيۡلَ يٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِىۡ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقۡلِعِىۡ وَغِيۡضَ الۡمَآءُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ وَاسۡتَوَتۡ عَلَى الۡجُوۡدِىِّ وَقِيۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۝

۵-قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡيَاكَ عَلٰٓى اِخۡوَتِكَ فَيَكِيۡدُوۡا لَكَ كَيۡدًا ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ۝

۶-وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ۝

۷-دَعۡوٰهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعۡوٰهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۝

۸-وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ج فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ط اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ٥

# دوسرا حصہ......ریاض الصالحین

سوال نمبر 2: درج ذیل احادیث میں سے پانچ احادیث پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۵×۸=۴۰)

۱- عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير والصغير على الكبير .

۲- عن حفصة رضی الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه، ويجعل يساره لماسوى ذالك .

۳- عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان من اشر الناس عند الله منزله يوم القيامة، الرجل يفضى الى المرأة وتفضى اليه ثم نشر سرها .

۴- عن عمار بن ياسر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان طول صلاة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة .

۵- عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم امر بلعق الاصابع والصحفة وقال انكم لاتدرون فی ای طعامكم البركة .

۶- عن ابی امامة رضی الله عنه ان النبی صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا رفع مائدته قال الحمد لله كثيرا طيباً مباركا فيه غير مكفى ولا مودع ولا مستغنى عنه ربنا .

۷- عن البراء رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مربوعا ولقد رأيته فی حمراء ما رأيت شيئاقط احسن منه .

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ (۵×۲=۱۰)

بضع، شعبة، تبكين، الامد، مئنة، جائزة، بلوی

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

### حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

۱-وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ٥

۲-وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ٥

۳-مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ط تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ق وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ٥

۴-وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ٥

۵-قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ٥

۶-وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ج وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ٥

۷-دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥

۸-وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ ج فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ط اِنَّ رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ٥

جواب: ترجمہ آیات کریمہ:

۱-اوران میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا' بے شک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

۲-اور بہانے بنانے والے گنوار آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ' جنہوں نے اللہ

اور رسول سے جھوٹ بولا تھا' جلد ان میں کہ کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

۳- کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے' تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو' اور اللہ آخرت چاہتا ہے' اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

۴- اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا: دور ہوں بے انصاف لوگ۔

۵- کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے' بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

۶- اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ مرد بھی کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا' ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں' بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

۷- ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے' اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا' اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔

۸- اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ' تو جب اس کے پاس ایلچی آیا' کہا اپنے رب کے پاس پلٹ جا' پھر ان سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا' جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے' بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔

## دوسرا حصہ...... ریاض الصالحین

سوال نمبر 2: درج ذیل احادیث پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِىْ وَالْمَاشِىْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ وَالصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ ۔

۲- عَنْ حَفْصَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ' وَيَجْعَلُ يُسَارَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ ۔

۳- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ' اَلرَّجُلُ يُفْضِىْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِىْ اِلَيْهِ ثُمَّ نَشَرَ سِرَّهَا ۔

۴- عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

وَسَلَّمَ اَنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقَصْرِ خُطْبَتِهٖ مِئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ .

۵- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طُعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ .

۶- عَنْ اَبِيْ اِمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا .

۷- عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُمْرَاءٍ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ .

**جواب: ترجمہ احادیث مبارکہ:**

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے والے کو، تھوڑے زیادہ لوگوں کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔

۲- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے کھانے اور اپنے پینے کے لیے استعمال فرماتے تھے، جبکہ اپنے بائیں ہاتھ کو ان کے سوا کاموں کے لیے استعمال فرماتے تھے۔

۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن سب سے برا وہ آدمی ہوگا جو (اپنی) عورت کی طرف میلان کرتا ہے، وہ اسے اپنا آپ پیش کر دیتی ہے، پھر وہ اس راز کو پھیلاتا ہے۔

۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک کسی آدمی کی لمبی نماز اور اس کا مختصر خطبہ، اس کے عقلمند ہونے کی نشانی ہے۔ پس تم نماز لمبی پڑھو اور خطبہ میں اختصار سے کام لو۔

۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھانے کے بعد) انگلیوں کے چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: بے شک تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔

۶- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھالیا جاتا یعنی جب آپ کھانا کھالیتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے: ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے مخصوص ہے، جو حمد بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو اور جو کفایت نہ کرے اور نہ ہی اسے

چھوڑا گیا ہو۔ نہ ہی ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اختیار کرے۔

۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مالک تھے میں نے آپ کو سرخ حلّہ میں دیکھا ہے میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

بضع' شعبة' تبكين' الامد' منئة' جائزة' بلوىٰ

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱) بِضْعٌ: ایک سے لے کر تین تک اشیاء (۲) شُعْبَةً: حصہ جز (۳) مِنْنَةٌ: علامت (۴) جَائِزَةٌ: ملاحظہ کرنا' دیکھنا (۵) بَلْوىٰ: جھگڑا۔

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے کوئی سے دو، دو سوال حل کریں۔

### قسم اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: وَالْاَعْوَاضُ الْمُشَارُ اِلَيْهَا لَايَحْتَاجُ اِلٰى مَعْرِفَةِ مِقْدَارِهَا فِىْ جَوَازِ الْبَيْعِ وَالْاَثْمَانُ الْمُطْلَقَةُ لَا تَصِحُّ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ مَعْرُوْفَةَ الْقَدْرِ وَالصِّفَةِ ـ

(الف) اعراب لگاتے ہوئے ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) مذکورہ عبارت میں موجود دونوں مسئلے تفصیلاً واضح کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (الف) بیع میں کتنے خیار ہیں؟ ہر ایک کی تعریف اور مختصر وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) بیع فاسد کی تعریف کرتے ہوئے کوئی سی دو مثالوں سے واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: الاسباب الموجبة للحجر ثلثة ـ

(الف) مذکورہ عبارت میں "ثلثة" سے کون کون سی چیزیں مراد ہیں؟ ۹

(ب) اجارۃ، آجر، مُوجر، مستاجر کی تعریفات قلمبند کریں؟ ۱۶

### قسم ثانی: اصول فقہ

سوال نمبر 4: (الف) "يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ" کس کی مثال ہے؟ مثال کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ب) عام کی دونوں قسموں کی مثالوں سے وضاحت کریں؟ ۱۰

(ج) "لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان" کا ترجمہ کریں؟ ۵

سوال نمبر 5: (الف) مشترک کی تعریف، دو مثالیں اور اس کا حکم بیان کریں؟ ۱۵

(ب) حقیقت کی تینوں اقسام کے نام اور کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) متقابلات کے نام تحریر کریں؟ ۱۰

فصل فیما یترك به حقائق الالفاظ وما یترك به حقیقة اللفظ خمسة انواع .

(ب) اعراب لگائیں اور خمسة انواع میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟ ۱۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

### قسم اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: والاعواض المشار الیها لایحتاج الی معرفة مقدارها فی جواز البیع والاثمان المطلقة لاتصح الا ان تکون معروفة القدر والصفة .

(الف) اعراب لگاتے ہوئے ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت میں موجود دونوں مسئلے تفصیلاً واضح کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب وترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اور جن عوضوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو، تو جواز بیع کے لیے ان کی مقدار معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اثمان مطلقہ کے ساتھ بیع درست نہیں ہوتی، ہاں اگر ان کی مقدار اور وصف معلوم ہو۔

(ب) عبارت میں دو مسائل کی وضاحت:

(i) اعواض کی طرف اگر متعاقدین نے اشارہ کر دیا مثلاً گندم کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ گندم فروخت کر دی، ان دراہم کے عوض جو تیرے ہاتھ میں ہیں، تو یہ بیع درست ہوگی، اس صورت میں عوضین

کی مقدار اور صفت کی معرفت کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً گندم اتنے سیر ہے' یا دراہم پانچ یا دس ہیں' کیونکہ عوضین کی طرف اشارہ کی وجہ سے جہالت رفع ہوگئی' لہٰذا احتمال تنازع باقی نہ رہا۔

(ii) اثمان مطلقہ (جس مبیع یا ثمن کی طرف اشارہ نہ کیا جائے' تو اسے ثمن مطلقہ کہا جاتا ہے) کے ساتھ بیع جائز نہیں' کیونکہ بیع یا ثمن کی مقدار اگر مجہول ہو' اور اس کی طرف اشارہ بھی نہ کیا جائے' تو یہ بیع مفضی للنزاع ہے' لہٰذا یہ بیع درست نہیں ہوگی۔ تاہم اگر بیع میں مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہو کہ دس سیر گندم پانچ درہم کے عوض میں' اسی طرح مبیع اور ثمن کی صفت بھی معلوم ہو کہ بخاری ہے یا سمرقندی' تو چونکہ جہالت مبیع یا ثمن نہیں' تو مفضی للنزاع بھی نہیں' لہٰذا یہ جائز ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) بیع میں کتنے خیار ہیں؟ ہر ایک کی تعریف اور مختصر وضاحت کریں؟

(ب) بیع فاسد کی تعریف کرتے ہوئے کوئی سی دو مثالوں سے واضح کریں؟

جواب: (الف) اقسام خیار اور ان کی تعریفات و توضیحات:

خیار کی مشہور تین اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱- خیار شرط: دونوں عاقدین میں سے ایک عاقد تین دن یا کم کے لیے خیار کی شرط کرے' اگر منظور نہ ہوا' تو بیع نہ رہے گی۔

۲- خیار رؤیت: مشتری کا بغیر دیکھے کوئی چیز خریدنا' اور دیکھنے کے بعد اس کے پسند نہ آنے پر رد کرنے کے اختیار کو کہا جاتا ہے۔

۳- خیار عیب: عیب کی وجہ سے بیع کو بائع کی طرف رد کرنے کے اختیار کو خیار عیب کہا جاتا ہے۔

(ب) بیع الفاسد:

بیع فاسد کی تعریف دو طرح سے کی جاتی ہے:

(۱) وہ بیع کہ جو اپنی اصل کے اعتبار سے صحیح ہو' وصف کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔

(۲) رکن بیع اور محل میں خرابی نہ ہو' کوئی اور خرابی ہو۔

یہ بیع قبضہ کے بعد ملک کا فائدہ دیتی ہے' بغیر قبضہ کے ملک کا فائدہ نہیں دیتی مثلاً کتاب فروخت کی' تو قبضہ کے بعد مشتری اس کا مالک ہوگا اور قبضہ سے پہلے وہ اس کا مالک نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 3: الاسباب الموجبة للحجر ثلثة۔

(الف) مذکورہ عبارت میں "ثلثة" سے کون کون سی چیزیں مراد ہیں؟

(ب) اجارۃ، آجر، مُوجر، مستاجر کی تعریفات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) "ثلاثہ" سے مراد اشیاء:

حجر کو ثابت کرنے والے تین امور ہیں:

(۱) بچہ: مراد عدیم العقل ہے اور اگر ممیز ہو تو وہ ناقص العقل ہو۔ بچہ کا تصرف قولی نقصان کی وجہ سے جائز نہیں، مگر یہ کہ ولی اسے اس کی اجازت فراہم کرے، کیونکہ ولی کی اجازت علامت اہلیت ہے۔

(۲) غلام: غلام کا تصرف قولی درست نہیں ہے مگر یہ کہ مولا اجازت دے، کیونکہ حق مولیٰ کے لیے مجبور کر دیا تھا، تو سقوط پر خود راضی ہو گیا، اس لیے اب غلام کا تصرف قولی ہے۔

(۳) جنون: مغلوب العقل مجنون کا تصرف کسی حال میں بھی جائز نہیں، اگرچہ ولی اس کے تصرف کو جائز رکھے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) اجارہ: ایسا عقد ہے، جو منافع پر بعوض واقع ہوتا ہے۔

(۲) ماجور، موجر، مستاجر: وہ چیز مراد ہے، جو کرایہ پر دی گئی ہو۔

(۳) آجر، اجیر: سے مراد مزدور ہے۔

(۴) مستاجر: وہ شخص ہے، جو کسی کو اجرت پر رکھتا ہو یعنی مالک آدمی مراد ہے۔

## قسم ثانی: اصول فقہ

سوال نمبر 4: (الف) "يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ" کس کی مثال ہے، مثال کی وضاحت کریں؟

(ب) عام کی دونوں قسموں کی مثالوں سے وضاحت کریں؟

(ج) "لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان" کا ترجمہ کریں؟

جواب: (الف) "يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ" کی وضاحت:

یہ مثال اس ضابطہ کی ہے کہ کتاب اللہ کا خاص ہو تو وہ یقین کا فائدہ دیتا ہے، اس پر عمل کرنا واجب

ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو دونوں کو جمع کرنا ممکن ہوا تو دونوں کو جمع کر کے دونوں پر عمل کریں گے اگر دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو تو خاص پر عمل کریں گے جبکہ خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

## (ب) عام کی دونوں قسموں کی مثال سے وضاحت:

عام کی دونوں اقسام کی مثالوں سے وضاحت درج ذیل ہے:

### (۱) عام غیر مخصوص منہ البعض:

احناف کے نزدیک عام غیر مخصوص منہ البعض سے یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس پر خاص کی طرح عمل کرنا واجب ہے اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو دونوں کو جمع کرنا ممکن ہوا تو دونوں پر عمل کریں گے اگر دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہوا تو کتاب اللہ کے عام غیر مخصوص منہ البعض پر عمل کریں گے جبکہ خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔ اس کی مثال یہ ارشاد ربانی ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط اس آیت میں "مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط"، غیر مخصوص منہ البعض ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کا جو بھی حصہ بطور قراءت پڑھا جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔ حدیث: "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" خبر واحد ہے دونوں کا جمع کرنا ممکن ہے لہٰذا کہا جائے گا مطلق قرآن کی قراءت فرض ہے اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کتاب اللہ عام غیر مخصوص منہ البعض ظن کا فائدہ دیتا ہے اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو عام کو ترک کر دیں گے خبر واحد یا قیاس پر عمل کیا جائے گا۔ مذکورہ مثال میں ان کے نزدیک سورہ فاتحہ کے بغیر نماز درست نہیں ہے۔

### (۲) عام مخصوص منہ البعض:

یہ وہ کتاب اللہ کا حکم ہے جس سے بعض کو خاص کر لیا جائے یہ بھی قسم اوّل کی طرح یقین کا فائدہ دیتی ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو اگر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہوا تو دونوں پر عمل کریں گے ورنہ کتاب اللہ کے عام مخصوص منہ البعض پر عمل کریں گے اور خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیں گے۔ یہ احناف کا موقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ عام مخصوص منہ البعض ظن کا فائدہ دیتا ہے اس پر عمل

کرنا واجب نہیں ہوتا' خبر واحد اور قیاس کو اس پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ"

احناف کے نزدیک ذمی لوگوں کو مشرکین سے الگ کیا جائے گا جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے' کسی کو خاص پسند نہیں کیا جائے گا' بلکہ اس نص کے مطابق سب کو بلا تخصیص قتل کیا جائے گا۔

**(ج) ترجمہ عبارت:**

(حدیث میں موجود ہے:) ایک یا دو کش لگانے' ایک یا دو بار پستان منہ میں ڈالنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

**سوال نمبر 5: (الف) مشترک کی تعریف' دو مثالیں اور اس کا حکم بیان کریں؟**

**(ب) حقیقت کی تینوں اقسام کے نام اور کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟**

**جواب: (الف) مشترک کی تعریف' دو مثالیں اور اس کا حکم:**

**تعریف مشترک:** جو لفظ دو یا دو سے زیادہ معانی کے لیے وضع کیا گیا ہو' اور ان کی حقیقتیں مختلف ہوں مثلاً جَــارِيَةٌ' یہ لفظ لونڈی اور کشتی میں مشترک ہے۔ اسی طرح لفظ مشتری: آسمانی ستارے اور خریدار کے درمیان مشترک ہے۔

**مشترک کا حکم:** احناف کا مؤقف ہے کہ دلیل کے ساتھ ایک معنیٰ کو خاص کرنے سے' باقی معنیٰ کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے مثلاً قروء سے حیض مراد لیا گیا' تو طہر کا معنیٰ ساقط ہو جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ لفظ مشترک کے بیک وقت متعدد معانی مراد لینا بھی جائز ہے' اسے عموم مشترک بھی کہا جاتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: اَلَمْ تَـرَ اَنَّ اللّٰـهَ يَسْـجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ

اس آیت میں "يَسْــــجُــدُ" دو معانی کے لیے استعمال ہوا ہے: (۱) ذوی العقول کے لیے اصطلاحی معنیٰ' (۲) غیر العقول کے لیے تذلل وخشوع۔

**(ب) حقیقت کی اقسام ثلاثہ کے نام اور دو کی وضاحت:**

حقیقت کی تین اقسام ہیں:

(۱) حقیقت متعذرہ' (۲) حقیقت مہجورہ' (۳) حقیقت مستعملہ۔

**دو کی وضاحت:**

**(۱) حقیقت متعذرہ:** وہ لفظ جس کے حقیقی معنیٰ پر عمل کرنا ممکن نہ ہو مگر یہ کہ انتہائی درجہ کے تکلف

کے ساتھ۔اس حقیقی معنیٰ کی بجائے اسے مجاز کی طرف پھیرا جائے گا مثلاً کوئی آدمی قسم اٹھاتا ہے: لا یاکل من هذه القدر ۔ یہاں ہنڈیا کا کھانا متعذر ہے لہٰذا اس سے مجازی معنیٰ سالن مراد لیا جائے گا۔

(۲) حقیقت مستعملہ: جس کے حقیقی معنیٰ پر عرف عام میں عمل کیا جاتا ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی حقیقت پر عمل کرنا ضروری ہے الا یہ کہ مجاز کی طرف لے جانے والا کوئی قرینہ موجود ہو مثلاً لفظ قرآن کا حقیقی معنیٰ "منزل من الله" کیا ہے، جبکہ مجازاً دیگر کتب پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) متقابلات کے نام تحریر کریں؟

فَصْلٌ فِيمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقَائِقُ الْاَلْفَاظِ وَمَا يُتْرَكُ بِهِ حَقِيْقَةُ اللَّفْظِ خَمْسَةُ اَنْوَاعٍ .

(ب) اعراب لگائیں اور خمسة انواع میں سے کسی ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) متقابلات کے نام:

متقابلات چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) ظاہر، اس کا مقابل خفی ہے۔

(۲) نص، اس کا مقابل مشکل ہے۔

(۳) مفسر، اس کا مقابل مجمل ہے۔

(۴) محکم، اس کا مقابل متشابہ ہے۔

(ب) عبارت پر اعراب اور انواع خمسہ، پھر ایک کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور انواع خمسہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) دلالت عرف، (۲) نفس کلام کی دلالت حقیقت کے ترک کرنے پر (۳) سیاق کلام کے سبب حقیقت کو ترک کرنا، (۴) متکلم کی جانب سے دلالت، (۵) محل کلام کی دلالت۔

متکلم کی جانب سے دلالت:

انواع خمسہ میں سے ایک متکلم کی جانب سے دلالت ہے، اس کی مثال یہ ارشاد ربانی ہے: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ "پس جو آدمی چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔" یہاں حقیقت کو ترک کیا گیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے، جبکہ کفر قبیح ہے، حکمت والی ذات قبیح بات کا حکم دینا پسند نہیں کرسکتی۔

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

### تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے    کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف چار سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر1-ومن ثم اختلف في رحمن دون سكران وندمان .

(الف) عبارت بالا کی مطلب خیز تشریح کرتے ہوئے اختلاف کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) الف ونون زائدتان کی تعریف اور غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر2-(الف) درج ذیل میں سے کسی پانچ کی جامع مانع تعریف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

الکلام، غیر المنصرف، الوصف، المرفوعات، المبتدأ، المعرب، العامل.

(ب) کلمہ کی تعریف کریں، نیز لفظ ''مفرد'' میں ترکیبی احتمالات مع معانی لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر3-مابه يتقوم المعنى المقتضى للاعراب .

(الف) عامل کی تعریف مع مثال لکھیں، نیز بتائیں کہ معنی مقتضی للاعراب سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(ب) جمع مؤنث سالم، اسم منقوص، اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر4-وقد يكون المبتدأ نكرة اذا تخصصت بوجه ما .

(الف) مبتدا کی تعریف لکھیں، نیز نکرہ کی وجوہ تخصیص لکھ کر امثلہ سے وضاحت کریں؟

(۱۵=۱۰+۵)

(ب) ومن ثم جاز في داره زيد وامتنع صاحبها في الدار .

ترجمہ کرنے کے بعد خط کشیدہ کی مکمل وضاحت کریں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

سوال نمبر5-درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

مفعول بہ، مفعول لہ، حال، تمییز، اعراب، عدل تقدیری

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1- ومن ثم اختلف في رحمن دون سكران وندمان.

(الف) عبارت بالا کی مطلب خیز تشریح کرتے ہوئے اختلاف کی وضاحت کریں؟

(ب) الف ونون زائدتان کی تعریف اور غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط لکھیں؟

جواب: (الف) رحمان، سکران اور ندمان کے منصرف یا غیر منصرف میں مذاہب:

لفظ ''سکران'' متفقہ طور پر غیر منصرف ہے' کیونکہ اس کی مؤنث سکریٰ فعلیٰ کے وزن پر آتی ہے' جوانتفائے فُعْلَانَۃٌ کو مستلزم ہے۔ لفظ ''ندمان'' متفقہ طور پر منصرف ہے' اس لیے اس کی مؤنث ندمانۃ ہے جو وجود فعلیٰ کے عدم کو مستلزم ہے' اور یہ دونوں مذہبوں کے مطابق شرط نہیں۔

لفظ ''رحمان'' میں اختلاف ہے' جو لوگ اس کی تانیث کے وجوب کے قائل ہیں' ان کے نزدیک یہ منصرف ہوگا' کیونکہ تانیث کی شرط مفقود ہے۔ جو لوگ اس کے لیے تانیث کی شرط کے قائل نہیں ہیں' ان کے ہاں یہ غیر منصرف ہے۔

(ب) الف ونون زائدتان کی تعریف:

اس کے تین مطالب ہیں: (۱) دونوں زائد ہوں۔ (۲) دونوں کو لائیں گے' تو اکٹھے لائیں گے اور حذف کریں گے' تو دونوں اکٹھے کریں گے۔ (۳) وہ فاء' عین اور لام کی جگہ میں نہ آئیں۔

غیر منصرف کا سبب کی شرط:

اگر الف ونون زائدتان اسم میں پایا جائے' تو اس کے لیے شرط ہے کہ وہ علم ہو جیسے ''عمران'' اور ''عثمان'' ہیں۔ لہٰذا ''سعدان'' منصرف ہے' کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔

اگر الف ونون صفت میں ہو' تو اس کے غیر منصرف بننے کے لیے کہ اس کی مؤنث ''فُعْلَانَۃٌ'' کے وزن پر نہ آتی ہو۔ لہٰذا سکران غیر منصرف ہے کہ اس کی مؤنث فُعْلَانَۃٌ کے وزن پر سُکْرَانَۃٌ نہیں آتی جبکہ ''نَدْمَانٌ'' منصرف ہے' کیونکہ اس کی مؤنث فُعْلَانَۃٌ کے وزن پر ''سُکْرَانَۃٌ'' آتی ہے۔

سوال نمبر 2- (الف) درج ذیل کی جامع مانع تعریف سپرد قلم کریں؟

الكلام، غير المنصرف، الوصف، المرفوعات، المبتدأ، المعرب، العامل.

(ب) کلمہ کی تعریف کریں، نیز لفظ "مفرد" میں ترکیبی احتمالات مع معانی لکھیں؟

جواب: (الف) اصطلاحات نحویہ کی تعریفات:

(i) الکلام: وہ لفظ ہے، جو دو کلمات کو اسناد کے ساتھ شامل ہو۔ اس تعریف میں "ما" بمنزل جنس کے ہے اور "تضمن کلمتین بالاسناد" بمنزل فصل کے ہے، جس سے مہملات اور مفردات خارج ہو گئے اور "بالاسناد" کی قید سے مرکبات غیر مفیدہ خارج ہو گئے۔

(ii) غیر المنصرف: غیر منصرف اسم معرب ہے، جس میں اسباب تسعہ سے دو پائے جائیں جو مؤثر ہوں، یا ایک پایا جائے جو دو علتوں کے قائمقام ہو مع شرائط کے۔

(iii) الوصف: وصف وہ اسم ہے، جو مبہم ذات پر دلالت کرے، خواہ وہ دلالت وضع کی وجہ سے ہو، یا استعمال کے عارضی ہونے کی وجہ سے ہو۔ البتہ غیر منصرف کا سبب ہونے میں اعتبار وصفیت وضعیہ اصلیہ کا ہونا شرط ہے۔

(iv) المرفوعات: وہ اسم ہے، جو فاعلیت کی علامت پر دلالت کرنے، وہ ضمہ کی صورت میں یا واؤ کی شکل میں، یا الف کی حالت میں اور امتعذر یا ثقل کی وجہ سے تقدیری ہو۔

(v) المبتداء: وہ اسم معرب ہے جو عامل لفظی سے خالی اور مسند الیہ ہو مثلاً زَیْدٌ قَائِمٌ میں لفظ "زَیْدٌ" ہے۔

(vi) المعرب: وہ اسم معرب ہے جو غیر کے مرکب ہو اور مبنی الاصل میں سے کسی کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ مثلاً قَامَ زَیْدٌ میں "زَیْدٌ" ہے۔

(vii) العامل: وہ لفظ ہے، جس کی وجہ سے معرب کا آخر تبدیل ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ میں "زید" ہے۔

(ب) کلمہ کی تعریف:

وہ لفظ ہے، جو مفرد معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

لفظ "مفرد" میں ترکیبی احتمالات:

لفظ "مفرد" میں ترکیبی احتمالات تین ہیں:

(۱) مرفوع پڑھنے کی صورت میں "لفظ" کی صفت ہے۔ (۲) منصوب پڑھنے کی صورت میں "وُضِعَ" کی ضمیر سے حال ہے۔ (۳) مجرور پڑھنے کی صورت میں لفظ "معنیٰ" کی صفت ہے۔

سوال نمبر 3- مابہ یتقوم المعنی المقتضی للاعراب.

(الف) عامل کی تعریف مع مثال لکھیں نیز بتائیں کہ معنیٰ مقتضی للاعراب سے کیا مراد ہے؟

(ب) جمع مؤنث سالم، اسم منقوص، اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عامل کی تعریف مع مثال:

عامل وہ چیز ہے جس کے سبب وہ معانی حاصل ہوں کہ جن کا اعراب تقاضا کرتا ہے اعراب کے معنیٰ مقتضی فاعلیت، مفعولیت اور اضافت ہیں مثلاً ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ عامل ہے اس لیے اس کے سبب ''زید'' کو فاعلیت حاصل ہوئی ضَرَبْتُ زَیْدًا میں ضَرَبْتُ عامل ہے اس لیے کہ ضربت کی وجہ سے زید کو مفعولیت حاصل ہوئی اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں باء عامل ہے اس لیے کہ باء کی وجہ سے زید میں اضافت حاصل ہوئی۔

(ب) جمع مؤنث سالم، اسم منقوص اور اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب:

(i) جمع مؤنث سالم: اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر دونوں کسرہ لفظی سے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

(ii) اسم منقوص: وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری سے نصب فتحہ لفظی سے اور جر کسرہ تقدیری سے آتا ہے مثلاً جَاءَ الْقَاضِیْ، رَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

(iii) اسماء ستہ مکبرہ: یعنی وہ اسماء جن کی تصغیر نہ نکالی گئی ہو وہ یہ ہیں: اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ ذو مال۔ جب یہ غیر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب رفع واؤ ماقبل مضموم نصب الف ماقبل مفتوح اور جر یاء ماقبل مکسور سے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ اَبُوْكَ، رَأَیْتُ اَبَاكَ، مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

سوال نمبر 4- وقد یکون المبتدأ نکرة اذا تخصصت بوجه ما.

(الف) مبتدا کی تعریف لکھیں، نیز نکرہ کی وجوہ تخصیص لکھ کر امثلہ سے وضاحت کریں؟

(ب) ومن ثم جاز فی دارہ زید وامتنع صاحبھا فی الدار.

ترجمہ کرنے کے بعد خط کشیدہ کی مکمل وضاحت کریں؟

جواب: (الف) مبتداء کی تعریف:

وہ اسم ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو مثلاً زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ ہے۔

نکرہ کی وجوہ تخصیص:

مبتداء میں اصل معرفہ ہوتا ہے مگر جب نکرہ میں تخصیص پائی جائے تو اس کا مبتداء واقع ہونا صحیح ہو جاتا ہے، نکرہ کی وجوہ تخصیص چھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) صفت ظاہر سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے مثلاً وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ . (۲)

متکلم کے علم یقین کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے مثلاً أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمِ اِمْرَأَةٌ ۔ (۳) نکرہ نفی کے تحت آنے کی وجہ سے اس میں تخصیص پائی جائے مثلاً وَمَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ ۔ (۴) صفت مقدر کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے مثلاً شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ ۔ (۵) خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے مثلاً فِي الدَّارِ رَجُلٌ ۔ (۶) فاعل کے ساتھ تعلق کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے مثلاً وَسَلَامٌ عَلَيْكَ ۔

(ب) ترجمہ عبارت:

اور اسی لیے مثال فِي دَارِهٖ زَيْدٌ جائز ہے اور یہ مثال صَاحِبُهَا فِي الدَّارِ منع ہے۔

خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

قاعدہ ہے کہ مبتداء کا مقدم ہونا اور خبر کا مؤخر ہونا چاہیے۔ اسی قاعدہ کے تحت اس مثال کی ترکیب درست ہے فِي دَارِهٖ زَيْدٌ ۔ اس لیے اس صورت میں اضمار قبل الذکر رتبۃ لازم نہیں آئے گا بلکہ لفظاً لازم آئے گا' جو منع نہیں ہے۔ تاہم یہ ترکیب درست نہیں ہے: صَاحِبُهَا فِي الدَّارِ' کیونکہ اس مثال میں اضمار قبل الذکر لفظاً اور رتبۃ دونوں لحاظ سے لازم آتا ہے' جو جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 5- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

مفعول بہ' مفعول لہ' حال' تمیز' اعراب' عدل تقدیری

جواب: اصطلاحات نحویہ کی تعریفات:

(۱) مفعول بہ: وہ مفعول ہے' جس پر فاعل کا فعل واقع ہو مثلاً ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا ۔

(۲) مفعول لہ: وہ مفعول ہے' جس کے لیے فعل مذکور واقع ہوا ہو مثلاً ضَرَبْتُهٗ تَادِيبًا ۔

(۳) حال: وہ اسم ہے جو فاعل' یا مفعول اور یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے مثلاً جَاءَنِي زَيْدٌ رَاكِبًا' ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا' لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبَيْنِ ۔

(۴) تمیز: وہ اسم نکرہ ہے جو عدد' پیمانہ' وزن' پیمائش اور مقدار سے ابہام کو دور کرے مثلاً عِنْدِي عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا ۔

(۵) اعراب: وہ شیء ہے کہ جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدل جاتا ہے' خواہ اعراب بصورت حرکت ہو' یا بصورت حرف ہو۔

(۶) عدل تقدیری: وہ عدل ہے' جس کا اصل (معدول عنہ) فرضی ہو' اور اس پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

## چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو، دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

### حصہ اوّل...... منطق

سوال نمبر 1:-(الف) علم کے معانی خمسہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) منطق کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-(الف) دلالت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ ۱۰

(ب) دلالت کی کل کتنی قسمیں بنتی ہیں؟ کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-(الف) منقول کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں؟ ۱۵

(ب) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع امثلہ بیان کریں؟ ۱۰

### حصہ دوم...... عربی ادب

سوال نمبر 4:-(الف) ادب اسلامی کے چار اہم سرچشموں کے نام لکھیں؟ ۱۲

(ب) مکی سورتوں کی خصوصیات تحریر کریں، نیز سات مشہور قراءتوں کے قراء کے نام لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر 5:-(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے احتیاط بیان فرمائیں؟ ۱۲

(ب) ادب حدیث کی اہمیت کے تحت تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر 6:-(الف) خلفائے راشدین کے عہد میں شاعری کی کیا حیثیت تھی؟ ۱۲

(ب) مخضرمین شعراء میں سے تین کے نام اور کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟ ۱۳

# درجہ خاصہ (سالِ اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

### حصہ اوّل...... منطق

سوال نمبر 1:- (الف) علم کے معانی خمسہ تحریر کریں؟

(ب) منطق کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: (الف) علم کے معانی خمسہ:

علم کے پانچ معانی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاضر ہونا۔

(۲) کسی چیز کی وہ صورت جو عقل کے پاس حاصل ہو۔

(۳) وہ چیز، جو مدرک کے پاس حاضر ہو۔

(۴) وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان حاصل ہو۔

(۵) نفس ناطقہ کا کسی شیء کی صورت کو قبول کرنا۔

(ب) منطق کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ:

منطق کی تعریف: ایسے قوانین کا جاننا، جن کا لحاظ ذہن کو غور وفکر میں غلطی سے بچائے۔

وجہ تسمیہ: لفظ ''منطق'' مصدر میمی ہے، جس کا معنیٰ ہے: گفتگو کرنا، کیونکہ یہ علم ظاہری اور باطنی نطق میں نکھار پیدا کرتا ہے، اس لیے اسے منطق کہتے ہیں۔ نطق ظاہری (تکلم) میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا، دوسروں کے مقابلہ میں اچھے انداز سے گفتگو کر سکتا ہے۔ نطق باطنی (ادراک) میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا اشیاء کے حقائق یعنی ان کی اجناس اور فصول وغیرہ سے واقف ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) دلالت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) دلالت کی کل کتنی قسمیں بنتی ہیں؟ کوئی سی دو کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) دلالت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

دلالت کا لغوی معنیٰ ہے: "الارشاد" یعنی راہ دکھانا' اصطلاحی معنیٰ ہے: کسی چیز کا کسی دوسری شی ء کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب بھی پہلی چیز کا علم آئے تو اس کے ساتھ ہی دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

(ب) دلالت کی اقسام:

دلالت کی کل اقسام چھ ہیں:

(۱) دلالت لفظیہ وضعیہ' (۲) دلالت لفظیہ طبعیہ' (۳) دلالت لفظیہ عقلیہ' (۴) دلالت غیر لفظیہ وضعیہ' (۵) دلالت غیر لفظیہ طبعیہ' (۶) دلالت غیر لفظیہ عقلیہ۔

دو کی وضاحت:

(۱) دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے' جس میں وضع کو دخل ہو جیسے لفظ "زید" کی دلالت ذات زید پر۔

(۲) دلالت غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں وضع کو دخل نہ ہو جیسے دوال اربعہ یعنی عقود' خطوط' نصب اور اشارات۔

سوال نمبر 3: -(الف) منقول کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات و امثلہ بیان کریں؟

(ب) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) منقول کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات وامثلہ:

منقول کی تین اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) منقول عرفی: وہ لفظ منقول ہے' جس کے ناقل عرف عام والے ہوں جیسے لفظ "دَابَّۃ" اس کی وضع تو ہوئی تھی کل ما یدب علی الارض کے لیے' مگر بعد میں عرف عام والوں نے اسے نقل کر دیا چار پایوں کی طرف۔

(۲) منقول شرعی: وہ لفظ منقول جس کے ناقل اہل شرع ہوں جیسے لفظ "صلوٰۃ" اس کی وضع تو ہوئی تھی "دعا" کے لیے بعد میں اس کو اہل شرع نے مخصوص عبادت یعنی نماز کی طرف نقل کر دیا۔

(۳) منقول اصطلاحی: وہ لفظ منقول جس کے ناقل عرف خاص والے ہوں جیسے لفظ "اسم" اس کی وضع تو ہوئی تھی بلندی یا علامت کے معنی کے لیے' لیکن نحویوں نے اس کو نقل کر دیا' ایسے کلمہ کی طرف

جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرتا ہو اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن نہ ہو۔

(ب) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی اقسام اور مثالیں:

دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی کل چار اقسام ہیں جو مثالوں سمیت درج ذیل ہیں:

۱-تساوی: ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق آئے، تو اس نسبت کو تساوی کی نسبت کہا جاتا ہے جیسے انسان اور ضاحک۔

۲-تبائن: ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے، تو ان کے درمیان پائی جانے والی نسبت تبائن کی ہوتی ہے جیسے حیوان اور پتھر۔

۳-عموم خصوص مطلق: دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت یعنی ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے، جبکہ دوسری کلی پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اور حیوان، کیونکہ ہر انسان تو حیوان ہے، مگر ہر حیوان، انسان نہیں ہے۔

۴-عموم و خصوص من وجہ: ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے حیوان اور ابیض کے درمیان پائی جانے والی نسبت۔

## حصہ دوم ...... عربی ادب

سوال نمبر 4:-(الف) ادب اسلامی کے چار اہم سرچشموں کے نام لکھیں؟

(ب) مکی سورتوں کی خصوصیات تحریر کریں، نیز سات مشہور قراءتوں کے قراء کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) ادب اسلامی کے چار اہم سرچشموں کے نام:

ادب اسلامی کے چار اہم سرچشموں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) قرآن کریم، (۲) احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، (۳) جاہلیت کی شاعری، (۴) غیر ملکی ادب۔

(ب) مکی سورتوں کی خصوصیات:

قرآن کریم کی کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی ہیں۔ مکی سورتوں کے مضامین اور خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) توحید باری تعالیٰ (۲) صفات توحید (۳) آیات کی عظمت وشان (۴) دشمنوں کو چیلنج کرنا (۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وتوثیق (۶) گزشتہ لوگوں کے احوال پر بحث (۷) بتوں کی تردید و مذمت (۸) عقائد وافکار کی اصلاح پر زور (۹) جنت کی بشارت (۱۰) جہنم کے عذاب سے ڈرانا (۱۱) فرضیت نماز (۱۲) جہاد بالقول کی اجازت (۱۳) مصائب پر تحمل و بردباری اختیار کرنا (۱۴) تبلیغ واصلاح کی علانیہ اجازت۔

**قرآن کریم کی سات قراءتوں کے سات مشہور آئمہ وقراء کے اسماء گرامی:**

سات مشہور قراءتوں کے سات قراء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) ابوعمرو بن العلاء (متوفی ۱۵۴ھ)

(۲) عبداللہ بن کثیر (متوفی ۱۲۰ھ)

(۳) نافع بن نعیم (متوفی ۱۶۹ھ)

(۴) عبداللہ بن عامر (متوفی ۱۱۸ھ)

(۵) عاصم بن بہدلہ اسدی (متوفی ۱۲۷ھ)

(۶) حمزہ بن حبیب الزیات (متوفی ۱۵۶ھ)

(۷) علی بن حمزہ الکسائی (متوفی ۱۸۹ھ)

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے احتیاط بیان فرمائیں؟

(ب) ادب حدیث کی اہمیت کے تحت تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟

**جواب: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احادیث کے حوالے سے احتیاط:**

امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عروہ بن زبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث مبارکہ لکھنے کا قصد کیا، اس سلسلہ میں صحابہ کرام سے مشاورت کی، تو انہوں نے جمع کرنے کا مشورہ دیا، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مہینہ تک استخارہ کرتے رہے، اس لیے انہیں اس بارے میں کچھ شک تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک دن اس حقیقت سے آشنا کیا، انہوں نے لوگوں سے یوں فرمایا: آپ کو یاد ہے کہ میں نے احادیث مبارکہ لکھنے کا ارادہ کیا، مگر پھر مجھے یاد آ گیا کہ آپ سے پہلے اہل کتاب نے کتاب اللہ کے ساتھ دوسری کتابیں ملا دیں اور کتاب اللہ کو چھوڑ کر دیگر کتب میں مصروف ہو گئے، بے شک اللہ کی قسم! میں اللہ کو کسی اور شیء کے ساتھ خلط ملط نہیں کروں گا۔

یہ وہ تاریخی حقائق اور احتیاطی تدابیر ہیں، جن کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قلیل احادیث مبارکہ منقول ہیں۔

(ب) تدوین احادیث:

قرآن کریم کا فیصلہ ہے: "جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں، وہ حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ منع کریں، اس سے تم رک جاؤ۔" دوسرے مقام پر فرمایا گیا: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کرتا ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں، جن کے پیش نظر صحابہ کرام نے احادیث مبارکہ لکھنے، ان کی تدوین اور ان کی تدریس کے حلقے قائم کیے تھے۔ بعض روایات سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو حکماً احادیث مبارکہ لکھنے کی ہدایات جاری فرمائی تھیں۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاریخی خطاب فرمایا تھا، ابوشاہ نامی ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ یہ اپنا تاریخی خطاب مجھے لکھ دیں، تو آپ نے اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ یہ خطاب اسے لکھ دیں۔ اس طرح کثیر صحابہ کرام نے احادیث مبارکہ لکھنے اور انہیں تدوین کرنے کی خدمات انجام دیں۔ پھر تابعین نے اس تسلسل کو تصانیف و کتب کی شکل میں کمال معراج تک پہنچایا۔

سوال نمبر 6:- (الف) خلفائے راشدین کے عہد میں شاعری کی کیا حیثیت تھی؟

(ب) مخضرمین شعراء میں سے تین کے نام اور کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) خلفاء راشدین کے زمانہ میں شاعری کی حیثیت:

بعض آیات اور روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاعری اور شعراء کو پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ ان کی مذمت بیان کرتے تھے۔ خلفاء راشدین کے عہد ہمایوں میں بھی اس فن اور شعراء کو اہمیت نہ دی گئی، بلکہ شعراء کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی تھی، اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں پر یلغار کرنا، مسلمانوں کا اپنے دفاع میں مصروف ہونا، خلفاء کا توجہ نہ فرمانا، اس فن کو مجموعی طور پر لغو وفضول سمجھا جانا وغیرہ۔ اس دور میں زیادہ تر مسلمان جہاد بالسیف، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، وعظ ونصیحت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور جنت ودوزخ کی اہمیت بیان کرنے کی طرف متوجہ رہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ میں بھی پہلے جیسا جذبہ باقی نہیں رہا

تھا۔

(ب) مخضرمین شعراء میں سے تین کے نام:

مخضرمین ان شعراء کو کہا جاتا ہے، جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں پائے ہوں۔

مخضرمین شعراء میں سے تین کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت کعب بن زہیر

(۲) حضرت خنساء

(۳) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر نوٹ:

آپ کا پورا نام ابوالولید حسان بن ثابت انصاری ہے، مخضرمین شعراء میں سے ایک ہیں، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں، ساٹھ سال زمانہ اسلام میں بسر کیے، قبول اسلام کے بعد اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں خوب اشعار کہے، آپ نے حمدیہ اور نعتیہ اشعار بھی کہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی شان میں لکھے ہوئے اشعار پڑھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔ آپ کا دیوان ''دیوان حسان'' کے نام سے مشہور ہے۔ 54ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

☆☆☆

بنو قحطان میں سے قبیلہ ازد کے دو بھائی اوس وخزرج مدینہ میں آبسے۔ انصار ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ قحطانیوں میں سے بعض اندرون جزیرۂ عرب میں چلے گئے۔ چنانچہ ملوک کندہ نے نجد میں اپنی سلطنت قائم کی۔ ان کے علاوہ عرب میں اور متفرق ملوک تھے جن کے ذکر کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔

سیل عرم کے بعد جو لوگ یمن میں رہ گئے ان پر بنو قحطان بدستور حکمرانی کرتے رہے۔ ان بادشاہوں میں سے ایک کا نام شمر بن افریقیس بن ابرہہ تھا۔ کہتے ہیں کہ شمر مذکور بڑا عالی ہمت تھا۔ اس نے عراق پر لشکر کشی کی اور اسے فتح کر کے چین کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب وہ صغد میں پہنچا تو اس کے نواح کے باشندے ایک مقام میں پناہ گزین ہو گئے۔ شمر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا اور اس مقام کو کھدوا کر ویران کر دیا۔ اس واسطے اس مقام کو شمر کند کہنے لگے جسے عرب معرب کر کے سمرقند بولتے تھے۔ شمر وہاں سے چین کی طرف بڑھا مگر وہ اور اس کی فوج پیاس سے ہلاک ہو گئی۔

۳-حلف الفضول:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے اپنے احلاف عبدالدار مخزوم وجمح وسہم وعدی بن کعب سے مدد مانگی مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر فریاد کی جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریر پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے اور مظلوم کا حق واپس کر دیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے پاس گئے اور ان سے زبیدی کا مال واپس دلا دیا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب کا نام فضل تھا۔ جن میں سے فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضیل بن فضالہ تھے۔ اس لیے اس کو "حلف الفضول" سے موسوم کیا گیا تھا۔

(ب) اذان کی ابتداء:

جب مدینہ منورہ میں مسجد جامع تیار ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اعلام و آگاہی کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اعلام کے لیے کئی طریقے پیش کیے۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کر کے اونچی کر دی جائے۔ مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ مشابہت مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔ بعضوں نے ناقوس تجویز کیا، مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ یہ تجویز رد کر دی گئی۔ اسی طرح بوق کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت بغرض اعلام بھیج دیا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اٹھ کر نماز کے لیے ندا کر دے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ یوں ندا کر دیا کرتے: الصلوٰۃ جامعۃ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو خواب میں ان سب سے بہتر طریق بتلا دیا گیا اور وہ مروجہ اذان شرعی ہوا۔ حضرت عبداللہ نے اپنا خواب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ حضور انور بابی و امی پر اس سے پہلے اس بارے میں وحی آ چکی تھی۔ آپ نے سن کر فرمایا: بے شک یہ رویاء حق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ حضرت بلال کو کلمات اذان کی تلقین کر دو۔ وہ اذان دیں گے، کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم اور شیریں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

سوال نمبر 2......(الف) درج ذیل میں سے کوئی سے تین عنوانات پر جامع نوٹ لکھیں؟

فتح مکہ، صلح حدیبیہ، غزوہ بدر، غزوہ تبوک۔

(ب) غزوہ اور سریہ میں فرق لکھیں، نیز غزوات کی کل تعداد بتائیں؟

جواب: (الف) (ا) فتح مکہ:

ماہ رمضان میں غزوۂ فتح مکہ وقوع میں آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے معاہدۂ حدیبیہ توڑ دیا۔ بغرض توضیح ہم یہاں کسی قدر تفصیل سے کام لیتے ہیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم کو ان کے چچا مطلب سات یا آٹھ سال کی عمر میں مدینہ سے مکہ میں لائے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں پہلے مذکور ہوا اور ہاشم کے مکانات پر ان کو قابض کر دیا تھا، جب مطلب نے وفات پائی تو عبدالمطلب کے چچا نوفل نے وہ مکانات چھین لیے۔ عبدالمطلب نے قریش سے مدد مانگی۔ قریش نے کہا کہ ہم تو تم دونوں میں دخل نہیں

اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔عمرو نذکور حاضر خدمت ہو کر یوں گویا ہوا:-

یا ربّ انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیه الاتلدا فانصر رسول الله نصرًا عندا وادع عباد الله یاتوا مددا ان قریشا اخلفوك الموعدا ونقضوا میثاقك المؤكدا هم بیتونا بالوتیر هجدا وقتلونا ركعا وسجدا ۔

اے خدا میں محمد کو یاد دلاتا ہوں وہ پرانا معاہدہ جو ہمارے باپ اور انکے باپ (عبدالمطلب) کے درمیان ہوا تھا۔یارسول اللہ! ہماری پوری مدد کیجئے۔

اور خدا کے بندوں کو بلایئے جو ہماری مدد کو آئیں قریش نے آپ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ کا محکم معاہدہ توڑ ڈالا۔

انہوں نے وتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا۔اور ہمیں رکوع وسجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو! تجھے مدد مل جائے گی۔ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں قریش سے دریافت کرتا ہوں۔پس آپ نے حضرت ضمرہ کو بھیجا اور یہ تین شرطیں پیش کیں کہ قریش ان میں سے ایک اختیار کر لیں:

۱-خزاعہ کے مقتولین کا خوں بہا دیں۔

۲-بنونفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔

۳-اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قرطہ بن عمرو نے کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کی پوشیدہ تیاری شروع کر دی۔حضرت حاطب بن ابی بلتعہ لخمی نے جو بنواسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے بنوہاشم کی کنیز سارہ کے ہاتھ قریش کو ایک خط لکھ بھیجا جس میں اس جنگی تیاری کا حال درج تھا۔سارہ نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں چھپا لیا اور روانہ ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی خبر دے دی۔آپ نے حضرات علی و زبیر و مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور ان سے فرمایا کہ روضہ خاخ میں تم کو ایک سانڈنی سوار عورت ملے گی۔اس کے پاس قریش مکہ کے نام ایک خط ہے۔وہ لے آؤ۔وہ سوار ہو کر چل پڑے اور سارہ سے روضہ خاخ میں جا ملے۔اس کو نیچے اتار لیا اور کہا کہ تیرے پاس ایک خط ہے۔اس نے انکار کیا۔اس کے کجاوے کی تلاشی لی گئی مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔حضرت علی مرتضیٰ نے اس سے کہا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں فرمایا' تو خط نکال۔ورنہ ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔یہ سن

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

## پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصے سے دو دو سوال حل کریں۔

### پہلا حصہ: سیرت

سوال نمبر 1......(الف) درج ذیل میں سے کوئی سے تین عنوانات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(۱) ملک عرب کا جغرافیہ' (۲) عرب کی تاریخ قدیم' (۳) حلف الفضول' (۴) حرب فجار۔

(۱۵=۳×۵)

(ب) اذان کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ مفصل لکھیں۔ (۱۰)

سوال نمبر 2...... (الف) درج ذیل میں سے کوئی سے تین عنوانات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(۱۵=۳×۵)

فتح مکہ' صلح حدیبیہ' غزوہ بدر' غزوہ تبوک۔

(ب) غزوہ اور سریہ میں فرق لکھیں' نیز غزوات کی کل تعداد بتائیں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 3......(الف) ایلاء کی تعریف لکھیں' آیت ایلاء لکھیں' نیز بتائیں کہ واقعہ ایلاء کب اور کیوں پیش آیا؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو ازواج رضی اللہ عنہما کا تعارف لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

### دوسرا حصہ: تاریخ

سوال نمبر 1......(الف) خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا نام ونسب بیان کرکے آپ کی خلافت پر ایک

آیت اور ایک حدیث لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) "ابوبكر رضی اللہ عنہ افضل الصحابة" پر دو دلیلیں لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2...... (الف) امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جامع تعارف تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی پانچ اولیات تحریر کریں؟ (۲×۵=۱۰)

سوال نمبر 3...... درج ذیل کے جوابات تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

۱- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یومیہ اور سالانہ وظیفہ کتنا تھا؟

۲- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟ آپ کی عمر اس وقت کتنی تھی؟

۳- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال پر بیت المال میں کتنا سامان موجود تھا؟

۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر خلافت پر کیا لکھا ہوا تھا؟

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

### پہلا حصہ: سیرت

سوال نمبر 1...... (الف) درج ذیل عنوانات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(۱) ملک عرب کا جغرافیہ (۲) عرب کی تاریخ قدیم (۳) حلف الفضول (۴) حرب فجار۔

(ب) اذان کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ مفصل لکھیں۔

جواب: (الف) عنوانات پر نوٹ:

(۱) ملک عرب کا جغرافیہ:

ملک عرب براعظم ایشیاء کے جنوب میں واقع ہے یہ ملک جزیرہ نما ہے یعنی اس کے تین اطراف میں سمندر ہے اور ایک طرف دریائے فرات نے جزیرے کی مثل گھیرا ہوا ہے۔ اس کے شمال کی طرف

بلاد شام وعراق موجود ہیں' مغرب کی طرف بحیرۂ قلزم' جنوب میں بحر ہند اور مشرق کی طرف خلیج عمان اور خلیج فارس موجود ہیں۔ شمالاً جنوباً اس کا طول پندرہ سو میل کے قریب ہے' شرقاً غرباً اوسط عرض آٹھ سو میل ہے۔ اس ملک کا کل رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل پر مشتمل ہے۔

اس ملک کو آٹھ اقالیم (صوبوں) میں تقسیم کیا گیا ہے' جو درج ذیل ہیں:

۱- اقلیم حجاز: اس کا مشہور شہر مکہ معظمہ ہے' جو جدہ سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف دو سو میل کے فاصلہ پر مدینہ طیبہ ہے۔

۲- اقلیم یمن: یہ حجاز کے جنوب میں اور بحر احمر اور بحر ہند کے ساحل سے متصل ہے۔

۳- اقلیم حضر موت: یہ یمن کے مشرق میں اور بحر ہند کے ساحل سے بالکل متصل ہے' اس کے مشہور شہر تریم اور شبام ہیں۔

۴- اقلیم مہرہ: یہ حضر موت کے مشرق میں واقع ہے' یہاں کے اونٹ بہت مشہور ہیں اور یہاں کے باشندوں کی خوراک عمومی طور پر مچھلی ہے۔

۵- اقلیم عمان: یہ اقلیم مہرہ سے متصل ہے اور بحر ہند و بحر عمان کے ساحل سے ملحق ہے۔

۶- اقلیم الاحساء: اسے بحرین بھی کہا جاتا ہے' یہ بحر فارس اور بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے۔

۷- اقلیم نجد: یہ حجاز سے مشرق اور صحراء شام کے جنوب میں واقع ہے۔ اس حوالے سے حدیث میں آیا ہے' کہ وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔ محمد بن عبدالوہاب اور فرقہ وہابیہ یہاں سے شروع ہوا تھا۔

۸- اقلیم الاحقاف: یہ عمان' احساء' نجد اور حضر موت کے وسط میں واقع ہے۔ یہ ایک وسیع اور بے آباد صحراء ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام کا مزار حضر موت سے متصل احقاف میں واقع ہے۔

۲- عرب کی تاریخ قدیم:

زمانہ قدیم میں طوفان نوح کے بعد جزیرہ عرب میں سام بن نوح کی نسل کے لوگ آباد تھے۔ چنانچہ بنو یعرب بن قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام یمن میں بستے تھے۔ بنو جرہم بن قحطان اور بنو عملیق بن لوذ بن سام حجاز میں رہتے تھے۔ بنو طسم بن لوذ اور بنو جدیس بن عامر بن ارم بن سام یمامہ میں بحرین تک پھیلے ہوئے تھے۔ قوم عاد بن عوض بن ارم شحر وعمان وحضر موت کے مابین احقاف میں آباد تھی۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ قوم ثمود بن جاثر بن ارم

حجاز و شام کے درمیان حجر میں آباد تھی۔ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔

ایک زمانہ گزرنے پر عاد و ثمود و جدیس و عمالیق و جرہم فنا ہو گئے۔اس واسطے ان کو عرب بائدہ بولتے ہیں۔ان میں سے جو باقی رہے وہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں مل جل گئے۔حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی قبیلہ جرہم میں ہوئی تھی۔اس واسطے ان کی اولاد کو عرب مستعربہ کہتے ہیں اور بنو قحطان کو عرب عاربہ یعنی اصلی عرب بولتے ہیں۔القصہ مذکورہ بالا تباہی و اختلاط کے بعد عرب میں دو بڑے قبیلے رہ گئے۔بنو قحطان اور بنو عدنان (بنو اسمٰعیل علیہ السلام) ان دونوں کی بہت سی شاخیں تھیں۔اب عرب کا بڑا حصہ خاندانِ اسمٰعیل سے ہے اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی خاندان سے ہیں۔

قدیم الایام سے عربوں کی تجارت مصر و شام کے ساتھ تھی۔چنانچہ جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرا دیا' تو انہوں نے دیکھا کہ گلعاد سے اسماعیلیوں کا قافلہ آ رہا ہے۔جن کے اونٹوں پر ادویہ و بلسان و مرلدے ہوئے ہیں اور وہ مصر کو جا رہے ہیں۔یہ چیزیں لاشوں کے معطر بنانے میں مصریوں کے کام آیا کرتی تھیں۔اس کے مدتوں بعد وہ اہالی صور کے ساتھ مویشیوں اور ادویہ اور بیش بہا پتھروں اور سونے کی تجارت کرتے کہے جاتے ہیں۔

قرون ماضیہ میں عربوں پر بہت سے بیرونی حملے ہوئے مگر وہ کسی کے ماتحت نہ رہے۔چنانچہ مصری فاتح شیشک ان کو زیر نہ کر سکا۔قیروش فارسی (متوفی ۵۲۹ قبل مسیح) نے عرب کے شمالی حصے کے بعض عربوں کو مغلوب کیا' مگر مؤرخ ہیرو دوتس (متوفی ۴۲۴ قبل مسیح) ہمیں یقین دلاتا ہے کہ دارا ہشتاسپ (جس نے سلطنت فارس کی توسیع کی تھی) کے عہد میں عرب خراج سے بری تھے۔بخت نصر بابلی نے ان پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے شہر فتح کیے' مگر غنیمت لے کر اپنے وطن کو چلا آیا۔سکندر اعظم کا جانشین انطیغونس (متوفی ۳۰۱ قبل مسیح) ان پر حملہ آور ہوا' مگر اسے ان کے ساتھ ان ہی کی شرائط پر صلح کرنی پڑی۔رومی فاتح پومپے (مولود ۱۰۶ قبل مسیح) نے ملک عرب کے ایک حصے کو تاخت و تاراج کیا' مگر اس کی فوج پسپا ہوئی' تو عربوں نے شدت سے تعاقب کیا اور وہ کچھ عرصے تک شام میں رومیوں کو تنگ کرتے رہے۔ولادت مسیح سے تقریباً ۲۴ سال پہلے رومی سپہ سالار الیوس گالس بحیرۂ قلزم تک آیا۔اس نے چاہا کہ عرب کو فتح کر لے' مگر ناکام رہا۔طراجان رومی نے ۱۲۰ء کے قریب ان پر حملہ کیا اور شہر حجر کا محاصرہ کر لیا مگر رعد و ژالہ و گرد باد اور مکھیوں کے جھنڈ کے سبب سے اس کا لشکر کامیاب نہ ہوا'

جب وہ حملہ کرتے، تو یہی آفتیں پیش آتیں۔ ۲۰۰ء کے قریب سیواروس رومی نے لشکر کثیر اور سامان حرب کے ساتھ شہر حجر کا دوبارہ محاصرہ کیا مگر لشکر و شاہ کے درمیان ایک بے وجہ تنازع نے شاہ کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کر دیا۔

شاہ فارس شاپور ذوالاکتاف نے عرب پر حملہ کیا، تو بحرین و ہجر و یمامہ میں کشت و خون کرتا ہوا مدینہ تک پہنچ گیا۔ سرداران عرب جو گرفتار ہو کر آتے تھے۔ وہ ان کے مونڈھے نکال دیتا تھا۔ اس لیے اسے ذوالاکتاف کہتے تھے، مگر اسی بادشاہ نے ۳۶۰ء کے قریب تکریت پر جو خود مختار عربوں کا ایک مضبوط قلعہ تھا حملہ کیا، تو ناکام رہا۔

دسویں صدی قبل مسیح میں یمن میں ملوک حمیر بن سبا میں سے ایک فاسق خبیث بادشاہ مالک نام تھا، وہ ایسی عورتوں کو بلا کر ان کی آبرو ریزی کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی چچازاد بہن بلقیس سے بھی یہی ارادہ ظاہر کیا۔ بلقیس نے کہا کہ میرے محل میں آ جانا اور اس کے قتل کرنے کے لیے اپنے اقرباء میں سے دو آدمی مقرر کیے جب وہ محل میں داخل ہوا، تو ان آدمیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ اہل یمن نے اسی سبب سے بلقیس کو اپنا حکمران بنایا۔ ورنہ وہ عورت کی حکومت کو پسند نہ کرتے تھے۔ یہ وہی بلقیس ہے، جس کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بلقیس کے بعد خاندان حمیر کے بہت سے بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت یمن پر متمکن ہوئے، جب اہل یمن نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی، تو ان پر سیل عرم بھیجا گیا، جس سے ان کے باغات وغیرہ برباد ہو گئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے، وہ رزق و معاش کی تلاش میں مختلف اطراف کو ہجرت کر کے چلے گئے۔ چنانچہ بنو لخم بن عدی کی ایک جماعت خراسان کی طرف نکلی۔ انہوں نے دریائے فرات کے قریب شہر حیرہ کی بنا ڈالی۔ جو بعد میں اس خاندان کا دارالسلطنت رہا۔ ملوک لخمیہ و مناذرہ ۶۳۴ء تک اکاسرہ کی طرف سے عراق پر گورنر ہوتے رہے۔ اس کے بعد اسلام کا تسلط ہو گیا۔

بنو لخم کی طرح بنو قحطان کی ایک جماعت ہجرت کر کے دمشق کے متصل ایک چشمہ پر جسے غسان کہتے تھے، جا اتری۔ وہ آخر کار شام کے حکمران بن گئے۔ ملوک غسان جنہیں مؤرخین عرب، عرب متنصرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ قیاصرہ روم کی طرف سے قریباً ۲۰۰ء سے ۲۳۶ء تک ملک شام میں حکمرانی کرتے رہے۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ جبلہ بن ایہم تھا۔ جو بھاگ کر قیصر کے ہاں چلا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ ملک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

بنو قحطان میں سے قبیلہ ازد کے دو بھائی اوس و خزرج مدینہ میں آ بسے۔ انصار ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ قحطانیوں میں سے بعضے اندرون جزیرۂ عرب میں چلے گئے۔ چنانچہ ملوک کندہ نے نجد میں اپنی سلطنت قائم کی۔ ان کے علاوہ عرب میں اور متفرق ملوک تھے جن کے ذکر کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔

سیل عرم کے بعد جو لوگ یمن میں رہ گئے ان پر بنو قحطان بدستور حکمرانی کرتے رہے۔ ان بادشاہوں میں سے ایک کا نام شمر بن افریقیس بن ابرہہ تھا۔ کہتے ہیں کہ شمر مذکور بڑا عالی ہمت تھا۔ اس نے عراق پر لشکر کشی کی اور اسے فتح کر کے چین کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب وہ صغد میں پہنچا، تو اس کے نواح کے باشندے ایک مقام میں پناہ گزین ہو گئے۔ شمر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا اور اس مقام کو کھدوا کر ویران کر دیا۔ اس واسطے اس مقام کو شمر کند کہنے لگے، جسے عرب معرب کر کے سمرقند بولتے تھے۔ شمر وہاں سے چین کی طرف بڑھا مگر وہ اور اس کی فوج پیاس سے ہلاک ہو گئی۔

۳- حلف الفضول:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے، تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے اپنے احلاف بنو عبدالدار مخزوم و جمح و سہم و عدی بن کعب سے مدد مانگی، مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر فریاد کی، جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریر پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے، اور مظالم واپس کر دیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے پاس گئے اور ان سے زبیدی کا مال واپس کرایا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے، ان سب کا نام فضل تھا۔ جن میں سے فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ تھے۔ اس لیے اس کو "حلف الفضول" سے موسوم کیا گیا تھا۔

اس معاہدہ قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے' تو میں اسے نہ توڑتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایسے معاہدے میں حاضر ہوا کہ اگر اس سے غیر حاضری پر مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے' تو میں پسند نہ کرتا۔ آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر پکارے' تو میں مدد دینے کو حاضر ہوں۔

## ۴- حرب فجار:

آغاز اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا جو حرب فجار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اخیر حرب فجار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت ہونے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اس نے اونٹ لدوا کر تیار کیے۔ اتفاقاً عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی' جن میں بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہلِ نجد و تہامہ سے پناہ دے۔ یہ سن کر عروہ نے کہا: اکلب خليع يجير هالك میں اہلِ نجد و تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا۔ براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہ حرام میں قتل کر ڈالا۔ ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کیا' کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا۔ وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے' مگر قریش نے منظور نہ کیا۔ اس لیے قریش و کنانہ اور ہوازن میں جنگ چھڑ گئی۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا۔ جو ابوسفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ لشکر کنانہ کے ایک پہلو پر عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب میں حرب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا کو بھی لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی' مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی۔ بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وكنت انبل على اعمامي۔ بعض کہتے ہیں آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہر حال اخیر میں فریقین میں صلح ہو گئی۔

(ب) اذان کی ابتداء:

جب مدینہ منورہ میں مسجد جامع تیار ہو چکی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اعلام و آگاہی کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اعلام کے لیے کئی طریقے پیش کیے۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کر کے اونچی کر دی جائے۔ مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ مشابہت مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔ بعضوں نے ناقوس تجویز کیا، مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ یہ تجویز رد کر دی گئی۔ اسی طرح بوق کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت بغرض اعلام بھیجا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اٹھ کر نماز کے لیے ندا کر دے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ یوں ندا کر دیا کرتے: الصلوٰۃ جامعۃ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو خواب میں ان سب سے بہتر طریق بتلا دیا گیا اور وہ مروجہ اذان شرعی ہوا۔ حضرت عبداللہ نے اپنا خواب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ حضور انور ربانی و امی پر اس سے پہلے اس بارے میں وحی آ چکی تھی۔ اس لیے آپ نے سن کر فرمایا: بے شک یہ رویا حق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ حضرت بلال کو کلمات اذان کی تلقین کر دو۔ وہ اذان دیں گے کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم اور شیریں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

سوال نمبر 2......(الف) درج ذیل میں سے کوئی سے تین عنوانات پر جامع نوٹ لکھیں؟

فتح مکہ، صلح حدیبیہ، غزوہ بدر، غزوہ تبوک۔

(ب) غزوہ اور سریہ میں فرق لکھیں، نیز غزوات کی کل تعداد بتائیں؟

جواب: (الف) (ا) فتح مکہ:

ماہ رمضان میں غزوۂ فتح مکہ وقوع میں آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے معاہدۂ حدیبیہ توڑ دیا۔ بغرض توضیح ہم یہاں کسی قدر تفصیل سے کام لیتے ہیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم کو ان کے چچا مطلب سات یا آٹھ سال کی عمر میں مدینہ سے مکہ میں لائے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں پہلے مذکور ہوا اور ہاشم کے مکانات پر ان کو قابض کر دیا تھا، جب مطلب نے وفات پائی تو عبدالمطلب کے چچا نوفل نے وہ مکانات چھین لیے۔ عبدالمطلب نے قریش سے مدد مانگی۔ قریش نے کہا کہ ہم تو تم دونوں میں دخل نہیں

ذیتے۔ عبدالمطلب نے اپنے ننہال یعنی بنونجار کو مدینہ میں لکھا۔ اس لیے ابوسعید بن عدس نجاری اسی سوار لے کر مدد کو آیا' جب وہ مکہ میں پہنچا' تو نوفل حطیم میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابو سعید نے وہاں پہنچ کر نوفل کے سر پر تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ ہمارے بھانجے کے مکانات واپس کر دو۔ ورنہ اس تلوار سے فیصلہ کر دیتا ہوں۔ یہ دیکھ کر نوفل نے قریش کے سامنے مکانات تو واپس کر دیے' مگر اپنی کمزوری کو محسوس کر کے آئندہ کے لیے عبدشمس کے بیٹوں کو بنوہاشم کے خلاف اپنا حلیف بنالیا۔ اس پر عبدالمطلب نے خزاعہ سے کہا کہ تم بنونوفل اور بنوعبدشمس کے خلاف میرے حلیف بن جاؤ۔ عبدمناف کی ماں خزاعہ کے سردار حلیل کی بیٹی تھی۔ اس لیے وہ کہنے لگے۔ کہ تمہاری مدد کرنا ہم پر واجب ہے۔ چنانچہ دارالندوہ میں یہ معاہدہ لکھا گیا۔

حدیبیہ کے دن از روئے معاہدہ ہر ایک قبیلہ فریقین میں سے جس کا چاہا حلیف بن گیا۔ چنانچہ خزاعہ اپنا پرانا معاہدہ دکھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بن گئے اور بنوبکر قریش کے معاہدے میں شامل ہوئے۔ یہ دونوں قبیلے (خزاعہ و بنوبکر) ایک دوسرے کے حلیف تھے اور ان میں مدت سے لڑائی چلی آتی تھی' جس کا سبب یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں بنوالحضرمی میں سے ایک شخص جو اسود بن رزن دئلی بکری کا حلیف تھا۔ بغرض تجارت گھر سے نکلا' جب وہ خزاعہ کے علاقہ میں پہنچا' تو انہوں نے اسے قتل کر ڈالا اور مال لے لیا۔ اس پر بنوبکر نے خزاعہ کا ایک آدمی قتل کر ڈالا۔ پھر خزاعہ نے بنوالاسود یعنی سلمیٰ و کلثوم و ذویب کو عرفات میں قتل کر ڈالا۔ اسی حالت میں اسلام کے ظہور نے عرب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ لڑائیاں رک گئیں' جب صلح حدیبیہ کے سبب سے اسلام و کفر میں لڑائی کا سلسلہ بند ہو گیا' تو بنوبکر (کی ایک شاخ شونفاثہ) سمجھے کہ اب انتقام کا وقت ہے۔ اس لیے نوفل بن معاویہ دئلی بنو نفاثہ کو ساتھ لے کر آب وتیر میں جو اسفل مکہ میں خزاعہ کے علاقہ میں ہے رات کو حملہ آور ہوا۔ قریش نے حسب معاہدہ بنوبکر کی مدد کی۔ چنانچہ صفوان بن امیہ' خویطب بن عبدالعزیٰ' عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو وغیرہ صورتیں بدل بدل کر خزاعہ سے لڑے۔ یہاں تک کہ خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم مکہ میں پناہ لی۔ بنوبکر حرم کا احترام ملحوظ رکھ کر رک گئے' مگر نوفل نے کہا کہ یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ چنانچہ حرم میں خزاعہ کا خون بہایا گیا۔

جب بنوبکر قریش نے وہ عہد توڑ دیا۔ جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا' تو عمرو بن سالم خزاعی چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اپنے

اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔عمرو مذکور حاضر خدمت ہو کر یوں گویا ہوا:-

یا ربّ انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیه الاتلدا فانصر رسول الله نصرًا عندا وادع عباد الله یاتوا مددا ان قریشا اخلفوك الموعدا ونقضوا میثاقك المؤكدا هم بیتونا بالوتیر هجدا وقتلونا ركعا وسجدا .

اے خدا میں محمد کو یاد دلاتا ہوں وہ پرانا معاہدہ جو ہمارے باپ اور اسکے باپ (عبدالمطلب) کے درمیان ہوا تھا۔یارسول اللہ! ہماری پوری مدد کیجئے۔

اور خدا کے بندوں کو بلایئے جو ہماری مدد کو آئیں قریش نے آپ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ کا پختہ معاہدہ توڑ ڈالا۔

انہوں نے وتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا۔اور ہمیں رکوع وسجدے کی حالت میں قتل کرڈالا۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو! تجھے مدد مل جائے گی۔ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں قریش سے دریافت کرتا ہوں۔پس آپ نے حضرت ضمرہ کو بھیجا اور یہ تین شرطیں پیش کیں کہ قریش ان میں سے ایک اختیار کرلیں:

۱-خزاعہ کے مقتولین کا خوں بہادیں۔

۲-بنونفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔

۳-اعلان کردیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قرطہ بن عمرو نے کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کی پوشیدہ تیاری شروع کردی۔حضرت حاطب بن ابی بلتعہ لخمی نے جو بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے بنو ہاشم کی کنیز سارہ کے ہاتھ قریش کو ایک خط لکھ بھیجا' جس میں اس جنگی تیاری کا حال درج تھا۔سارہ نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں چھپالیا اور روانہ ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی خبر دے دی۔آپ نے حضرات علی وزبیر و مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور ان سے فرمایا کہ روضہ خاخ میں تم کو ایک سانڈنی سوار عورت ملے گی۔اس کے پاس قریش مکہ کے نام ایک خط ہے۔وہ لے آؤ۔وہ سوار ہو کر چل پڑے اور سارہ سے روضہ خاخ میں جاملے۔اس کو نیچے اتارلیا اور کہا کہ تیرے پاس ایک خط ہے۔اس نے انکار کیا۔اس کے کجاوے کی تلاشی لی گئی' مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔حضرت علی مرتضیٰ نے اس سے کہا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں فرمایا' تو خط نکال۔ورنہ ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔یہ سن

کر اس نے اپنے سر کے بالوں سے وہ خط نکال کر حوالہ کیا' جب یہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا' تو آپ نے حضرت حاطب کو طلب فرمایا اور پوچھا: "حاطب! تم نے یہ کیا حرکت کی؟" حاطب نے یوں عرض کیا: "یا رسول اللہ! میرے بارے میں جلدی نہ کیجیے۔ میں دین سے نہیں پھرا۔ میرے بال بچے مکہ میں قریش کے درمیان ہیں۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں قریش میں ان کے رشتے ہیں۔ جن کے سبب سے وہ ان کے بال بچوں کی حفاظت کریں گے' مگر میرا قریش میں کوئی رشتہ نہیں۔ اپنے اہل وعیال کے بچاؤ کے لیے میں نے یہ حیلہ کیا کہ قریش پر یہ احسان کروں۔ تاکہ اس کے صلہ میں وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیتاب ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کا سر اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: حاطب اصحابِ بدر میں سے ہے۔ عمر! تجھے کیا معلوم ہے بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر پر مطلع ہے۔ کہ فرمایا: **اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم**۔
غرض باوجود ایسے سنگین جرم کے آپ نے حضرت حاطب کو معاف فرمادیا۔

قصہ کوتاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۱۰ ماہ رمضان ۸ھ دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عباس جو اب تک مکہ میں مقیم تھے اپنے اہل وعیال سمیت ہجرت کر کے مدینہ کو آرہے تھے۔ وہ مقام جحفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حسب ارشاد نبوی انہوں نے اہل وعیال کو تو مدینہ بھیج دیا اور خود لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ قدید میں قبائل کو جھنڈے دیے گئے۔ اخیر پڑاؤ مر الظہران تھا۔ جہاں سے مکہ ایک منزل یا اس سے بھی کم تھا۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی۔ قریش کو لشکر اسلام کی روانگی کی افواہ پہنچ چکی تھی۔ مزید تحقیق کے لیے انہوں نے ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔ اس تجسس میں ان کا گزر مر الظہران پر ہوا۔ ابوسفیان بولا: یہ اس قدر جا بجا آگ کیسی ہے؟ یہ تو شب عرفہ کی آگ کی مانند ہے۔ بدیل خزاعی نے کہا: یہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا: خزاعہ گنتی میں اتنے نہیں کہ ان کی اس قدر آگ ہو۔ خیمۂ نبوی کی حفاظت پر جو دستہ متعین تھا انہوں نے ابوسفیان وغیرہ کو دیکھ لیا اور پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ ابوسفیان ایمان لائے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہونے لگے' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کر دو۔ تا کہ افواجِ الٰہی کا نظارہ آنکھوں

سے دیکھ لیں۔ قبائل عرب کی فوجیں ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔ پہلے غفار پھر جہینہ، سعد بن ہذیل، سلیم۔ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے گزرے۔ ان کے بعد ایک فوج آئی جس کی مثل دیکھنے میں نہیں آئی۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہیں۔ سردار انصار حضرت سعد بن عبادہ علم ہاتھ میں لیے ہوئے برابر سے گزرے، تو ابو سفیان سے کہا:

اليوم يوم الملحمة اليوم تستحل الكعبة .

آج گھمسان کے معرکہ کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال کردیا جائے گا۔

بعد ازاں وہ مبارک دستہ آیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (مہاجرین) تھے۔ حضرت زبیر بن العوام علمبردار تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر سے گزرے، تو ابوسفیان نے کہا: ''حضور نے سنا سعد بن عبادہ کیا کہتے گزرے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: سعد نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی عزت کی جائے گی، اور غلاف چڑھایا جائے گا۔ پھر حکم دیا کہ علم سعد سے لے کر ان کے صاحبزادے قیس کو دے دیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں حصہ بالائی کی طرف سے داخل ہوئے۔ اعلان کردیا گیا: جو شخص ہتھیار ڈال دے گا۔ ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا، یا مسجد میں داخل ہوگا۔ یا دروازے بند کر لے گا۔ اس کو امن دیا جائے گا۔ حصہ بالائی میں (خیف بنی کنانہ یعنی محصب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ نصب کیا گیا اور حضرت زبیر نے حسب الارشاد محصب کی حد یعنی حجون کی پہاڑی پر علم کھڑا کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے ساتھ پائین شہر کی طرف سے داخل ہوں اور صفا میں ہم سے آملیں اور کسی سے جنگ نہ کریں، مگر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو قریش کی ایک جماعت ساتھ لے کر جندمہ میں سد راہ ہوئے اور حضرت خالد کی فوج پر تیر برسانے لگے۔ چنانچہ حضرت حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری نے شہادت پائی۔ حضرت خالد نے مجبور ہوکر ان پر حملہ کیا۔ وہ تیرہ یا زیادہ لاشیں چھوڑ کر گھروں کو بھاگ گئے اور بعض پہاڑی پر چڑھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلواروں کی چمک دیکھی، تو پوچھا کہ یہ جنگ کیسی ہے؟ عرض کیا گیا کہ شاید مشرکین نے پیش دستی کی ہے، جس کی وجہ سے خالد کو لڑنا پڑا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد سے باز پرس کی، تو انہوں نے عرض کیا کہ ابتداء مشرکین کی طرف

واضح رہے کہ مسلمان محض قافلہ قریش سے تعرض کے لیے نکلے تھے۔ ان کو علم نہ تھا۔ کہ فوج قریش سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس لیے فوری نا تمام تیاری کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کا سواری کا اونٹ موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔" انصار آپ سے ان اونٹوں کے لانے کے لیے جو مدینہ کے حصہ بالائی میں تھے اجازت مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا "نہیں صرف وہی ساتھ چلے جس کا سواری کا اونٹ حاضر ہے۔"

آپ کے ساتھ صرف ستر اونٹ، دو گھوڑے اور تین سو آٹھ مجاہدین تھے جن میں سے مہاجرین کچھ ساٹھ سے اوپر تھے اور باقی سب انصار تھے۔ آٹھ صحابہ اور تھے۔ جو بوجہ عذر شامل نہ ہو سکے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی غنیمت میں سے پورا حصہ دیا۔ لہٰذا یہ بھی اصحاب بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان آٹھ میں سے تین تو مہاجرین تھے یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے حضور ہی کے ارشاد سے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم (ہر دو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) جن کو حضور نے روانگی سے دس روز پیشتر قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیج دیا تھا اور وہ آپ کی روانگی کے بعد مدینہ میں واپس آئے تھے اور پانچ انصار سے یعنی ابولبابہ بن عبدالمنذر جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیبت میں مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ عاصم بن عدی العجلانی جو روحاء سے ضرب شدید کے سبب واپس کر دیے گئے اور مدینہ منورہ کی بالائی آبادی (عالیہ) کے [illegible] گئے۔ حارث بن حاطب العمری جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روحاء سے کسی خاص کام کے لیے بنو عمرو بن عوف کے پاس بھیج دیا۔ حارث بن الصمہ جو روحاء میں ٹانگ پر ضرب شدید آنے کے سبب [illegible] گئے اور خوات بن جبیر جو اثنائے راہ میں ساق پر پتھر لگنے کے سبب مقام صفراء سے واپس کر دیے گئے۔

سواری کے لیے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا ہوا تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہما ایک اونٹ پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمرو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم دوسرے پر باری باری سوار ہوتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحاء سے چل کر صفراء کے قریب پہنچے تو آپ نے حضرت بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء کو قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا وہ بدر میں پہنچے اور وہاں سے یہ خبر سن کر آئے کہ قافلہ کل یا پرسوں بدر میں پہنچے گا۔ ابوسفیان کو شام میں خبر لگ گئی تھی کہ حضرت قافلہ کی واپسی کا انتظار کر

سے تھی۔ فرمایا: ''قضائے الٰہی بہتر ہے۔''

تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ ان کا اعتراض اور اس کا جواب قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (البقرۃ،ع:۱۷)

اب کہیں گے لوگوں میں سے بیوقوف کس چیز نے پھیر اان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے۔ کہہ دے اللہ کا ہے مشرق اور مغرب۔ چلاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ سیدھی راہ کی طرف۔

اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار، مگر ان لوگوں پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے (حکمت احکام کی)

**(۲) غزوہ بدر:**

غزوۂ بدر سب سے بڑا غزوہ ہے۔ اس کا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل اور قافلۂ قریش کا شام کی طرف سے آنا تھا۔ یہ وہی قافلہ تھا جس کے قصد سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ذوالعشیرہ تک تشریف لے گئے تھے۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھا۔ اس قافلے میں قریش کا بہت سا مال تھا، جب یہ قافلہ بدر کے قریب پہنچا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی۔ آپ نے فوراً مسلمانوں کو نکلنے کی دعوت دی۔ اس لیے جلدی سے تیاری کر کے آپ بتاریخ ۱۲ ماہ رمضان (۲ ہجری) بروز ہفتہ مدینہ سے نکلے اور مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر بئر ابی عتبہ پر لشکر گاہ مقرر ہوا۔ یہاں لشکر کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے صغیر السن صحابہ (مثلاً ابن عمر، براء بن عازب، انس بن مالک، جابر، زید بن ثابت اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم) کو واپس کر دیا اور باقی کو لے کر روانہ ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عمیر جن کی عمر سولہ سال کی تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھ بچا رہے تھے، کیونکہ ان کو شہادت کا شوق تھا، مگر ڈرتے تھے کہ کہیں چھوٹی عمر کے سبب واپس نہ کر دیے جائیں۔ چنانچہ جب پیش ہوئے، تو واپسی کا حکم ملا۔ اس پر آپ رونے لگے۔ لہٰذا اس رحمۃ للعالمین نے شمولیت کی اجازت دے دی۔ بلکہ ان پر خود اپنی تلوار کا پرتلہ لگا دیا۔

واضح رہے کہ مسلمان محض قافلہ قریش سے تعرض کے لیے نکلے تھے۔ ان کو علم نہ تھا۔ کہ فوج قریش سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس لیے فوری نا تمام تیاری کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کا سواری کا اونٹ موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔'' انصار آپ سے ان اونٹوں کے لانے کے لیے جو مدینہ کے حصہ بالائی میں تھے اجازت مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں صرف وہی ساتھ چلے جس کا سواری کا اونٹ حاضر ہے۔''

آپ کے ساتھ صرف ستر اونٹ، دو گھوڑے اور تین سو آٹھ مجاہدین تھے جن میں سے مہاجرین کچھ ساٹھ سے اوپر تھے اور باقی سب انصار تھے۔ آٹھ صحابہ اور تھے۔ جو بوجہ عذر شامل نہ ہو سکے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی غنیمت میں سے پورا حصہ دیا۔ لہٰذا یہ بھی اصحاب بدر میں شمار ہوتے ہیں ان آٹھ میں سے تین تو مہاجرین تھے یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے حضور ہی کے ارشاد سے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم (ہر دو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) جن کو حضور نے روانگی سے دس روز پیشتر قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیج دیا تھا اور وہ آپ کی روانگی کے بعد مدینہ میں واپس آئے تھے اور پانچ انصار تھے یعنی ابولبابہ بن عبدالمنذر جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیبت میں مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ عاصم بن عدی العجلانی جو روحاء سے ضرب شدید کے سبب واپس کر دیے گئے اور مدینہ منورہ کی بالائی آبادی (عالیہ) کے حاکم بنائے گئے۔ حارث بن حاطب العمری جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روحاء سے کسی خاص کام کے لیے بنو عمرو بن عوف کے پاس بھیج دیا۔ حارث بن الصمہ جو روحاء میں ٹانگ پر ضرب شدید آنے کے سبب واپس کر دیے گئے اور خوات بن جبیر جو اثنائے راہ میں ساق پر پتھر لگنے کے سبب مقام صفراء سے واپس کر دیے گئے۔

سواری کے لیے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا ہوا تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور حضرت مرثد غنوی رضی اللہ عنہما ایک اونٹ پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم دوسرے پر باری باری سوار ہوتے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحاء سے چل کر صفراء کے قریب پہنچے، تو آپ نے حضرت بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء کو قافلہ قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا وہ بدر میں پہنچے اور وہاں سے یہ خبر سن کر آئے کہ قافلہ کل یا پرسوں بدر میں پہنچے گا۔ ابوسفیان کو شام میں خبر لگی تھی کہ حضرت قافلہ کی واپسی کا انتظار کر

رہے ہیں۔ اس لیے اس نے حجاز کے قریب پہنچ کر ضمضم بن عمرو کو بیس مثقال سونے کی اجرت پر مکہ میں قریش کے پاس بھیجا۔ تاکہ ان کو قافلہ کے بچانے کی ترغیب دے۔ چنانچہ ضمضم اونٹ پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہو گیا۔

مکہ پہنچ کر ضمضم نے اپنے اونٹ کے ناک کاٹ دیے تھے۔ کجاوہ الٹ دیا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ دی تھی۔ اس ہیئت کذائی میں وہ اپنے اونٹ پر سوار یوں پکار پکار کر کہہ رہا تھا: ''اے گروہِ قریش! قافلہ تجارت! قافلہ تجارت! تمہارا مال ابوسفیان کے ساتھ ہے۔ محمد اور اس کے اصحاب اس کے سدراہ ہو گئے ہیں۔ میں خیال نہیں کرتا کہ تم اسے بچالو گے۔ فریاد! فریاد!'' یہ سن کر قریش کہنے لگے: کیا محمد اور اس کے اصحاب گمان کرتے ہیں۔ کہ یہ قافلہ بھی عمرو بن حضرمی کی مانند ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! ان کو معلوم ہو جائے گا' کہ ایسا نہیں۔ غرض قریش جلدی نکلے اور ان کے اشراف میں سے سوائے ابولہب کے کوئی پیچھے نہ رہا اور اس نے بھی اپنے عوض ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو بھیجا اور چار ہزار درہم جو بطور سود اس سے لینے تھے۔ اس صلے میں اس کو معاف کر دیے۔ امیہ بن خلف نے بھی پیچھے رہ جانے کا ارادہ کیا تھا' کیونکہ اس نے حضرت سعد بن معاذ سے ہجرت کے بعد مکہ مشرفہ میں سنا تھا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ہاتھ سے قتل ہوگا' مگر ابوجہل نے کہا: تو اہلِ وادیٔ مکہ کا سردار ہے۔ اگر تو پیچھے رہ گیا۔ دوسرے بھی تجھ کو دیکھی تیرے ساتھ رہ جائیں گے۔ غرض پس وپیش کے بعد ابوجہل کے اصرار پر وہ بھی ساتھ ہولیا۔

قریش جب بڑے ساز وسامان سے اس طرح چلنے کو تیار ہو گئے تو انہیں بنو کنانہ کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ بدر سے پہلے قریش و کنانہ میں لڑائی جاری تھی۔ اس لیے قریش خائف تھے۔ کہ مبادا کینہ سابق کے سبب ہمارے پیچھے ہم کو کوئی ضرر پہنچائیں۔ اس وقت ابلیس بصورت سراقہ بن مالک ظاہر ہوا۔ جو کنانہ کا سردار تھا اور کہنے لگا: میں ضامن ہوں تمہارے پیچھے بنو کنانہ سے تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس طرح ابلیس لعین بصورت سراقہ لشکر قریش کے ساتھ تھا۔ علاوہ ازیں اہلِ مکہ کے ساتھ گانے والی عورتیں اور آلات ملاہی بھی تھے۔ رسد کا انتظام یہ تھا کہ امرائے قریش عباس' عتبہ بن ربیعہ' حارث بن عامر' نضر بن حارث' ابوجہل امیہ وغیرہ باری باری ہر روز دس دس اونٹ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا سب سے معزز رئیس تھا فوج کا سپہ سالار تھا۔

## (۳) غزوہ تبوک:

یہ غزوہ ماہ رجب میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں اور عیسائی عربوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑی فوج تیار کر لی ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ اور قبائل عرب سے جانی و مالی امداد طلب کی۔ اس وقت سخت قحط اور شدت کی گرمی تھی۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۃ العسرۃ بھی کہتے ہیں۔ سورۂ توبہ میں ہے: الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ ۔ جو لشکر اس غزوہ کے لیے تیار کیا گیا اسے جیش العسرۃ کہتے ہیں۔ اس جیش کی تیاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خصوصیت سے حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی بڑے ایثار کا ثبوت دیا۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جب سرزمین ثمود میں اترے، تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ لینا اور نہ وہ پانی پینا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے پانی لیا ہے، اور اس سے آٹا گوندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پانی گرادو اور آٹا اونٹوں کو کھلا دو، جب آپ حجر یعنی ثمود کے مکانات میں سے گزرے جو پہاڑوں کو تراش کر بنائے ہوئے تھے، تو فرمایا کہ ان معذبین کے مکانات سے روتے ہوئے گزرنا چاہیے۔ کہ مبادا ہم پر بھی وہی عذاب آجائے۔ پھر آپ نے اپنی چادر سے منہ چھپا لیا اور اس وادی سے جلدی گزر گئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر سے روانہ ہوئے، تو راستے میں ایک جگہ آپ کا ناقہ گم ہو گیا۔ زید بن بصیت قینقاعی منافق کہنے لگا: ”محمد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے، حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کا ناقہ کہاں ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باطلاع الٰہی یہ معلوم ہو گیا۔ آپ نے یہ فرمایا: ”ایک منافق ایسا ایسا کہتا ہے۔ خدا کی قسم! میں وہی جانتا ہوں جو اللہ نے مجھے بتا دیا۔ چنانچہ خدا نے مجھے ناقہ کا حال بتا دیا ہے۔ وہ فلاں درّہ میں ہے۔ اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس سبب سے وہ رکا ہوا ہے۔ تم جا کر لے آؤ۔“ بہ تعمیل ارشاد مبارک ناقہ اس درّہ میں سے لایا گیا۔ حضور کے ارشاد مبارک کے وقت حضرت عمارہ موجود تھے۔ منافق مذکور حضرت عمارہ ہی کے ڈیرے میں تھا۔ حضرت عمارہ اپنے ڈیرے میں واپس آ کر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی ہم سے باطلاع الٰہی عجیب ماجرا بیان فرمایا کہ ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے۔ عمارہ کے بھائی عمرو بن حزم نے کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے زید بن بصیت نے ایسا ہی کہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمارہ نے

زید کی گردن لکڑی سے ٹھکا دی اور کہا: "او دشمن خدا! میرے ڈیرے سے نکل جا۔ میرے ساتھ نہ رہ۔"
کہا گیا ہے کہ زید مذکور بعد میں تائب ہو گیا تھا۔

حجر سے تبوک چار منزل ہے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی۔ تبوک میں بیس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام رہا۔ اہلِ تبوک نے جزیہ پر آپ سے صلح کر لی۔ ایلہ کا نصرانی سردار یوحنہ بن روبہ حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اس نے تین سو دینار سالانہ جزیہ پر آپ سے صلح کر لی اور ایک سفید خچر پیش کیا۔ آپ نے ایک چادر اسے عنایت فرمائی۔ جرباء اذرح کے یہودیوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

تبوک ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو سواروں کا دستہ دے کر اکیدر بن عبدالملک کندی نصرانی سردار دومۃ الجندل کو زیر کرنے کے لیے بھیجا اور فرما دیا کہ تم اکیدر کو نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔ اکیدر دومۃ الجندل کے قلعہ میں رہا کرتا تھا، جب حضرت خالد قلعہ کے پاس پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ چاندنی رات تھی کہ ایک نیل گائے جنگل سے آ کر قلعہ کے دروازے پر سینگ مارنے لگی۔ اکیدر اس کے شکار کے لیے قلعہ سے اتر آیا۔ اثنائے شکار میں حضرت خالد کے دستہ نے اس پر حملہ کیا اور گرفتار کر کے مدینہ میں لے آئے۔ اس نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

(۴) صلح حدیبیہ:

ماہ جمادی الاولیٰ میں غزوۂ بنی لحیان پیش آیا، مگر مقابلہ نہ ہوا۔ ماہِ ذیقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار چار سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادے سے نکلے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ جب آپ ذوالحلیفہ میں پہنچے جو اہلِ مدینہ کا میقات ہے، آپ نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانیوں کو تقلید واشعار کیا۔ یہاں سے آپ نے حضرت بسر بن سفیان کو قریش کی طرف بطور جاسوس بھیجا۔ جب آپ عسفان کے قریب غدیر اشطاط میں پہنچے، تو آپ کا جاسوس خبر لایا کہ قریش حلفاء سمیت مکہ سے باہر مقام بلدح میں جمع ہیں۔ اور آمادہ ہیں کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ کہ حلفاء کے اہل وعیال کو گرفتار کیا جائے تاکہ اگر وہ ان کی مدد کو آئیں، تو ہمیں تنہا قریش سے مقابلہ کرنا پڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ بیت اللہ کے قصد سے نکلے ہیں۔ آپ کا ارادہ کسی سے لڑائی کا نہیں۔ آپ بیت اللہ کا رخ کریں۔ جو ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔" آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور

آگے بڑھنے کا حکم دیا' جب آپ حدیبیہ کے قریب ثنیۃ المرہ میں پہنچے جہاں سے اتر کر قریش کے پاس پہنچ جاتے' تو آپ کی ناقہ قصواء بیٹھ گئی۔ ہر چند اٹھانے کی کوشش کی گئی مگر نہ اٹھی۔ آپ نے فرمایا: ''قصواء نہیں رکی اور نہ رکنا اس کی عادت ہے۔ بلکہ خدائے حابس الفیل نے اسے روک لیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قریش مجھ سے کسی ایسی حاجت کا سوال نہ کریں گے جس سے وہ حرمات اللہ کی تعظیم کریں' مگر میں وہ انہیں عطا کر دوں گا۔'' اس کے بعد آپ نے قصواء کو جھڑک دی اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آپ مڑ کر حدیبیہ کی پرلی طرف ایک کنوئیں پر اترے جس میں پانی کم تھا۔ موسم گرما تھا۔ پانی جلد ختم ہوگیا۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں پیاس کی شکایت آئی۔ آپ نے پانی کی ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی جس سے پانی بکثرت ہوگیا۔ اور چھاگل میں اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ ان دونوں معجزوں کا ذکر اس کتاب میں آگے آئے گا۔

اسی اثناء میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا۔ کہ قبائل کعب بن لوی اور عامر بن لوی) حدیبیہ کے آب کثیر پر اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دودھیل اونٹنیاں اور عورتیں بچوں سمیت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو کمزور کر دیا ہے' اور نقصان پہنچایا ہے۔ اگر وہ چاہیں' تو ہم ایک مدت کے لیے ان سے جنگ کا التواء کر دیتے ہیں۔ باقی لوگوں سے ہم خود سمجھ لیں گے۔ اگر میں غالب آ جاؤں اور بصورت غلبہ وہ میری اطاعت میں آنا چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے انکار کر دیا' تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں اکیلا رہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرور مدد کرے گا۔'' بدیل نے عرض کیا کہ میں آپ کا یہ ارشاد ان تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ قریش میں آ کر کہنے لگا۔ کہ میں اس مرد (رسول اللہ) کا قول سن آیا ہوں۔ اگر چاہیں گزارش کر دوں۔ ان میں سے ایک نادان بولا کہ ہم اس کی کسی بات کے سننے کے لیے تیار نہیں۔ ایک صاحب الرائے نے کہا کہ بیان کیجئے۔ جو اس سے سن آئے ہو۔ اس پر بدیل نے بیان کر دیا۔ عروہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا کہ اس نے ایک نیک امر پیش کیا ہے۔ وہ قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔ چنانچہ عروہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بدیل کی طرح کلام کیا اور وہی جواب پایا۔ عروہ نے یہ الفاظ (میں ان سے ضرور لڑتا رہوں

گا) سن کر عرض کیا: ”اے محمد! بتائیے اگر آپ نے اپنی قوم کو بالکل ہلاک کر دیا۔ کیا آپ نے عرب میں کسی کی بابت سنا ہے کہ اس نے آپ سے پہلے اپنے اہل کو ہلاک کر دیا ہو؟ اور اگر قریش غالب آ گئے، تو آپ ان سے امن میں نہ رہیں گے، کیونکہ اللہ کی قسم میں سردار (مکہ) ہوں اور اخلاط کو دیکھتا ہوں۔ جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: ”امصص بظر اللات۔ کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔“ اس پر عروہ بولا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا ابوبکر۔ پس وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یوں مخاطب ہوا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے نہیں دیا، تو میں تجھے جواب دیتا۔“ پھر عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا، جب وہ آپ سے کلام کرتا، تو (حسب عادت عرب) آپ کی ریش مبارک کو چھوتا۔ اس وقت مغیرہ بن شعبہ خود سر پر تلوار ہاتھ میں لیے آپ کے سر مبارک کے پاس کھڑے تھے، جب عروہ اپنے ہاتھ ریش مبارک کی طرف بڑھاتا، تو مغیرہ بغرض تعظیم نیام شمشیر اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ریش مبارک سے ہاتھ ہٹاؤ۔ عروہ نے آنکھ اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ (تیرا بھتیجا) مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے یہ سن کر کہا: او بے وفا! کیا میں تیری دیت میں کوشش نہ کرتا تھا؟ پھر عروہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے واپس جا کر اپنی قوم سے صحابہ کرام کے اوصاف بیان کیے اور کہا کہ ایک نیک امر جو پیش کیا جا رہا ہے اسے قبول کر لو۔ پھر حلیس بن علقمہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے بھی واپس جا کر کہا کہ میری رائے ہے کہ مسلمانوں کو بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ حلیس کے بعد مکرز آیا۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کر ہی رہا تھا کہ خطیب قریش سہیل بن عمرو قریشی عامری حاضر ہوا۔ آپ نے بطریق تفاؤل فرمایا کہ اب تمہارا کام کچھ سہل ہو گیا۔ گفتگوئے صلح کے بعد قرار پایا کہ دس سال تک لڑائی بند رہے۔ سہیل نے عرض کیا کہ معاہدہ تحریر میں آ جائے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ اور انہیں لکھنے کا فرمایا۔

(ب) غزوہ اور سرایا میں فرق:

ہجرت کے دوسرے سال سے غزوات اور سرایا شروع ہوتے ہیں۔

محدثین و اہلِ سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات اقدس شامل ہوں، اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بذات شریف شامل نہ ہوں، بلکہ اپنے صحابہ کرام میں

سے کسی کو دشمن کے مقابلہ میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے۔

**غزوات کی تعداد:**

غزوات تعداد میں ستائیس (27) ہیں جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

بدر

احد

مریسیع

خندق

قریظہ

خیبر

فتح مکہ

حنین

طائف

سرایا کی کل تعداد سینتالیس ہے۔

سوال نمبر 3:..... (الف) ایلاء کی تعریف لکھیں، آیت ایلاء لکھیں، نیز بتائیں کہ واقعہ ایلاء کب اور کیوں پیش آیا؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو ازواج رضی اللہ عنہما کا تعارف لکھیں؟

**جواب: (الف) ایلاء کی تعریف:**

ایلاء کا لغوی معنیٰ ہے الگ ہونا، علیحدگی اختیار کرنا، اصطلاحی معنیٰ ہے کوئی شخص شرعی طور پر بلا کسی عذر کی بناء پر اپنی بیوی سے وطی نہیں کرتا بشرطیکہ عورت بھی حقوق زوجیت ادا کرنے کا مطالبہ نہ کرے اس پر خواہ سال بھر کا عرصہ گزر جائے، شریعت ایسا کرنے والے پر کوئی سزا نافذ نہیں کرتی اور نہ اسے قابل گرفت قرار دیتی ہے۔

**ایلاء کے بارے میں آیت مبارکہ:**

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآءِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ٥ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ٥

ترجمہ: (جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مدت

ہے پھر اگر اس مدت میں واپس ہو گئے (قسم توڑ دی) تو اللہ عزوجل بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا پکا ارادہ کرلیا (رجوع نہ کی) تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے)

**واقعہ ایلاء کے پیش آنے کی وجہ:**

روایت میں ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ حضرت عبداللہ نے قسم کھالی کہ اپنے بہنوئی بشیر بن نعمان رضی اللہ عنہ سے نہ بات کریں گے اور نہ بہن بہنوئی کے درمیان مصالحت کرائیں گے۔ اصل میں حضرت بشیر بن نعمان نے عبداللہ بن رواحہ کی بہن کو طلاق دیدی تھی پھر جب بشیر بن نعمان نے رجوع اور صلح کا ارادہ کیا' تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے تو قسم کھالی ہے' اور اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

دوسری روایت میں ہے کہ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ آیت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جب آپ نے قسم کھالی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے کی وجہ سے مسطح پر خرچ نہیں کروں گا۔ حضرت مسطح حضرت ابوبکر کے خالہ زاد بھائی تھے بچپن میں یتیم ہو گئے تھے اور محتاج تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے' مگر ۵ ہجری میں منافقوں نے حضرت صدیقہ پر تہمت کا جو جال بچھایا تھا اس جال میں کچھ بھولے بھالے چند پھنسنے والوں میں حضرت مسطح بھی تھے اس واقعہ سے متاثر ہو کر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب مسطح کی امداد نہیں کروں گا' تو آیت نازل ہوئی جس میں اس طرح کی قسم سے منع فرمایا گیا پھر آپ نے امداد شروع کر دی۔ یہ واقعہ پانچ ہجری میں پیش آیا۔

**(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ازواج کا تعارف:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ازواج کا تعارف درج ذیل ہے:

**حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:**

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مساکین کو اکثر کھانا کھلایا کرتی تھیں' اس لیے ام المساکین کی کنیت سے مشہور ہوئی تھیں۔ پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عبداللہ نے جنگ احد (۳ھ) میں وفات پائی۔ اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور صرف دو تین مہینے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے پائی تھیں کہ تیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعد یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں انتقال فرمایا۔

**حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:**

ان کی بہن ام الفضل لبابہ کبریٰ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ حضرت میمونہ پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ مسعود نے طلاق دے دی، تو ابورہم بن عبدالعزیٰ نے ان سے شادی کر لی۔ ابورہم کے انتقال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح مقام سرف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ سرف ہی میں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے، تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ ان کے جنازے کو زیادہ حرکت نہ دو۔ آہستہ لے چلو۔ ان کی روایت سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے سات پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

## دوسرا حصہ: تاریخ

سوال نمبر 1......(الف) خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا نام ونسب بیان کر کے آپ کی خلافت پر ایک آیت اور ایک حدیث لکھیں؟

(ب) "ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل الصحابۃ" پر دو دلیلیں لکھیں؟

**جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ونسب:**

آپ کا نام عبداللہ ہے، اور ابوبکر سے جو آپ مشہور ہیں، تو یہ آپ کی کنیت ہے، اور صدیق عتیق آپ کا لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے، اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ ہے، جن کی کنیت ام الخیر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

**خلافت پر آیت کریمہ:**

آپ کی خلافت کے بارے میں ایک آیت کریمہ درج ذیل ہے:

"قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ج" ترجمہ: یعنی ان گنواروں سے فرماؤ جو کہ پیچھے رہ گئے کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔

**خلافت پر حدیث مبارکہ:**

آپ کی خلافت کے بارے میں حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ اور مومنین میرے بعد صدیق کے علاوہ کسی اور کو پسند نہیں کریں گے۔''

## (ب) ''ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصحابہ'' پر دو دلیلیں:

اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اور اس کے بعد باقی عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل بدر اور پھر باقی اہل اُحد، پھر باقی اہل بیت الرضوان اور پھر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم۔ ابومنصور بغدادی نے بھی اس بات پر اجماع نقل کیا ہے۔

بخاری روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم'' اور طبرانی نے ''کبیر'' میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تھی اور آپ اسے برا نہ مناتے تھے۔''

**یا خیر الناس**

ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو فضیلت دیا کرتے تھے۔

ابن عساکر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب بہت سے صحابی جمع ہو کر بیٹھتے، تو کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما۔ اس کے بعد ہم خاموش ہو جاتے۔ ترمذی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا: يَا خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل) اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ یہ کہتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

سے بہتر آدمی پر کبھی آفتاب طلوع نہیں ہوا۔

بخاری محمد بن علی بن طالب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص افضل ہے؟'' آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے اس خوف سے کہا کہ مبادا آپ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں۔ کہا کہ پھر آپ۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں سے ایک معمولی شخص ہوں۔

احمد وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت سے سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درجہ تواتر کو پہنچی ہے۔ خدا رافضیوں پر لعنت کرے۔ وہ کیسے جاہل ہیں۔

ترمذی اور حاکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے: ہمارے سردار ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے۔

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبر پر چڑھے اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اس کے خلاف کہے گا' وہ کذاب ہے' اور اسے کذاب کی سزا ملے گی۔

فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ:

اور یہ بھی ابن عساکر نے ابن ابویعلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اسے کذاب کی حد لگاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنی مسند میں اور ابونعیم وغیرہ نے ابودرداء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء کے بعد آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ سے افضل ہو۔"

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد کسی مسلمان پر آفتاب طلوع نہیں ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

سوال نمبر 2 ..... (الف) امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جامع تعارف تحریر کریں؟

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی پانچ اولیات تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جامع تعارف:

امیر المومنین ابوحفص قرشی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاہ بن عدی بن کعب بن لوی ہیں 6 ہجری میں بعمر 27 سال مشرف باسلام ہوئے۔ ذہبی اور نووی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ اشراف قریش سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں سفارت آپ کے ہی متعلق تھی کہ جب قریش کے اپنے درمیان یا ان کے اور دوسروں کے درمیان لڑائی ہوتی، تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے اور جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کی بات ہوتی، تو بھی آپ ہی کو روانہ کیا جاتا۔ آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مشرف باسلام ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ انتالیس مردوں اور تیئیس عورتوں کے بعد ایمان لائے ہیں اور بعض پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد بیان کرتے ہیں۔ جب آپ اسلام لائے، تو مکہ میں اسلام ظاہر ہو گیا اور مسلمان بہت خوش ہوئے۔ آپ سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے علماء اور زہاد سے شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے پانچ سو انتالیس حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ سے حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت طلحہ، سعد، ابن عوف، ابن مسعود، ابوذر، عمرو بن عبسہ، آپ کے بیٹے عبداللہ بن عباس، ابن زبیر، انس، ابوہریرہ، عمرو بن عاص، ابوموسیٰ اشعری، براء بن عازب اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت زر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کے سر کے بال خود پہننے کی وجہ سے گر گئے تھے۔ قد آپ کا لمبا تھا۔ مجمع میں آپ کا سر دوسرے لوگوں کے سروں سے اونچا معلوم ہوتا تھا۔ دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آخری عمر میں سر کے بال جھڑ گئے تھے اور بڑھاپے کے آثار ظاہر تھے۔ ابن رجاء سے ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ طویل القامت اور موٹے بدن کے آدمی تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے۔ مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا اور ان کے اطراف میں سرخی تھی۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پانچ اولیات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پانچ اولیات درج ذیل ہیں:

(۱) ماہ رمضان میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے کا باقاعدہ اجراء کرنا۔

(۲) شراب پینے والوں کو اسی کوڑوں کی سزا دینا۔

(۳) بیت المال کا قیام عمل میں لانا۔

(۴) ہجو اور مذمت کرنے والوں کو سزائیں دلوانا۔

(۵) تاریخ و سن ہجری کا اجراء کرنا۔

سوال نمبر3......درج ذیل کے جوابات تحریر کریں؟

۱-حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یومیہ اور سالانہ وظیفہ کیا تھا؟

۲-حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟ آپ کی عمر اس وقت کتنی تھی؟

۳-حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال پر بیت المال میں کتنا سامان موجود تھا؟

۴-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

۵-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر خلافت پر کیا لکھا ہوا تھا؟

جوابات: (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یومیہ اور سالانہ وظیفہ:

ابن سعد عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں' جب حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کی گئی تو صبح کے وقت چادریں کندھے پر ڈال کر بازار کی طرف گئے تاکہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرسکیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے تاکہ آپ کے لیے روزینہ مقرر کریں' انہوں نے آپ کے لیے مہاجرین سے ایک متوسط شخص کی سی خوراک اور جاڑے اور

گرمی کی پوشاک مقرر کی اور جب وہ کہنہ ہو جائے' تو آپ انہیں واپس کر دیا کریں اور دوسری لے لیں۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے لیے آدھی بکری اور ایک پوشاک مقرر کی۔

ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے' تو دو ہزار ان کی تنخواہ مقرر ہوئی' مگر آپ نے کہا: اس سے زیادہ کرو' کیونکہ میں عیالدار ہوں اور اب مجھے تم نے تجارت سے بھی روک دیا ہے۔ اس پر پانچ سو اور زیادہ کیے گئے۔

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے 6 ماہ بعد ۳ رمضان المبارک 11 ہجری میں انتقال فرمایا۔

(۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت موجود مال:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت بیت المال میں ایک حبشی غلام' آب کش اونٹ اور ایک کہنہ چادر تھی اور فرمایا میرے وصال کے بعد یہ چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کا نام:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہر کی عبارت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش تھا: كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا . (نصیحت کے طور پر موت ہی کافی ہے)

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

## سال اوّل برائے طلبہ سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

### چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں؟ ۱۰

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟ ۱۵

(ج) تعقید کی تعریف لکھیں نیز تعقید لفظی اور معنوی کی تعریف مع مثال لکھیں؟ ۹

سوال نمبر 2:- فوجب على طالب البلاغة

(الف) طالب بلاغت پر کن کن چیزوں کی معرفت ضروری ہے؟ ۱۳

(ب) علم معانی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ ۱۲

(ج) علم معانی کے آٹھ ابواب کے فقط نام لکھیں؟ ۸

سوال نمبر 3:- (الف) انشاء کی تعریف و مثال نیز اس کی دونوں اقسام کے نام لکھیں؟ ۱۱

وقد تخرج صيغ الأمر عن معناها الأصلي إلى معان أخر تفهم من سياق الكلام وقرائن الأحوال .

(ب) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز امر کے کوئی سے تین معانی مع مثال لکھیں؟ ۱۹

سوال نمبر 4:- وللتمني أربع أدوات

(الف) أربع أدوات سے مراد کیا ہیں؟ مع مثالیں لکھیں؟ ۸

والأصل في الخطاب أن يكون لمشاهد معين وقد يخاطب غير المشاهد إذا كان مستحضرا في القلب .

(ب) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز عبارت کی وضاحت مثال سے کریں؟ ۱۵

والفرق بين إن وإذا

(ج) "اِنْ" اور "اِذَا" کا فرق اور استعمال مع امثلہ واضح کریں؟ ۱۰

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

## چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1:- (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کریں؟

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ج) تعقید کی تعریف لکھیں، نیز تعقید لفظی اور معنوی کی تعریف مع مثال لکھیں؟

جواب: (الف) فصاحت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

۱-لغوی معنیٰ: فصاحت لغت میں بیان اور ظہور کی خبر دینا ہے۔

۲-اصطلاحی معنیٰ: اصطلاحی طور پر فصاحت مفرد، کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے۔

(ب) تنافر حروف، مخالفت قیاس اور غرابت کی تعریفات مع امثلہ:

۱-تنافر حروف: کلمہ میں ایسا وصف، جس کی وجہ سے کلمہ زبان پر ثقیل ہو جائے اور کلمہ کی ادائیگی مشکل ہو جائے جیسے هُعْخُع۔

۲-مخالفت قیاس: مخالفت قیاس یہ ہے کہ کوئی کلمہ صرفی قانون کے مطابق نہ ہو جیسے اَجْلَلْ۔

۳-غرابت: یہ ہے کہ کلمہ کا معنیٰ ظاہر نہ ہو اور عام استعمال بھی نہ ہو جیسے افرنقع بمعنیٰ انصرف۔

(ج) تعقید کی تعریف:

تعقید یہ ہے کہ کوئی کلام کسی خلل کی وجہ سے اپنی مراد پر ظاہراً دلالت نہ کرے۔

اقسام تعقید:

تعقید کی دو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-تعقید لفظی: یہ ہے کہ کلام میں ایسے اسباب پائے جائیں، جن کی وجہ سے مراد سمجھنا مشکل ہو جائے، مثلاً تقدیم و تاخیر، مبتداء و خبر کے درمیان فصل وغیرہ، جیسے

وَمَا مثله في الناس الا مملجا ابو امه حي ابوه يقاربه

یہ شعر در حقیقت اس طرح تھا:

اوما مثله في الناس حي يقاربه      الا مملك ابوامه ابوه

۲۔تعقید معنوی: یہ ہے کہ کلام میں ایسے لوازم بعیدہ استعمال کرنا جو کثیر واسطوں کے محتاج ہوں اور مقصود پر دلالت کرنے والے قرائن بھی پوشیدہ ہوں مثلاً

ساطلب بُعد الدار عنكم لتقربوا      وتسكب عيناى الدموع لتجمدا

(میں عنقریب تم سے گھر کی دوری طلب کروں گا' تاکہ تم قریب ہو جاؤ اور میری آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں تاکہ وہ جم جائیں)

سوال نمبر 2:-فوجب على طالب البلاغة

(الف) طالب بلاغت پر کن کن چیزوں کی معرفت ضروری ہے؟

(ب) علم معانی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟

(ج) علم معانی کے آٹھ ابواب کے فقط نام لکھیں؟

جواب: (الف) وہ اشیاء جن کی معرفت طالب بلاغت پر ضروری ہے:

وہ پانچ امور ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) علم لغت' (۲) علم صرف' (۳) علم نحو' (۴) علم معانی' (۵) علم بیان۔

مزید دو چیزیں یہ بھی ہیں: (۱) ذوق سلیم' (۲) کلام عرب پر کثرت واقفیت۔

(ب) علم معانی کی تعریف اور مثال:

علم معانی وہ علم ہے' جس کے ذریعے لفظ عربی کے وہ احوال پہچانے جائیں' جن کی وجہ سے لفظ مقتضی حال کے مطابق ہو جائے مثلاً ارشاد ربانی ہے:

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ٥ "اور ہم نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ زمین میں شر کا ارادہ کیا گیا یا ان کے پروردگار نے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے۔" پس بیشک "اَمْ" سے ماقبل کلام کی صورت "اَمْ" کے مابعد کلام کی صورت سے مختلف ہے' کیونکہ پہلی صورت میں ارادہ کا فعل مجہول "اُرِيْدَ" استعمال ہوا ہے۔

(ج) علم معانی کے آٹھ ابواب کے نام:

علم معانی کے کل آٹھ ابواب ہیں' جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) احوال اسنادی' (۲) احوال مسند الیہ' (۳) احوال مسند' (۴) احوال متعلقات فعل' (۵) قصر

(٦) انشاء (٧) فصل و وصل (٨) ایجاز، اطناب اور مساوات۔

سوال نمبر 3:- (الف) انشاء کی تعریف و مثال، نیز اس کی دونوں اقسام کے نام لکھیں؟

وَقَدْ تُخْرَجُ صِيَغُ الْأَمْرِ عَنْ مَعْنَاهَا الْأَصْلِيِّ إِلٰى مَعَانٍ أُخَرَ تُفْهَمُ مِنْ سِيَاقِ الْكَلَامِ وَقَرَائِنِ الْأَحْوَالِ .

(ب) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز امر کے کوئی سے تین معانی مع مثال لکھیں؟

جواب: (الف) انشاء کی تعریف و مثال، نیز ان کی اقسام:

**انشاء کی تعریف و مثال:**

انشاء وہ کلام ہے، جس کے کہنے والے کو یہ (سچا یا جھوٹا) کہنا درست نہ ہو جیسے سَافِرْ يَا مُحَمَّدُ! اے محمد! تو سفر کر۔ اِقِمْ يَا عَلِيُّ! اے علی! تو کھڑا ہو!

**انشاء کی دو اقسام کے نام:**

انشاء کی دو اقسام کے نام درج ذیل ہیں:

(i) انشاء طلبی، (ii) انشاء غیر طلبی۔

**(ب) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:**

اور کبھی امر کے صیغے دوسرے معانی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، جن کو سیاق کلام اور قرائن سے سمجھا جاتا ہے۔

**امر کے تین معانی مع امثلہ:**

١- دعا کے معنیٰ میں جیسے "اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں۔"

٢- التماس کے معنیٰ میں جب تو اپنے برابر کے آدمی کو کہے: تو مجھے کتاب دے۔

٣- تمنا کے لیے جیسے اے (ہجر کی) لمبی رات تو صبح بن کر روشن ہو جا، لیکن صبح بھی تجھ سے بہتر اور افضل نہیں ہے۔

سوال نمبر 4:- وللتمنی أربع أدوات

(الف) أربع أدوات سے مراد کیا کیا ہیں؟ مع مثالیں لکھیں؟

وَالْأَصْلُ فِي الْخِطَابِ أَنْ يَكُوْنَ لِمُشَاهِدٍ مُعَيَّنٍ وَقَدْ يُخَاطَبُ غَيْرُ الْمُشَاهَدِ إِذَا كَانَ مُسْتَحْضَرًا فِي الْقَلْبِ .

(ب) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز عبارت کی وضاحت مثال سے کریں؟

والفرق بين إن وإذا

(ج) "اِنْ" اور "اِذَا" کا فرق اور استعمال مع امثلہ واضح کریں؟

جواب: (الف) اربع ادوات سے مراد مع امثلہ:

تمنی کے چار ادوات ہیں، جن میں سے ایک اصلی ہے، وہ لَیْتَ ہے، مثلاً لَيْتَ طَالِعَةَ الشَّمْسَيْنِ غَائِبَةٌ ۔ باقی تین غیر اصلی ہیں، وہ مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۲) هَلْ: جیسے فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا ۔ کاش! ہماری سفارش کرنے والا کوئی ہوتا، تو وہ ہماری سفارش کرتا۔

(۳) لو: جیسے فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ آنا نصیب ہوتا تو ہم ایمان لے آتے۔

(۴) لعل: جیسے شاعر کا شعر ہے:

اَسِرْبَ الْقِطَاهَلْ مَنْ يُّعِيْرُ جَنَاحَهٗ لَعَلِّيْ اِلٰى مَنْ قَدْ هَوِيْتُ اَطِيْرُ

اے قطا نامی پرندوں کی جماعت کیا کوئی ہے جو اپنے پر مجھے عاریۃً دے دے کاش میں اپنے محبوب کے پاس اڑ کر جاؤں۔

(ب) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور خطاب میں اصل یہ ہے کہ مشاہد معین کے لیے ہو اور کبھی خطاب غیر مشاہد کے لیے بھی ہوتا ہے جبکہ وہ دل میں حاضر سمجھ لیا جائے۔

مثال: ارشاد ربانی ہے: اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔

(ج) "اِنْ" اور "اِذَا" کا فرق اور استعمال مع امثلہ:

"اِنْ" اور "اِذَا" دونوں مستقبل کی شرط کے لیے آتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ "اِنْ" کے ساتھ شرط کا واقع ہونا اصلاً غیر یقینی ہے، اور "اِذَا" کے ساتھ شرط کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اسی وجہ سے فعل ماضی کے ساتھ "اِذَا" کا استعمال بکثرت ہوتا ہے جیسے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ یعنی جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور کامیابی آئے گی۔ گویا شرط بالفعل واقع ہو چکی ہے برخلاف "اِنْ" کے۔ لہٰذا جب تو نے یوں کہا "اگر میں اپنی بیماری سے شفایاب ہو جاؤں، تو ایک ہزار دینار صدقہ کروں گا۔" تو گویا کہ تجھے شفایابی میں شک ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

# سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

## حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر1: (الف) درج ذیل آیات میں سے چار (4) کا اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰×۴=۴۰

(۱) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ

(۲) يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ٥

(۳) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ٥

(۴) اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ٥

(۵) فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ٥

(٦) وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ٥

(ب) درج ذیل میں سے دس (10) الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰

وَجِلَتْ، فَوْقَ الْاَعْنَاقِ، لَا تَنَازَعُوْا، فَسِيْحُوْا، لَا يَرْكَبُوْا، اِلَّا اَنَا قُلْتُمْ، شَفَا، عَنِتُّمْ، اَلسَّآئِحُوْنَ، لَمْ يَلْبَثُوْا، مَا يَعْزُبُ، يَسْتَغْشُوْنَ

☆☆☆

# دوسرا حصہ......ریاض الصالحین

سوال نمبر 2:-درج ذیل احادیث میں سے پانچ پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸×۵=۴۰

(۱) وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أشد حياء من العذراء في خدرها فإذا رأى شيئا يكرهه عرفناه في وجهه۔

(۲) وعن عبدالله بن يزيد الخطمي الصحابي رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن يودع الجيش قال استودع الله دينكم وأمانتكم وخواتيم أعمالكم۔

(۳) وعن كعب بن مالك رضي الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل بثلاث أصابع فإذا فرغ لعقها۔

(۴) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده۔

(۵) وعن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا تكلم بكلمة أعادها ثلاثا حتى تفهم عنه وإذا أتى على قوم فسلم عليهم ثلاثا۔

(۶) وعن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يعود بعض أهله يمسح بيده اليمنى ويقول اللّٰهم رب الناس أذهب الباس واشف أنت الشافي لاشفاء إلاشفاءك شفاء لايغادر سقما۔

(۷) وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال كان النبي صلى الله عليه وسلم وجيوشه إذا علوا الثنايا كبروا وإذا هبطوا سبحوا۔

سوال نمبر 3:-درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰

بضع، شعبة، تبكين، جائزة، عقبة، يردف، كآبة المنظر

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2022

## پہلا پرچہ: قرآن وحدیث

## حصہ اوّل: قرآن پاک

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل آیات کا اُردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ

(۲) يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○

(۳) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۴) اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۗ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(۵) فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(٦) وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(ب) درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

وَجِلَتْ، فَوْقَ الْأَعْنَاقِ، لَا تَنَازَعُوْا، فَسِيْحُوْا، لَا يَرْكَبُوْا، إِلَّا اٰتَا قُلْتُمْ، شَفَا، عَنِتُّمْ، اَلسَّائِحُوْنَ، لَمْ يَلْبَثُوْا، مَا يَعْزِبُ، يَسْتَغْشُوْنَ

جواب: (الف) آیات مبارکہ کا اُردو ترجمہ:

(۱) اور تیار کررکھوان کے لیے جتنی قوت تم سے بن سکے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو اور ہیبت بٹھاؤ اس سے ان کے دلوں میں جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ ان کے علاوہ دوسروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔

(۲) منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی ایسی سورت اترے جو ان کے دلوں کی چھپی چیز جتا دے، تم

فرماؤ ہنستے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔

(۳) توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزے رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے اور خوشخبری ہے مومنین کے لیے۔

(۴) سنو! وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں تا کہ اللہ سے پردہ کریں سنو! جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے بدن ڈھانپ لیتے ہیں اللہ جانتا ہے جو یہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ دلوں کی باتوں سے واقف ہے۔

(۵) پس وہ جو اپنے رب کی طرف لوٹے بولے! اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک لیا گیا' آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

(۶) اور وہ وہی ہے جس نے مسخر کیا تمہارے لیے دریا کو کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور تو اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں شکر گزار ہو جاؤ۔

(ب) الفاظ کے معانی:

وَجِلَتْ (اور ڈر جائے)' فَوْقَ الْاَعْنَاقِ (گردنوں کے اوپر)

لَا تَنَازَعُوْا (تم جھگڑا نہ کرو) فَسِيْحُوْا (پس سیر کرو تم)

لَا يَرْكَبُوْا (وہ سوار نہ ہوں)' اِلَّا (مگر)

اثا قلتم (تم نے بوجھ اٹھایا)' شفا (کنارہ)

اَلسَّائِحُوْنَ (روزہ رکھنے والے)' لَمْ يَلْبَثُوْا (وہ نہ ٹھہرے)

مَا يَعْزُبُ (غائب نہیں)' يَسْتَغْشَوْنَ (وہ ڈھانپ لیتے ہیں)

## حصہ دوم……حدیث

سوال نمبر2:-درج ذیل احادیث پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خَدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ.

(۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخِطَمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَدِّعَ الْجَيْشَ قَالَ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ.

(۳) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا .

(۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ .

(۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا .

(۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ أَهْلِهٖ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ إِذْهَبِ الْبَاسَ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا .

(۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُيُوْشُهٗ إِذَا عَلَوْا الثَّنَايَا كَبَّرُوْا وَإِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا .

**جواب: ترجمۃ الاحادیث المبارکہ:**

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حیاء کرنے والے کنواری لڑکی سے بھی۔ پس جب آپ کوئی مکروہ شئی دیکھتے تو ہم اس کے اثرات آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن یزید خطمی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ارادہ فرماتے کسی لشکر کو الوداع کرنے کا تو یہ فرماتے کہ "میں اللہ کے سپرد کرتا تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو"۔

(۳) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین انگلیوں سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔

(۴) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے"۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کلام فرماتے تو آپ اسے تین مرتبہ دہراتے حتیٰ کہ اسے سمجھ لیا جاتا۔ اور جب کسی قوم کے ہاں تشریف لے جاتے تو انہیں تین بار سلام فرماتے تھے۔

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اپنے بعض اہل

وعیال کی عیادت فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک ان پر ملتے اور فرماتے "اے لوگوں کے رب! تو دور کر دے تکلیف کو اور شفا دے دے تیری شفاء ہی شفا ہے۔ تو ایسی شفاء عطا فرما کہ اس کے بعد کوئی بیماری نہ ہو"۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لشکر کسی پہاڑ پر چڑھتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور نیچے اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے (یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتے)

سوال نمبر3:- درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

بضع، شعبة، تبكين، جائزة، عقبة، يردف، كآبة المنظر

الفاظ کے معانی:

بضع (کچھ)، شعبة (حصے)

تبكين (تم روتی ہو)، جائزة (تین دن ورات والا مہمان)

عقبة (پیچھے)، يردف (وہ پیچھے بیٹھا)

كآبة المنظر (تکلیف دہ منظر)

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

# سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)
# (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

## دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے صرف دو دو سوال حل کریں۔

## حصہ اول ......فقہ

سوال نمبر1:- البیع ینعقد بالإیجاب والقبول إذا كانا بلفظ الماضی وإذا أوجب أحد المتعاقدین البیع فالأخر بالخیار إن شاء قبل فی المجلس وإن شاء رده فأیهما قام من المجلس قبل القبول بطل الإیجاب .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۵=۵+۱۰)

(ب) خیار شرط، خیار رؤیت، خیار عیب میں سے دو کی تعریف، حکم اور مدت لکھیں؟ (۱۰=۵+۵)

سوال نمبر 2:- درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف پانچ کی تعریفات واحکام سپردِ قلم کریں؟ (۵×۵=۲۵)

بیع مزابنہ، بیع ملامسہ، بیع الحصاۃ، بیع منابذہ، سوم علی سوم غیرہ، تلقی الجلب، بیع الحاضر للبادی

سوال نمبر3:- والضرب الثانی شركة العقود وهی علی اربعة اوجه .

(الف) شرکت عقود اور اس کی اقسام اربعہ کی تعریفات اور ایک ایک مثال لکھیں؟ (۵×۳=۱۵)

(ب) مزارعت کے جواز اور عدم جواز کے متعلق ائمہ احناف کا موقف لکھیں؟ (۱۰)

## حصہ دوم ......اصول فقہ

سوال نمبر4:- فالخاص لفظ وضع لمعنی معلوم أو لمسمی معلوم علی الانفراد كقولنا فی تخصیص الفرد زید .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(۱۰+۵=۱۵)

(ب) عام کا حکم اور اس پر کوئی ایک تفریع مع مثال بیان کریں؟ (۱۰=۵+۵)

سوال نمبر 5:- (الف) عبارۃ النص، اشارۃ النص اور اقتضاء النص میں سے ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) لفظ کے حقیقی معانی چھوڑنے کے صرف دو مقام مع مثالیں تحریر کریں؟ (۱۰=۵+۵)

سوال نمبر 6:- فصل فی طریق الاستعارة اعلم أن الاستعارة فی أحکام الشرع مطردة بطریقین الخ .

(الف) استعارۃ کی تعریف لکھیں نیز اس کے دونوں طریقوں کی وضاحت کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) حقیقت اور مجاز کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰=۵+۵)

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2022

## دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

### حصہ اوّل ...... فقہ

سوال نمبر 1:- اَلْبَیْعُ یَنْعَقِدُ بِالْاِیْجَابِ وَالْقُبُوْلِ اِذَا کَانَا بِلَفْظِ الْمَاضِیْ وَإِذَا أَوْجَبَ أَحَدُ الْمُتَعَاقِدَیْنِ الْبَیْعَ فَالْآخَرُ بِالْخِیَارِ إِنْ شَاءَ قَبِلَ فِی الْمَجْلِسِ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهُ فَأَیُّهُمَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقُبُوْلِ بَطَلَ الْإِیْجَابُ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خیار شرط، خیار رؤیت، خیار عیب میں سے دو کی تعریف، حکم اور مدت لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے ہیں ترجمہ درج ذیل ملاحظہ کریں:

''منعقد ہو جاتی ہے بیع ایجاب وقبول کے ساتھ جب ہو وہ دونوں لفظ ماضی سے۔ جب واجب کیا متعاقدین میں سے ایک نے بیع کو پس دوسرا اختیار پر ہے اگر چاہے تو قبول کرلے مجلس میں اور اگر چاہے تو اسے رد کر دے۔ پس ان میں سے جو بھی مجلس سے کھڑا ہو گیا قبول سے پہلے تو ایجاب باطل ہو جائے گا''۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں:

خیارِ شرط کی تعریف: ایسا خیار جس سے عقد منعقد تو ہو جاتا ہے لیکن حکمِ بیع موقوف رہتا ہے۔

حکم: خیارِ شرط جائز ہے۔ مدت: تین دن تک اس کی مدت ہے۔

خیارِ رؤیت کی تعریف: وہ خیار جس میں بیع منعقد ہو جاتی ہے اور حکم بھی ثابت ہو جاتا ہے مگر غیر تام اور نامکمل۔

حکم اور مدت: بیع جائز ہے خیارِ رؤیت کے ساتھ۔ شرعاً اس کی مدت مقرر نہیں' یہ اختیار عیب دیکھنے پر ہے۔ جب بھی مبیعہ کے عیب پر مطلع ہو تو اسے نافذ کرنے یا رد کرنے کا اختیار ہے۔

خیارِ عیب کی تعریف: مبیعہ میں موجود عیب پر مشتری واقف نہ تھا۔ اس صورت میں عقد تو ہو جائے گا لیکن عیب پر مطلع ہونے کے وقت مشتری کو اختیار ہے' چاہے تو بیع نافذ رکھے چاہے تو رد کردے۔

حکم اور مدت: جب مشتری عیب پر واقف ہو تو اس کو بیع نافذ کرنے اور فسخ کرنے دونوں کا اختیار ہے اور اس کا بھی کوئی خاص وقت اور مدت مقرر نہیں بلکہ یہ اختیار مبیعہ میں عیب دیکھنے پر ہے۔ البتہ عیب دیکھنے کے بعد فوراً چاہے تو قبول کرلے چاہے تو فسخ کردے۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات واحکام سپردِ قلم کریں؟

بیع مزابنہ' بیع ملامسہ' بیع الحصاۃ' بیع منابذہ' سوم علی سوم غیرہ' تلقی الجلب' بیع الحاضر للبادی

جواب: تعریفاتِ اصطلاحات:

مزابنہ کی تعریف وحکم: کھجور پر لگے پھل کی کٹے ہوئے کھجور کے پھل سے بیع کرنا۔ ایسی بیع منع ہے جائز نہیں۔

ملامسہ کی تعریف وحکم: بائع ومشتری کسی چیز پر بھاؤ اور ریٹ لگائیں۔ جب مشتری اس کو چھولے تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ ایسی بیع بھی جائز نہیں ہے۔

حصاۃ کی تعریف وحکم: حصاۃ کا معنی ہے کنکری پھینکنا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ متعاقدین کے درمیان مختلف اشیاء کا ایک ہی بھاؤ اور قیمت مقرر ہو جاتی ہے۔ اب مشتری جس پر کنکری پھینکے اس کی بیع لازم۔ یہ بیع بھی منع ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔

منابذہ کی تعریف اور حکم: منابذہ یہ ہے کہ متعاقدین میں ہر ایک اپنے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینکے اور ان میں کوئی بھی اپنے صاحب کے کپڑے کو نہ دیکھے۔ اس طرح کرنے کو بیع منابذہ کہتے ہیں۔ ایسی بیع بھی منع ہے۔

سوم علی سوم غیرہ کی تعریف وحکم: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی نے کوئی چیز خریدی اور اس کا بھاؤ

اور قیمت لگائی اور دوسرا آدمی اس کے قیمت پر قیمت لگا دے۔ایسا کرنا بھی جائز نہیں کہ نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا۔

تلقی الجلب کی تعریف وحکم: تاجروں کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان سے اشیاء خرید لینا اور پھر شہر میں آ کر اپنی من مانی قیمت سے اشیاء کو فروخت کرنا۔ایسی بیع کرنا بھی منع ہے کہ اس سے شہریوں کا نقصان ہوتا ہے۔اگر اہل شہر کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

بیع الحاضر للبادی کی تعریف وحکم: غلہ ایک شخص کا ہو اور شہر والوں پر قحط ہو اور وہ اہل شہر کو سستے داموں نہیں بیچتا بلکہ اہل بادیہ کو مہنگے داموں فروخت کرتا ہے' تو اسے بیع الحاضر للبادی کہتے ہیں۔یہ بھی منع ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے بیع الحاضر للبادی سے منع فرمایا۔اس سے شہر والوں کا نقصان ہے۔یہ ممانعت تب ہے جب اہل شہر قحط میں ہوں اور انہیں نقصان ہو ورنہ نہیں۔

سوال نمبر3:-والضرب الثاني شركة العقود وهي على اربعة اوجه .

(الف) شرکت عقود اور اس کی اقسام اربعہ کی تعریفات اور ایک ایک مثال لکھیں؟

(ب) مزارعت کے جواز اور عدم جواز کے متعلق ائمہ احناف کا موقف لکھیں؟

جواب: (الف) شرکت عقود کی تعریف:

شرکت عقود یہ ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کہے کہ "میں نے تجھ سے اس اس بات پر شراکت کی" اور دوسرا کہے مجھے قبول ہے۔تو اسے شرکت فی العقود کہتے ہیں۔

اقسام اربعہ کی تعریفات:

شرکت مفاوضۃ: یہ ہے کہ دو آدمی شراکت کریں کہ وہ مال' تصرف اور دین میں مساوی ہوں گے یعنی ان کا مال' تصرف کرنے کا اختیار اور دونوں کا دین ایک ہو۔

شرکت عنان کی تعریف: شرکتِ عنان یہ ہے کہ دو آدمی کسی خاص نوع کی تجارت یا ہر طرح کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو' صرف آپس میں دونوں شریک ایک دوسرے کے وکیل ہوں۔

شرکت صنائع کی تعریف: شرکت صنائع یہ ہے کہ دو کاریگر لوگوں سے کام لائیں اور شرکت میں کام اور مزدوری کو آپس میں تقسیم کر لیں۔

شرکت وجوہ کی تعریف: شرکت وجوہ یہ ہے کہ دو آدمی بغیر مال کے عقدِ شرکت کریں کہ کسرِ نفسی سے بچنے اور عزت بحال رہنے کی خاطر دکانداروں سے ادھار چیزیں لے کر انہیں بیچ کر دکانداروں کو ان کا قرض واپس کر کے نفع آپس میں تقسیم کر لیں۔

## (ب) مزارعت کے جواز اور عدم جواز پر احناف کا مؤقف:

مزارعت کی بابت مختلف احادیث مبارکہ وارد ہیں۔ بعض ائمہ کے نزدیک مزارعت جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز نہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مزارعت جائز نہیں جبکہ امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک جائز ہے۔ فتویٰ امام ابویوسف اور امام محمد کے قول پر ہے کہ جائز ہے۔

# حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- فَالْخَاصُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مَعْلُومٍ أَوْ لِمُسَمًّى مَعْلُومٍ عَلَى الْاِنْفِرَادِ كَقَوْلِنَا فِي تَخْصِيصِ الْفَرْدِ زَيْدٌ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) عام کا حکم اور اس پر کوئی ایک تفریع مع مثال بیان کریں؟

## جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے ہیں ترجمہ درج ذیل ہے:

''پس خاص وہ لفظ ہے جو معنی معلوم یا مسمیٰ معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہو انفرادی طور پر جیسے ہمارا قول تخصیص فرد میں ''زَیْدٌ''

## (ب) عام کا حکم اور تفریع:

عام کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم عام مخصوص عنہ البعض ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ تمام کے نزدیک ظنی ہے۔ دوسری قسم عام غیر مخصوص عنہ البعض ہے' اس کا حکم یہ ہے کہ یہ تمام کے نزدیک قطعی ہے۔ اس کے معنی پر اعتقاد اور عمل واجب وفرض ہے۔ ان کا منکر کافر ہے۔

تیسری قسم وہ ہے کہ جہاں اس کے عموم کی بقا یا تخصیص پر کوئی دلیل وقرینہ موجود نہ ہو۔ اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ عندالاحناف اس کا حکم قطعی ہے اور دیگر کے نزدیک اس کا حکم ظنی ہے۔

### تفریع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا'' الآیۃ اللہ تعالیٰ کے قول ''بِمَا كَسَبَا'' میں مَا عام ہے جو ہر چوری کو شامل ہے۔ اس کی سزا قطع ید ہے۔ پس اگر چوری شدہ سامان چور سے تلف ہو جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا' مال کی ضمانت نہ ہوگی کہ قطع ید ہی اس کی سزا ہے۔ ضمان کی صورت میں یہ تمام عمل کی سزا نہیں بنتی بلکہ دونوں سزاؤں کا مجموعہ سزا قرار پائے گا اور یہ

عمومِ قرآن کے خلاف ہے۔ عمومِ کلمہ مَــا پر دلیل امام محمد کا قول ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں: اگر کوئی اپنی لونڈی سے کہے کہ "جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اگر وہ لڑکا ہوا تو تو آزاد ہے" اب اس نے لڑکا و لڑکی دونوں کو جنم دے دیا، تو وہ آزاد نہ ہوگی، کیونکہ لفظ مَـا اس بات کا مقتضی ہے کہ تمام کا تمام حمل لڑکے پر مشتمل ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مَا عموم کے لیے آتا ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) عبارۃ النص، اشارۃ النص اور اقتضاء النص میں سے ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں؟

(ب) لفظ کے حقیقی معانی چھوڑنے کے صرف دو مقام مع مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارۃ النص کی تعریف: جس کے لیے کلام کو چلایا گیا ہو۔

اشارۃ النص کی تعریف: وہ کہ جس سے ثابت ہونے والا الحکم نظمِ نص سے ہوتا ہے اور تقدیرِ عبارت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن نظمِ نص سے ثابت ہونے والا الحکم من کل الوجوہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے لیے عبارت کو چلایا جاتا ہے۔

دونوں کی مثال: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ" یہ آیت مالِ غنیمت کے حقداروں کے لیے چلائی گئی ہے۔ لہٰذا یہ اس بارے میں عبارۃ النص ہے لیکن چونکہ اشارۃً مہاجرین کا فقر بھی ثابت ہو رہا ہے، تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کافر مالِ مسلم پر غلبہ پا لے تو وہ غلبہ کافر کے لیے ثبوتِ ملک کا سبب ہوگا، کیونکہ مال اگر ملکِ مسلم میں رہے تو ان کا فقر ثابت نہ ہوگا۔ لہٰذا ملکِ کافر کا ثبوت مذکورہ مثال میں اشارۃ النص ہے۔

اقتضاء النص کی تعریف و مثال: وہ حکم جو بہ تقاضاءِ نص ثابت ہو لیکن اقتضاء النص سے ثابت ہونے والا الحکم عبارۃ النص پر اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے بغیر عبارۃ النص کا مفہوم ثابت نہ ہوگا جیسے اگر کوئی آدمی اپنی زوجہ سے کہے: "تو طلاق والی ہے" یعنی اَنْــتِ طَـالِقٌ ۔ اب لفظ طالق عورت کی صفت بنا ہے اور صفت مصدر کا تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا طالق میں مصدر یعنی "طلاق" اقتضاء کے طور پر موجود ہے۔

(ب) معنیٰ حقیقی چھوڑنے کے مقام:

(۱) عرفِ عام کی دلالت، (۲) من جانب المتکلم دلالت۔

اوّل کی مثال: اگر کسی نے سر نہ کھانے کی قسم اٹھائی، تو اطلاق اس سر پر ہوگا جو عرفِ عام میں مشہور ہے مثلاً بکری کا سر۔ اب اگر اس نے چڑیا یا کبوتر کا سر کھا لیا تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ باعتبارِ عرف لفظِ رأس کا حقیقی معنیٰ یہاں متروک ہے۔

دوم کی مثال: متکلم کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی کلام کا حقیقی معنی مراد ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جیسے کسی مسافر نے کسی جگہ اترتے ہوئے کسی شخص کو گوشت خریدنے کے لیے کہا، مگر چونکہ وہ حالت

سفر میں ہے پکانے کا انتظام نہیں۔ لہٰذا حالتِ مسافر کو دیکھ کر یہاں پکا ہوا گوشت ہی مراد لیا جا سکتا ہے کچا نہیں۔ لہٰذا یہاں بھی گوشت کا حقیقی معنی متروک ہے۔

سوال نمبر 6:- فصل فی طريق الاستعارة اعلم أن الاستعارة فی أحكام الشرع مطردة بطريقين الخ .

(الف) استعارۃ کی تعریف لکھیں نیز اس کے دونوں طریقوں کی وضاحت کریں؟

(ب) حقیقت اور مجاز کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف) تعریفِ استعارہ: لفظ کو ماوضع لہ کے غیر میں استعمال کرنا استعارہ کہلاتا ہے۔

دونوں طریقوں کی وضاحت:

پہلا طریقہ: یہ کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال موجود ہو جیسے اگر کوئی کہتا ہے کہ اگر میں غلام کا مالک بنوں تو وہ آزاد ہے۔ اب وہ نصف غلام کا مالک بن جاتا ہے اور اسے فروخت کر دیتا ہے۔ پھر دوسرے نصف کا مالک بن جاتا ہے تو وہ آزاد نہ ہوگا' کیونکہ غلام اس کی ملکیت میں اجتماعی طور پر نہیں آیا۔ اگر وہ کہتا ہے کہ اگر میں غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے۔ پھر وہ نصف غلام خرید کر آزاد کر دیتا ہے پھر دوسرا نصف خریدتا ہے تو اب دوسرا نصف آزاد ہو جائے گا۔ اب یہاں اگر ملک سے خریدنا مراد لیتا ہے یا خریدنے کا لفظ بول کر ملک مراد لیتا ہے تو مجازاً اس کی نیت درست ہوگی۔ کہ خریدنا ملک کی علت ہے اور ملک اس کا حکم۔ لہٰذا دونوں طرفوں سے استعارہ درست ہوگا۔

دوسرا طریقہ: یہ کہ مخصوص سبب اور حکم درمیان اتصال موجود ہو جیسے کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے "اَنْتِ حُرَّۃٌ" اور نیت طلاق کی کرے تو اس کا قول درست ہوگا' کیونکہ اس صورت میں آزادی ملک بضعہ کے زوال کا سبب ہوگی مگر ملک رقبہ کے زوال کے سبب سے۔ پس اس کا قول ملک بضعہ کے زوال کا سبب محض بنے گا۔ پس جائز ہے کہ لفظ تحریر بول کر اس سے طلاق مراد لے' جو زوالِ ملکِ بضعہ کا سبب بنتی ہے اور ملکیت کو زائل کرتی ہے۔

(ب) تعریفِ حقیقت: لفظ اس کے معنی وضعی میں استعمال کرنا جیسے لفظ اسد کو حیوانِ مفترس کے لیے استعمال کرنا۔

تعریفِ مجاز: لفظ غیر ماوضع لہ میں استعمال کرنا جیسے لفظ اسد کو رجل شجاع کے لیے استعمال کرنا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

## سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

# تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف چار سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:-وأرسلها العراك ومررت به وحده ونحوه متأول .

(الف) مذکورہ بالا عبارت سوال مقدر کا جواب ہے سوال وجواب کی وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) اگر ذوالحال نکرہ ہوتو حال کو مقدم کرنا کیوں ضروری ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) اسباب منع صرف کتنے اور کون سے ہیں؟ کافیہ میں موجود شعر لکھنا نہ بھولیں۔ ۱۵

(ب) عدل تحقیقی اور تقدیری کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:-(الف) درج ذیل میں سے پانچ کی جامع ومانع تعریف سپرد قلم کریں؟ ۱۵

کلمہ، حال، تمیز، مبتدا ثانی، مجرور، مضاف الیہ، وصف

(ب) حصول کلام کے عقلی احتمال کتنے ہیں مفصلاً تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:-التحذير وهو معمول بتقدير اتق تحذير امما بعده أو ذكر المحذر منه مكررا .

(الف) عبارت مذکورہ پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) ما أضمر عامله على شريطة التفسير سے کیا مراد ہے؟ نیز تحذیر کی صورت میں عامل کو حذف کرنا کیوں ضروری ہے؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-(الف) عامل اور اعراب میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ ۱۰

(ب) جمع مکسر منصرف، جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے اعراب کو مفصلاً تحریر کریں؟ ۱۵

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2022

## تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1:- وارسلها العراك ومررت به وحده ونحوه متأول ۔

(الف) مذکورہ بالا عبارت سوال مقدر کا جواب ہے سوال و جواب کی وضاحت کریں؟

(ب) اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرنا کیوں ضروری ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) سوال و جواب کی وضاحت:

قاعدہ بیان ہوا تھا کہ حال کی شرط یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو جبکہ العراک اور وحدہ حال تو ہیں لیکن معرفہ ہیں نکرہ نہیں ہیں لہٰذا یہ قاعدہ ان مثالوں سے ٹوٹ گیا؟

تو یہاں سے ماتن جواب دے رہے ہیں کہ مذکورہ مثالیں تاویل شدہ ہیں یعنی العراک حال نہیں بلکہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے اصل عبارت یوں ہے: تعترك العراك ۔ اسی طرح وحدہ متوحدۃً کے معنی میں ہے اور متوحدۃً نکرہ ہے معرفہ نہیں۔ بعض نے یوں کہا کہ العراک میں الف لام زائدہ ہے تعریف کا نہیں۔ لہٰذا وہ بھی نکرہ ہی ہے۔

(ب) تقدیم حال کا ضروری ہونا:

ذوالحال اگر نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ حالت نصب میں حال کا صفت کے ساتھ التباس لازم نہ آئے جیسے رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا میں حال کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جن صورتوں میں التباس لازم نہیں آتا وہاں بھی مقدم کرنا واجب اطراداً اللباب ۔

سوال نمبر 2:- (الف) اسباب منع صرف کتنے اور کون سے ہیں؟ کافیہ میں موجود شعر لکھنا نہ بھولیں۔

(ب) عدل تحقیقی اور تقدیری کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) منع صرف کے اسباب:

غیر منصرف کے نو اسباب ہیں جو درج ذیل شعر میں مذکور ہیں:

عدل ووصف وتانيث ومعرفة وعجمة ثم جمع ثم تركيب
والنون زائدة من قبلها الف ووزن الفعل وهذا القول تقويب

(ب) عدل تحقیقی کی تعریف:

جب اپنے اصلی صیغہ سے نکل کر دوسرے صیغہ کی طرف خروج کرے اور اس خروج پر غیر منصرف

کے علاوہ کوئی دلیل موجود ہو، اسے عدل تحقیقی کہتے ہیں جیسے ثُلٰثٌ، مَثْلَثٌ۔

**عدل تقدیری کی تعریف:**

اسم اپنے اصلی صیغہ کو چھوڑ کر دوسرے صیغہ کی طرف خروج کرے۔ اس خروج پر غیر منصرف ہونا ہی دلیل ہو، تو عدل تقدیری کہلاتا ہے جیسے عُمَرُ۔

سوال نمبر 3:- (الف) درج ذیل کی جامع مانع تعریف سپرد قلم کریں؟

کلمہ، حال، تمییز، مبتدا ثانی، مجرور، مضاف الیہ، وصف

(ب) حصول کلام کے عقلی احتمال کتنے ہیں مفصلاً تحریر کریں؟

**جواب: (الف) تعریفات اصطلاحات:**

کلمہ کی تعریف: وہ لفظ جو معنیٰ مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

حال کی تعریف: وہ اسم نکرہ جو فاعل یا مفعول بہ کی حالت کو بیان کرے۔

تمییز کی تعریف: وہ اسم جو ابہام کو دور کرے۔

مبتدا ثانی کی تعریف: وہ صیغہ صفت جو حرف نفی یا الف استفہام کے بعد واقع ہو اور مابعد اسم ظاہر کو رفع دے۔

مجرور کی تعریف: وہ اسم جو مضاف کی علامت پر مشتمل ہو۔

مضاف الیہ: جس کی طرف کوئی شئی حرف جر کے واسطے سے منسوب کی جائے، مضاف الیہ کہلاتا ہے۔

وصف کی تعریف: وہ اسم جو ذاتِ مبہم پر دلالت کرے۔

**(ب) کلام حاصل ہونے کے عقلی احتمال:**

عقلی طور پر حصول کلام کے کل دو احتمال ہیں:

(۱) دو اسموں سے۔ (۲) اسم اور فعل سے۔

دلیل: کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد صرف انہی دو صورتوں میں پایا جاتا ہے، کسی اور میں نہیں۔

سوال نمبر 4:- اَلتَّحْذِيْرُ وَهُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِيْرِ اِتَّقِ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ أَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا .

(الف) عبارت مذکورہ پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ما أضمر عامله على شريطة التفسير سے کیا مراد ہے؟ نیز تحذیر کی صورت میں عامل

کو حذف کرنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ کریں:

''تحذیر وہ اسم ہے جو اِتَّقِ مقدر کا معمول ہے اپنے مابعد سے ڈرانے کے لیے یا محذر منہ کو مکرر ذکر کیا گیا ہو''۔ اس عبارت میں ماتن تحذیر کی تعریف کر رہے ہیں۔

(ب) ما اضمر عامله علی شريطة التفسير کی تعریف:

ہر وہ اسم کہ جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ اس اسم میں عمل کرنے سے اعراض کریں کیونکہ اپنی ضمیر یا متعلق میں عمل کر رہے ہیں۔ اگر انہیں اس اسم پر مسلط کریں تو اس کو نصب دیں جیسے زیدًا ضربتُہٗ۔

بصورت تحذیر عامل کو حذف کرنا اس لیے لازم ہے تاکہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم نہ آئے۔

سوال نمبر 5:- (الف) عامل اور اعراب میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟

(ب) جمع مکسر منصرف، جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے اعراب کو مفصلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) عامل کی تعریف: عامل وہ ہے جس کے باعث اعراب کو چاہنے والا معنیٰ حاصل ہو۔

اعراب: وہ حرف یا حرکت ہے جس کے باعث معرب کا آخر تبدیل ہوتا کہ ان معانی پر دلالت کرے جو معرب پر پے در پے آتے ہیں۔

(ب) جمع مکسر کا اعراب: رفع ضمہ لفظی کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ رِجَالٌ، رَأَیْتُ رِجَالاً، مَرَرْتُ بِرِجَالٍ۔

جمع مذکر سالم کا اعراب: رفع واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ، نصب اور جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ الْمُسْلِمُوْنَ، رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ۔

تثنیہ کا اعراب: رفع الف کے ساتھ، نصب اور جر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلَانِ، رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

# سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

## چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- قد جرت عادة الميزانيين أنهم يعبرون عن الموضوع بج وعن المحمول بب فمتى أرادوا التعبير عن الموجبة الكلية يقولون كل ج ب ومقصودهم من ذلك الإيجاز ودفع توهم الانحصار .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں منطقیین موضوع اور محمول کو ج اور ب سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟ ۱۰

(ب) قیاس کی تعریف کرتے ہوئے قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی کی وضاحت کریں اور مثال پیش کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2:- (الف) قضیہ کی تعریف کرتے ہوئے قضیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) ترتیب کے اعتبار سے جنس کی اقسام اربعہ مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) شرطیہ منفصلہ کی اقسام ثلاثہ مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

## حصہ دوم ...... عربی ادب

سوال نمبر 4:- (الف) اصول دین اور اصول احکام کو بیان کرنے میں قرآن کریم کا اسلوب تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) قرآن کی وجہ اعجاز کو بیان کرتے ہوئے قرآن کی زبان کی خصوصیات تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 5:- (الف) ہجویہ شاعری کے اسباب بیان کرتے ہوئے ہجویہ شاعری میں اخطل اور فرزدق کا مسلک لکھیں؟ ۱۵

(ب) شاعری پر ایک عمومی جائزہ پیش کریں جس میں عراقی، حجازی اور شامی شاعری کا احاطہ کیا گیا ہو۔ ۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) مسلمان خلفاء کی طرز انشاء پردازی کو بیان کریں؟ ۱۲

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور فطری وادبی صلاحیت پر جامع مضمون تحریر کریں؟ ۱۳

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2022

## چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب

## حصہ اوّل: منطق

سوال نمبر 1: قد جرت عادة الميزانيين أنهم يعبرون عن الموضوع بج وعن المحمول بب فمتى أرادوا التعبير عن الموجبة الكلية يقولون كل ج ب ومقصودهم من ذلك الإيجاز ودفع توهم الانحصار۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں منطقیین موضوع اور محمول کو ج اور ب سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟

(ب) قیاس کی تعریف کرتے ہوئے قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی کی وضاحت کریں اور مثال پیش کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ:

تحقیق منطقیوں کی عادت جاری ہے کہ وہ موضوع کو "ج" کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور محمول کو "ب" کے ساتھ۔ پس جب وہ قضیہ موجبہ کلیہ کو تعبیر کرنے کا ارادہ کریں تو یوں کہتے ہیں: کل ج ب۔ اور مقصود اس سے اختصار حاصل کرنا ہے۔ اور انحصار کے وہم کو دور کرنا ہے۔

موضوع کو ج اور محمول کو ب سے تعبیر کرنے کی کلی غرض:

موضوع کو ب اور محمول کو ج سے اس لیے تعبیر کرتے ہیں تا کہ اختصار حاصل ہو جائے اور دوسرا اس لیے کہ اگر الف کا انتخاب کرتے تو پھر ساکن سے ابتداء لازم آتی ہے، کیونکہ الف ساکن ہوتا ہے۔ لہٰذا ب کا انتخاب کرلیا۔ محمول کو ج سے اس لیے تعبیر کیا کہ اگر ت یا ث کو لیتے تو موضوع سے التباس لازم آتا، کیونکہ ت اور ث کو ب سے مشابہت ہے۔ صرف نقطوں کا فرق ہے۔ اس لیے ج کا انتخاب کیا۔

### (ب) قیاس کی تعریف:

قیاس وہ دلیل ہے جس میں کلی سے جزئی پر استدلال ہو جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ و كُلُّ حَيْوَانٍ حَسَّاسٌ ۔ پس نتیجہ آیا كُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ ۔

### قیاس استثنائی کی تعریف:

وہ قیاس جس کے مقدمات میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بالفعل موجود ہو جیسے كُلَّمَا كَانَ هٰذَا الشَّيْءُ اِنْسَانًا كَانَ حَيْوَانًا لٰكِنَّهُ اِنْسَانٌ فَهُوَ حَيْوَانٌ یا لٰكِنَّهُ لَيْسَ بِحَيْوَانٍ فَهُوَ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ ۔

### قیاس اقترانی کی تعریف:

قیاس استثنائی کا عکس یعنی جس کے مقدمات میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ و كُلُّ حَيْوَانٍ حَسَّاسٌ نتیجہ آیا كُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ ۔

سوال نمبر 2:-(الف) قضیہ کی تعریف کرتے ہوئے قضیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قضیہ کی تعریف: وہ قول جو صدق و کذب کا احتمال رکھے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ۔

قضیہ کی اقسام: قضیہ کی دو اقسام ہیں: ۱-حملیہ ۲-شرطیہ۔

قضیہ حملیہ کی تعریف: وہ قضیہ جو دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ اوّل کی مثال اور زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ ثانی کی مثال۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ جو دو قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ ۔

### (ب) موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام:

باعتبار موضوع قضیہ حملیہ کی چار اقسام ہیں:

۱-قضیہ شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع معین مشخص ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ۔

۲-قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کی نفسِ طبیعت پر لگے جیسے اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ ۔

۳-قضیہ محصورۃ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کے افراد پر لگے اور افراد کی مقدار کو بیان کیا جائے جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ ۔

۴-قضیہ مہملہ: وہ قضیہ جس کا حکم موضوع کے افراد پر لگے لیکن افراد کی مقدار بیان نہ کی جائے جیسے اَلْاِنْسَانُ فِيْ خُسْرٍ ۔

سوال نمبر 3:-(الف) ترتیب کے اعتبار سے جنس کی اقسام اربعہ مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) شاعری پر ایک عمومی جائزہ پیش کریں جس میں عراقی' حجازی اور شامی شاعری کا احاطہ کیا گیا ہو۔۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) مسلمان خلفاء کی طرز انشاء پردازی کو بیان کریں؟ ۱۲

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور فطری وادبی صلاحیت پر جامع مضمون تحریر کریں؟ ۱۳

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2022

## چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

### حصہ اوّل: منطق

سوال نمبر 1:- جرت عادة الميزانيين أنهم يعبرون عن الموضوع بج وعن المحمول بب فمتى أرادوا التعبير عن الموجبة الكلية يقولون كل ج ب ومقصودهم من ذلك الإيجاز ودفع توهم الانحصار.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ منطقیین موضوع اور محمول کو ج اور ب سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟

(ب) قیاس کی تعریف کرتے ہوئے قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی کی وضاحت کریں اور مثال پیش کریں؟

**جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ:**

تحقیق منطقیوں کی عادت جاری ہے کہ وہ موضوع کو ''ج'' کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور محمول کو ''ب'' کے ساتھ۔ پس جب وہ قضیہ موجبہ کلیہ کو تعبیر کرنے کا ارادہ کریں تو یوں کہتے ہیں: کل ج ب۔ اور مقصود اس سے اختصار حاصل کرنا ہے۔ اور انحصار کے وہم کو دور کرنا ہے۔

**موضوع کو ج اور محمول کو ب سے تعبیر کرنے کی کلی غرض:**

موضوع کو ب اور محمول کو ج سے اس لیے تعبیر کرتے ہیں تا کہ اختصار حاصل ہو جائے اور دوسرا اس لیے کہ اگر الف کا انتخاب کرتے تو پھر ساکن سے ابتداء لازم آتی ہے' کیونکہ الف ساکن ہوتا ہے۔ لہٰذا ب کا انتخاب کر لیا۔ محمول کو ج سے اس لیے تعبیر کیا کہ اگر ت یا ث کو لیتے تو موضوع سے التباس لازم آتا' کیونکہ ت اور ث کو ب سے مشابہت ہے۔ صرف نقطوں کا فرق ہے۔ اس لیے ج کا انتخاب کیا۔

## (ب) قیاس کی تعریف:

قیاس وہ دلیل ہے جس میں کلی سے جزئی پر استدلال ہو جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ و کُلُّ حَیْوَانٍ حَسَّاسٌ ۔ پس نتیجہ آیا کُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ ۔

## قیاس استثنائی کی تعریف:

وہ قیاس جس کے مقدمات میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بالفعل موجود ہو جیسے کُلَّمَا کَانَ هٰذَا الشَّيْءُ اِنْسَانًا کَانَ حَیْوَانًا لٰکِنَّهٗ اِنْسَانٌ فَهُوَ حَیْوَانٌ یا لٰکِنَّهٗ لَیْسَ بِحَیْوَانٍ فَهُوَ لَیْسَ بِاِنْسَانٍ ۔

## قیاس اقترانی کی تعریف:

قیاس استثنائی کا عکس یعنی جس کے مقدمات میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ و کُلُّ حَیْوَانٍ حَسَّاسٌ نتیجہ آیا کُلُّ اِنْسَانٍ حَسَّاسٌ ۔

سوال نمبر2:-(الف) قضیہ کی تعریف کرتے ہوئے قضیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قضیہ کی تعریف: وہ قول جو صدق و کذب کا احتمال رکھے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ ۔

قضیہ کی اقسام: قضیہ کی دو اقسام ہیں: ۱-حملیہ ۲-شرطیہ۔

قضیہ حملیہ کی تعریف: وہ قضیہ جو دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اوّل کی مثال اور زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ ثانی کی مثال۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: وہ قضیہ حملیہ جو دو قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَلْعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ ۔

## (ب) موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام:

باعتبار موضوع قضیہ حملیہ کی چار اقسام ہیں:

۱-قضیہ شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع معین مشخص ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ ۔

۲-قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کی نفس طبیعت پر لگے جیسے اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ ۔

۳-قضیہ محصورۃ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کے افراد پر لگے اور افراد کی مقدار کو بیان کیا جائے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ ۔

۴-قضیہ مہملہ: وہ قضیہ جس کا حکم موضوع کے افراد پر لگے لیکن افراد کی مقدار بیان نہ کی جائے جیسے اَلْاِنْسَانُ فِيْ خُسْرٍ ۔

سوال نمبر3:-(الف) ترتیب کے اعتبار سے جنس کی اقسام اربعہ مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) شرطیہ منفصلہ کی اقسام ثلاثہ مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترتیب کے اعتبار سے جنس کی اقسام اربعہ:

(۱) جنس عالی: وہ جنس جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو لیکن نیچے ہو جیسے جوہر۔

(۲) جنس سافل: وہ جنس جس کے اوپر تو کوئی جنس ہو لیکن نیچے نہ ہو جیسے حیوان۔

(۳) جنس متوسط: وہ جنس کہ جس کے اوپر بھی اور نیچے بھی جنس ہو جیسے جسم نامی۔

(۴) جنس مفرد: وہ جنس کہ جس کے اوپر بھی جنس موجود نہ ہو اور نیچے بھی نہ ہو جیسے عقل۔

(ب) شرطیہ منفصلہ کی اقسام ثلاثہ:

(۱) شرطیہ منفصلہ حقیقیہ: وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم صدق وکذب دونوں میں ہو جیسے هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ۔

(۲) شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع: وہ قضیہ جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم فقط صدق میں ہو جیسے هٰذَا الشَّيْءُ اِمَّا شَجَرٌ اَوْ حَجَرٌ۔

(۳) شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو: وہ قضیہ جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم فقط کذب میں ہو جیسے هٰذَا الشَّيْءُ اِمَّا لَا شَجَرٌ اَوْ لَا حَجَرٌ۔

## حصہ دوم عربی ادب

سوال نمبر 4: ۔ (الف) اصول دین اور اصول احکام کو بیان کرنے میں قرآن کریم کا اسلوب تحریر کریں؟

(ب) قرآن کی وجہ اعجاز کو بیان کرتے ہوئے قرآن کی زبان کی خصوصیات تحریر کریں؟

جواب: (الف) قرآن کا اصول دین میں اسلوب:

قرآن کریم میں اصول دین پر مشتمل دو تہائی مکی سورتیں موجود ہیں۔ اصول دین سے مراد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، یوم آخرت پر ایمان لانا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ان تمام کا تعلق وجدان اور جذبات سے ہے۔ لہٰذا ان کی طرف بلانے اور ان پر ابھارنے کے لیے پختہ شاعرانہ اسلوب مطلوب ہے، جو سبق آموز قصوں، اعلیٰ حکمتوں اور عمدہ مثالوں پر یقین دعووں اور ڈرانے والی وعید کے ذریعے دل پر اثر انداز ہو۔ پس اسلوب قرآن چھوٹی چھوٹی آیتوں، کثرت سجع بندی، تشبیہ بلیغ اور قوی الاثر استعارات پر مشتمل ہے۔

قرآن کا اصول احکام میں اسلوب:

قرآن کریم میں ایک تہائی مدنی سورتیں ہیں جو اصول احکام پر مشتمل ہیں۔ ان میں عبادات کے

ساتھ معاملات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پس ان کو بیان کرنے کے لیے طویل جملے، تفصیلی آیتیں اور واضح مقاصد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

بعض احکام کو دعوت اور ہدایت کے زمرے میں بیان کیا گیا ہے' کیونکہ ان سب کا بنیادی مقصد ہے توحید کا اعلان کرنا' دین کا اظہار کرنا' دلوں کو گمراہی' جہالت اور ناپاکیوں سے پاک کرنا' اس لیے زمانہ وحی میں نئی حکومت میں اتنی وسعت اور اجتماعیت نہ تھی کہ اس کے لیے مفصل قانون سازی کی جاتی۔

(ب) قرآن کی وجہ اعجاز:

قرآن ایک معجزہ ہے اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں اور ان پر اجماع بھی موجود ہے' البتہ اس کے وجہ اعجاز میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

☆ کسی کے نزدیک بلند مقصد' مختلف مزین سے آراستہ ہونے اور غیب کی خبریں بتلانا اس کی وجہ اعجاز ہے۔

☆ کسی کے نزدیک بہترین وضاعت' واضح مقاصد اور پختہ اسلوب وجہ اعجاز ہے۔ ہم بھی اسی رائے کے قائل ہیں۔

☆ اور سب سے بڑھ کر جس قوم کو اس کی مثل لانے کا چیلنج کیا گیا وہ کوئی فلاسفہ یا فقہاء نہ تھی کہ اس کی مثل لانے سے عاجز آنا معجزہ ہو بلکہ وہ قوم میدان بلاغت کی شہسوار' مقرز یشان' اور باکمال شعراء پر مشتمل تھی۔ تشبیہ وتمثیل کی باریکی' اجمال' تفصیل کی بلاغت' عمدہ اسلوب اور استدلال کی قوت ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کی طاقت عاجز ہے اور یہی وجہ مخالفین کے منہ بند کرنے کا سبب ہے۔

قرآنی زبان کی خصوصیات:

قرآن کی زبان اصل میں قبیلہ قریش کی زبان ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور انہی میں مبعوث ہوئے۔ لہٰذا قرآن کی زبان میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو قریش کی زبان میں موجود تھیں یعنی الفاظ میں مٹھاس' ترکیب میں بہتری' انداز میں تہذیب' استدلال میں طاقت' اور مطالب میں ثروت وغیرہ۔

سوال نمبر 5:- (الف) ہجویہ شاعری کے اسباب بیان کرتے ہوئے ہجویہ شاعری میں اخطل اور فرزدق کا مسلک لکھیں؟

(ب) شاعری پر ایک عمومی جائزہ پیش کریں جس میں عراقی' حجازی اور شامی شاعری کا احاطہ کیا گیا ہو۔

جواب: (الف) ہجویہ شاعری کے اسباب:

ہجویہ شاعری کا انحصار آباؤ اجداد کے عیوب ونقائص اور فخر وتعریف پر تھا۔ اور اس کا مظہر عراق تھا

کیونکہ تمام قبائل جو آپس میں لڑنے جھگڑنے والے تھے وہاں رہتے تھے جس کی بناء پر مختلف مذاہب سامنے آرہے تھے۔ اور لوگوں پر بدویت، غرور و گھمنڈ کا غلبہ تھا۔ چنانچہ شعراء اپنی شاعری کی ابتداء ہجو گوئی سے کرتے۔ اس میں نئے طریقے نکالتے اور اسی پر زندگی بسر کرتے۔ اس طرح ہجو یہ شاعری مختلف اسباب اختیار کرتی اور مختلف رنگوں میں ڈھلتی رہی۔ جبکہ ہجو یہ شاعری کا اصل سبب وراثتی تعصب اور پرانی دشمنی تھا۔

**اخطل کا مسلک:**

اخطل کی ہجو گوئی میں ایک خاص لغت ہوتی تھی۔ جو کہ قبیح الفاظ اور قابل شرم مضمون پر مشتمل نہ ہوتی تھی بلکہ وہ اپنے مخالف کی مردانہ صفات کو نشانہ بنا کر اسے کرم، بہادری، بزرگی اور صداقت سے عاری بتاتا۔

**فرزدق کا مسلک:**

فرزدق اپنی ہجو گوئی میں فحش اور بے حیائی کی باتیں کرنے میں عار نہ سمجھتا تھا۔ نہایت اجڈ پن مزاج رکھتا تھا چنانچہ اس کی شاعری میں فحش گوئی، کھلم کھلا ذلت و رسوائی کے موضوعات، بے شرمی کے الفاظ اور واضح نام بیان ہوتے تھے۔

**(ب) شاعری پر عمومی جائزہ:**

(1) عراقی شاعری تدوین علوم کے قریب تھی، سیاسی اور تاریخی واقعات کے ساتھ اس کا اتصال تھا۔ ان کی شاعری میں بظاہر یگانگت، جمعیت اور محبت نظر آتی ہے، اگرچہ باطن میں دشمنی اور تفرقہ بازی تھی۔ یہ شاعری ایک دوسرے کی ہجو، مقابلہ و مباحثہ اور قبائل کے باہمی فخر اور خلفاء کی مدح پر مشتمل ہے۔ اس کے لیے عمدہ الفاظ اور پختہ اسلوب کی ضرورت ہے اور ہجو میں زیادہ تر آباؤ اجداد کے عیوب کو بیان کر دیا جاتا ہے یعنی کمزوری بخل وغیرہ۔ مدح میں اپنی جوانی کے خونی واقعات بیان کرتے ہیں۔

(2) اور شامی شاعری خمیدہ ہی رہی نہ کسی محرک نے اسے اُبھارا اور نہ ہی اس کے مطالعہ و اشاعت کی طرف کسی نے توجہ کی یہاں شاعری کا اکثر حصہ ان شعراء کا تھا جن کو عراق و حجاز سے قصر شاہی کی سخاوت یا حکمت عملی کھینچ لائی تھی یا پھر وہ ادباء جنہیں خلفاء کسی مشکل لغوی یا ادبی مسئلہ کے حل کے لیے بلاتے تھے۔

(3) حجاز میں عاشقی و معشوقی عام بات تھی۔ اس بناء پر ان کے جذبے نرم ہو گئے تھے۔ لہٰذا ان کی شاعری مہذب، نرم اور سچی غزلوں پر مشتمل تھی۔ اور ان کی شاعری کا یہ جادوئی فن ان سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہو گیا۔

سوال نمبر 6:- (الف) مسلمان خلفاء کی طرز انشاء پردازی کو بیان کریں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور فطری وادبی صلاحیت پر جامع مضمون تحریر کریں؟

## جواب: (الف) خلفاء کی طرز انشاء پردازی:

مسلمان خلفاء کی انشاء پردازی کا اسلوب کچھ یوں تھا کہ باوقار الفاظ کا استعمال، عظیم ترکیب، موضوع سے نہ ہٹنا، لمبی چوڑی تحریر، تصنع ومبالغہ آرائی سے پرہیز کرنا، ضمائر کا استعمال وضع شدہ قوانین کے مطابق کرنا، واحد متکلم ومخاطب کے لیے ضمیر جمع کا استعمال نہ کرنا، آغاز تسمیہ سے کرنا "من فلان الی فلان" لکھنا یا "ابنی احمد الیك اللہ الذی لا الہ الا ھو" سے آغاز کرنا اور "سلام یا والسلام علی من اتبع الھدی" کے جملوں سے خاتمہ کرنا۔

لیکن جب ولید بن عبدالملک بطور خلیفہ مقرر ہوا تو اس نے ان کاغذات کو نئے طریقوں سے آراستہ کیا اور بڑے القابات دینے اور عمومی طرز تحریر اپنانے سے روک دیا۔ اس کے بعد بھی یہی طریقہ رائج رہا۔ حتی کہ عمر بن عبدالعزیز اور پھر یزید بن عبدالملک کو جب بطور خلیفہ مقرر کیا گیا تو انہیں تقویٰ اور بدعت کے احترام نے کتابت کے پرانے طرز تحریر کی طرف لوٹنے پر آمادہ کیا۔

پھر معروف کاتب عبدالحمید نے خط وکتابت، اس کی خوبصورتی اور صفائی سے متعلق کافی کام کیا۔ رسائل کے آغاز میں لمبی لمبی تمہیدات لکھیں اور تمام کاتبوں نے اس کی پیروی کرنا شروع کردی۔ خلاصہ کلام یہ کہ چالیس سالوں میں نثر دین کی برکت اور فتوحات کا دائرہ کار وسیع ہونے کے سبب کمال کی شاہراہ پر گامزن ہوگئی۔ اور چھوٹے اور بے موقع ومحل مسجع اور عام مجمل معنی سے مختصر جملوں، رواں عبارت، مختلف موضوعات اور انتہائی مؤثر انداز والے جدید اسلوب میں تبدیل ہوگئی جیسے حضرت علی کے رسائل و خطبات۔

## (ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور فطری وادبی صلاحیتوں پر جامع مضمون:

حضرت علی مضبوط بدن والے، جنگجو اور شیر دل انسان تھے، آپ کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہ ہوتی تھی کہ آپ کو موت آئے یا آپ لقمہ اجل بن جائیں۔ فقہ میں حجت، امام التقویٰ، حق بات میں سخت اور خوددار تھے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ سے بڑھ کر کوئی فصیح اللسان نہ تھا۔ نہ ہی خطابت کے میدان میں آپ سے بڑھ کر کوئی رواں بیان تھا۔

آپ حکیم تھے کہ آپ کے بیان سے حکمت ودانائی پھوٹتی تھی اور کاتب ایسے تھے کہ جن کی زبان کے سامنے بلاغت بھی بے بس نظر آتی۔ ہمارے نزدیک آپ میں یہ کمال صحبت رسول اللہ کے سبب اور آپ کے لیے کتابت وخطابت کرنے سے حاصل ہوا۔

آپ کے جہاد کی ترغیب کے لیے خطبات امیر معاویہ کو لکھے گئے خطوط، موز، چگادڑ اور دنیا سے متعلق آپ کی تقریرات اور اشتر نخعی سے عہد نامہ (بشرطیکہ درست ہو) وغیرہ کا شمار عربی زبان کے معجزات اور بشر عقلی کے عظیم کارناموں میں ہوتا ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے- سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

## پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصے سے دو دو سوال حل کریں۔

### پہلا حصہ......سیرت

سوال نمبر 1:- (الف) رضاعت و شقِ صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہونے والے فیوض و برکات کے بارے میں کوئی سے دو واقعے قلم بند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) اصحابِ صفہ کے بارے میں مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۰

(ب) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ مع دلائل سپردِ قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:- (الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں کس طرح مواخات کو قائم فرمایا؟ سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) غزوہ تبوک کا واقعہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں؟ ۱۰

### دوسرا حصہ......تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک تاریخ الخلفاء کی روشنی میں بیان کریں؟ ۱۰

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت آیات واحادیث سے ثابت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:- (الف) لقب امیر المومنین کا پس منظر سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) شہادت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 6:- (الف) اولیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سے پانچ تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

(ب) اقوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سے پانچ سپرد قلم کریں؟ ۵×۳=۱۵

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

## پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

### پہلا حصہ......سیرت

سوال نمبر 1:- (الف) رضاعت وشقِ صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختصر مضمون تحریر کریں؟

(ب) بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہونے والے فیوض و برکات کے بارے میں کوئی دو واقعے قلم بند کریں؟

جواب: (الف) رضاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر ابولہب کی لونڈی ''حضرت ثویبہ'' کا دودھ پیا اور اس کے بعد عرب رواج کے مطابق آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ آپ کو اپنے ساتھ اپنے قبیلہ لے گئیں اور انہیں کے پاس آپ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔

عرب شرفاء میں یہ رواج تھا کہ وہ بچوں کو دودھ پلانے کی خاطر دور دراز دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے تا کہ بچے وہاں کی خالص آب و ہوا میں تندرست رہیں اور ان کی پرورش اچھی طرح ہو سکے اور ساتھ ہی ساتھ وہ خالص اور فصیح عربی زبان سیکھ جائیں۔

حضرت حلیمہ ''بنی سعد'' کی دس عورتوں کے ہمراہ مکہ آئیں اور عالم یہ تھا کہ بھوک کی وجہ سے نہ میری چھاتیوں میں دودھ تھا اور نہ ہی اونٹنی کے تھنوں میں۔ پس میری غریبی کے سبب کوئی بھی مجھے بچہ دینے کو تیار نہ تھا۔ ایک گھر میں ایک یتیم بچہ تھا جس کو اس کی یتیمی کے سبب کوئی بھی عورت اس لیے لینے کو تیار نہیں تھی کیونکہ یتیم ہونے کے سبب سے زیادہ انعام واکرام ملنے کی امید نہ تھی۔

ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا مقدر چمکا اور ان کے دودھ کی کمی ان کے لیے باعث رحمت بن گئی۔ انہوں نے اپنے شوہر حارث سے مشورہ کیا اور کہا کہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ میں خالی ہاتھ واپس جاؤں، اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں اس یتیم کو ہی لے چلوں۔ شوہر نے اس کو منظور کر لیا اور حضرت حلیمہ اس در یتیم کو لے کر آئیں۔

جب آپ کی گود میں سرور کائنات آئے تو باران رحمت کی طرح برکات نبوت کا ظہور شروع ہو گیا۔

خدا کی شان دیکھیے حضرت حلیمہ کے پستان میں اس قدر دودھ اُترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی دونوں نے شکم سیر ہو کر پیا اور سو گئے۔ پھر اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے تھے۔ آپ کے شوہر نے اس کا دودھ دوہا۔ دونوں میاں بیوی نے خوب سیر ہو کر پیا۔

حضرت حلیمہ کا شوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ حلیمہ! تم بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہو اور مجھے توقع ہے کہ اب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا۔ جب دو سال پورے ہو گئے تو حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق انعام و اکرام سے انہیں نوازا۔

گو کہ قاعدہ کے مطابق وہ آپ کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں رکھتی تھیں، مگر عجیب اتفاق تھا کہ اس سال مکہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس بیماری کا بہانہ بنا کر آپ کی والدہ کو آپ کو مزید اپنے پاس رکھنے کے لیے منالیا۔ پس آپ مزید دو سال حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے۔

شق صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار مرتبہ ہوا۔ اس میں نور و حکمت کا خزانہ بھرا گیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ کے پاس مدت رضاعت گزار رہے تھے اس کی حکمت یہ تھی کہ آپ ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں ہوا تا کہ جوانی کی پُر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غار حرا میں ہوا۔ آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تا کہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔

(ب:) بچپن میں ظاہر ہونے والے فیوض و برکات:

۱- قبیلہ "بنو سعد" میں سخت قحط کے دوران جب تمام جانوروں کے تھنوں میں دودھ خشک ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت حلیمہ کے گھر میں آپ کے قدم پڑتے ہی ان کی بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ اور ان کی بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دودھ نہیں ملتا تھا۔

۲- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کی گود میں آئے تو ان کے پستان دودھ سے بھر گئے۔ آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے شکم سیر ہو کر پیا۔

سوال نمبر 2:- (الف) اصحاب صفہ کے بارے میں مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ مع دلائل سپر دِ قلم کریں؟

جواب: (الف) اصحابِ صفہ:

مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو صفہ کہلاتا تھا' یہ ان فقراء و مساکین کے لیے تھا جو مال و منال اور اہل و عیال نہ رکھتے تھے۔ان ہی کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اہل صفہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی نظر عنایت تھی۔ایک دفعہ غنیمت میں کثیر تعداد کنیزیں آئی تھیں۔اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کی پیاری صاحبزادی بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایک خادمہ کے لیے درخواست کی۔جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا کہ تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے رہیں۔ان کے خرچ کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔میں ان اسیران جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔

ان کی تعداد عموماً ستر کے قریب ہوتی تھی۔باہر سے آنے والے لوگ جو مدینہ میں اترتے جن کا شہر میں کوئی رشتہ دار نہ ہوتا تو وہ بھی صفہ میں ٹھہرتے تھے۔

(ب) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل سنت کا مؤقف:

اہل سنت و جماعت کا مؤقف ہے کہ تمام انبیاء کرام اور بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔قرآن پاک میں آپ کی وفات کا ذکر کیا گیا مگر یہ دنیاوی و عادی موت ہے۔جس سے کوئی مخلوق بچ نہیں سکتی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو حیات عطا فرمادی ہے۔احادیث صحیحہ میں انبیاء اور شہداء کے لیے اس دائمی حیات کے ملنے کا ثبوت موجود ہے۔

شہداء کی حیات نص قرآن سے ثابت ہے اور انبیاء تو بلاشبہ شہداء سے افضل و اعلیٰ اور برتر ہیں۔ان کی حیات سے متعلق دلائل یہ ہیں:

۱-حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود بھیجا کرو' کیونکہ یہ دن میرے لیے حاضر کیا گیا ہے کہ اس دن فرشتے مجھ پر درود لے کر حاضر ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ درود بھیجنے والے فارغ ہو جائیں۔حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! اللہ نے زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں۔اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

سوال نمبر 3:-(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں کس طرح مواخات کو قائم

فرمایا؟ سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) غزوہ تبوک کا واقعہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں؟

## جواب: (الف) انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات:

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ اس لیے پردیس میں مفلسی کی وحشت و بیگانگی اور اپنے اہل وعیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی گزارنا ناپسند نہیں کرتے تھے' کیونکہ انہوں نے ہمیشہ سے اپنے دست بازو کی کمائی کھائی تھی۔ اس لیے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لیے مستقل ذریعہ معاش مہیا کرنے کے لیے کوئی انتظام کیا جائے۔

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی و بے کسی کا احساس ختم ہو جائے۔ نیز ان کے ذریعہ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تمام انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا۔ مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ آپ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا: مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر انصار و مہاجرین میں سے دو دو شخص بلا کر فرماتے کہ تم ''بھائی بھائی ہو''۔ آپ کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن جاتا۔ انصار مہاجرین کو اپنے گھر لے جاتے اور ایک ایک چیز ان کے سامنے لا کر رکھ دیتے اور کہتے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لیے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ حد ہو گئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا ان کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ جسے پسند کریں میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے یہ مخلصانہ پیشکش سن کر فرمایا: آپ کا سب مال ومتاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک ہو۔ آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ انہوں نے تجارت شروع کی اور جلد ہی مالدار ہو کر اپنا گھر بسا لیا۔

## (ب) غزوۂ تبوک کا واقعہ:

یہ غزوۂ سخت قحط کے دنوں میں ہوا۔ طویل سفر' ہوا گرم' سواری کم' کھانے پینے کی تکلیف' لشکر کی زیادہ تعداد۔ اس وجہ سے اس غزوہ میں مسلمانوں کو تنگی اور تنگ دستی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا سبب عرب کا غسانی خاندان بنا جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکمران تھا۔ اور عیسائی ہونے کی وجہ سے قیصر روم نے ان کو اپنا آلہ کار بنا کر مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ واقعہ ہجرت کے نویں سال وقوع پذیر ہوا۔

جب یہ خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اعلانیہ طور پر جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا' تاکہ

لوگ زیادہ سے زیادہ تیاری کر لیں۔ بہر حال آپ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ کا نظم ونسق چلانے کے لیے حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

آپ نے تبوک میں پہنچ کر لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا مگر دور دور تک رومی لشکر کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ واقعہ یوں ہوا کہ جب رومی جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ آپ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک آ رہے ہیں تو ان کے دلوں پر اس قدر ہیبت طاری ہوگئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور گھروں میں دبکے بیٹھے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن وہاں قیام فرمایا اور اطراف وجوانب میں فوج الٰہی کی دھاک بٹھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہ ہوئی۔

## حصہ دوم......تاریخ

**سوال نمبر ۴:-** (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک تاریخ الخلفاء کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت آیات واحادیث سے ثابت کریں؟

**جواب: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:**

رخسار مبارک ذرا اندر کو دبے ہوئے اور قد جھکا ہوا تھا۔ آپ کا پائجامہ نیچے کو کھسک جاتا تھا۔ چہرے کی رگیں نمایاں تھیں، نگاہیں جھکائی رکھتے تھے۔ بلند پیشانی اور ہاتھ کی انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ آپ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کی داڑھی کے بال سیاہ وسفید نہ تھی۔ اسی وجہ سے آپ مہندی اور کسم کا خضاب کیا کرتے تھے۔

**(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر آیات، احادیث اور آثار:**

ترمذی، حاکم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا (اس کو طبرانی نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

ابو القاسم بغوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت کم دنیا میں رہیں گے۔ (اس حدیث کے پہلے جملہ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور یہ حدیث چند طریق پر وارد ہوئی ہے اور اس کے متعلق شروع کتاب میں بحث کر چکا ہوں)

بخاری ومسلم کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

قرب وصال میں فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (آخر تک) اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروازہ بند ہونے سے باقی نہ رہے گا مگر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا دروازہ کھلا رہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں سوائے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کے بند رہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کی طرف ہے' کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں' جو دروازے مسجد میں جاری ہیں وہ سب بند کر دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا (اس کو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور زوائد المسند میں حضرت ابن عباس سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے اور حضرت انس سے بزار نے روایت کیا ہے) بخاری اور مسلم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی' آپ نے اسے حکم دیا کہ تو پھر آنا' اس نے عرض کیا: اگر میں پھر حاضر ہوں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کی وفات ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: پھر ابوبکر صدیق کے پاس آنا۔

سوال نمبر 5:- (الف) لقب امیر المؤمنین کا پس منظر سپرد قلم کریں؟

(ب) شہادت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تحریر کریں؟

## جواب: (الف) لقب امیر المومنین کا پس منظر

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ''از طرف خلیفہ رسول اللہ'' لکھا جاتا تھا۔ پھر ابتدائے خلافت عمر میں ''از طرف خلیفہ ابوبکر'' لکھا جانے لگا۔ پھر کیا سبب ہے اور کون ہے وہ شخص جس نے سب سے پہلے ''از امیر المومنین'' لکھنا شروع کر دیا' انہوں نے جواب دیا: مجھ سے شفاء نامی ایک خاتون جن کا تعلق مہاجرات سے ہے' اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ''از طرف خلیفہ رسول اللہ'' لکھا کرتے تھے کہ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عراق کے حاکم کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لائق و ہوشیار آدمی بھیجو تا کہ وہ ہمیں عراق اور اہل عراق سے متعلق خبر دیں۔ چنانچہ اس نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیجا۔ جب یہ دونوں مدینہ پہنچے تو سب سے پہلے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملے' اور کہا: ہمیں امیر المومنین کی خدمت میں باریاب کرا دیجئے؟ یہ سن کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! تم نے انہیں بہت اچھا لقب دیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: السلام علیک یا امیر المومنین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ تو انہوں نے پورا واقعہ آپ کو سنایا۔ اور کہا کہ آپ واقعی امیر ہیں اور ہم مومنین۔ پس اسی روز سے یہ سرکاری کاغذات

میں بھی لکھا جائے گا۔

## (ب) شہادت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

ابولؤلؤہ فیروزہ مغیرہ کا غلام تھا اور چکیاں بنانے کے علاوہ اور بہت سے ہنر جانتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس پر ماہوار ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب سے اس کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا ہوا چلا گیا' اور آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اور ایک خنجر پر آب رکھی اور زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ اپنے روزمرہ معمول کے مطابق لوگوں کی صفیں سیدھی کروا رہے تھے کہ وہ آپ کے عین مقابل آ کھڑا ہوا اور آپ کے مونڈھے اور کوکھ پر دو زخم لگائے' جس سے آپ گر گئے۔ اس کے بعد اس نے اوروں پر بھی حملہ کیا اور تیرہ لوگوں کو زخمی کر دیا۔ جن میں سے چھ کا انتقال ہو گیا۔ آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز ختم کی اور حضرت عمر کو آپ کے گھر لائے اور نبیذ پلائی جو زخموں کے راستے باہر نکل گئی۔ پھر دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں کے راستے باہر نکل گیا۔ انہی زخموں کی وجہ سے آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک اور روایت ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر۔ اسی روز سے آپ امیر المومنین مشہور ہو گئے اور بوجہ طوالت "خلیفہ رسول اللہ" لکھنا چھوڑ دیا۔

سوال نمبر 6:- (الف) اولیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سے پانچ تحریر کریں؟

(ب) اقوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سے پانچ سپرد قلم کریں؟

## جواب: (الف) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیات

۱- مردوں میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے۔

۲- آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کو اکٹھا کیا۔

۳- آپ پہلے خلیفہ ہیں جن کی رعایا نے ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا۔

۴- آپ نے قرآن کا نام مصحف رکھا۔

۵- آپ کی چار پشتیں صحابی رسول ہیں۔

## (ب) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقوال:

۱- آپ نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو۔ خدا کی قسم! جب کبھی میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں' تو اللہ سے شرما کر اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

۲- آپ کسی کی تعزیت کرتے تو فرماتے کہ تسکین میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے نہ کچھ فائدہ ہے۔

موت اپنے مابعد سے سخت اور ماقبل سے زیادہ آسان ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ جانے کو یاد کرو۔ تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی اور اللہ تمہیں زیادہ اجر دے گا۔

۳- آپ فرماتے تھے کہ گوشت کی بیع زندہ جانور کے بدلے مکروہ ہے۔

۴- جب آپ کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو فرماتے: اے اللہ! تیرے اس بندے کو اس کے اہل اور مال اور کنبہ والوں نے چھوڑ دیا ہے یہ گنہگار ہے تو ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۵- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا دروازہ بند کر دو حتیٰ کہ میں سحری کر لوں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

# سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

## چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:-والاصل فی الخبر ان یلقی لافادة المخاطب الحکم الذی تضمنته الجملة کمافی قولنا "حضر الامیر" اولافادة ان المتکلم عالم به نحو "انت حضرت امس" ویسمی الحکم فائدة الخبر وکون المتکلم عالمابه لازم فائدة الخبر .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) خبر کے مجازی استعمال کے کوئی سے دو مقام ایک ایک مثال کے ساتھ لکھیں؟ (۷+۷=۱۴)

سوال نمبر 2:-(الف) اما الامر فهو طلب الفعل علی وجه الاستعلاء وله اربع صیغ .

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور چاروں صیغے لکھیں؟ (۴+۴+۱۲=۲۰)

(ب) امر کا صیغہ مجازی طور پر کن معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے کوئی سے تین معانی امثلہ کے ساتھ لکھیں؟ (۱۳)

سوال نمبر 3:-(الف) مسندالیہ کو معرفہ بعلم لانے کی تین وجوہ بلاغت امثلہ کے ساتھ تحریر کریں؟ (۳×۵=۱۵)

(ب) مسند کو مقدم کرنے کی کوئی سی تین وجوہ بلاغت سپرد قلم کریں؟ (۶×۳=۱۸)

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے تین اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ لکھیں، نیز مصنفین دروس البلاغہ میں سے کم از کم تین کے نام تحریر کریں؟ (۱۰×۳+۳=۳۳)

(۱) فصاحت فی المتکلم، (۲) بلاغت متکلم، (۳) ضعف تالیف، (۴) حال

(۵) إنشاء غیر طلبی

☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

## چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1:- وَالْاَصْلُ فِی الْخَبَرِ اَنْ یُلْقٰی لِاِفَادَةِ الْمُخَاطَبِ الْحُکْمَ الَّذِیْ تَضَمَّنَتْهُ الْجُمْلَةُ کَمَا فِیْ قَوْلِنَا "حَضَرَ الْاَمِیْرُ" اَوْلِاِفَادَةِ اَنَّ الْمُتَکَلِّمَ عَالِمٌ بِهٖ نَحْوُ "اَنْتَ حَضَرْتَ اَمْسِ" وَیُسَمَّی الْحُکْمُ فَائِدَةِ الْخَبَرِ وَکُوْنُ الْمُتَکَلِّمِ عَالِمًابِهٖ لَازِمَ فَائِدَةِ الْخَبَرِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خبر کے مجازی استعمال کے کوئی سے دو مقام ایک ایک مثال کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

''اصل خبر میں یہ ہے کہ وہ مخاطب کو اس حکم کا فائدہ دینے کے لیے ڈالی جاتی ہے جو حکم جملہ میں ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے قول میں ''امیر حاضر ہوا'' یا یہ فائدہ دینے کے لیے کہ متکلم اس حکم کا جاننے والا ہے جیسے ''تو گزشتہ کل حاضر ہوا'' اس کا نام رکھا جاتا ہے حکم کا فائدہ خبر اور متکلم کے عالم بالحکم کا لازم فائدہ خبر''۔

(ب) خبر کا مجازی استعمال:

خبر کے مجازی استعمال کے دو مقام درج ذیل ہیں:

۱- اظہارِ حسرت جیسے اللہ تعالیٰ عمران کی بیوی سے حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی''

۲- اظہار ضعف کے لیے جیسے ''رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ''

سوال نمبر 2:- (الف) اَمَّا الْاَمْرُ فَهُوَ طَلَبُ الْفِعْلِ عَلٰی وَجْهِ الْاِسْتِعْلَاءِ وَلَهٗ اَرْبَعُ صِیَغٍ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور چاروں صیغے لکھیں؟

(ب) امر کا صیغہ مجازی طور پر کن معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ کوئی سے تین معانی امثلہ کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ درج ذیل ہے:

''بہر حال امر تو بلند سمجھتے ہوئے فعل کا مطالبہ کرنا ہے، اور اس کے لیے چار صیغے ہیں''۔

**چار صیغے:**

(۱) امر حاضر معروف، (۲) فعل مضارع بلام امر جیسے لِيَضْرِبْ

(۳) اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف، (۴) مصدر قائم مقام امر حاضر معروف

**(ب) امر کا مجازی معنی:**

کبھی کبھی صیغہ اپنی اصلی معنیٰ کو چھوڑ کر مجازی معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

(i) تہدید کے لیے جیسے "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ" میں امر تہدید (جھڑکنے) کے لیے ہے۔

(ii) دعا کے لیے جیسے رَبِّ اغْفِرْلِيْ میں امر دعا کے لیے ہے۔

(iii) تخییر کے لیے جیسے لِيَاْكُلْ زَيْدًا اَوْ عَمْرًا میں امر اختیار کے لیے ہے۔

سوال نمبر 3:-(الف) مسند الیہ کو معرفہ بعلم لانے کی تین وجوہ بلاغت امثلہ کے ساتھ تحریر کریں؟

(ب) مسند کو مقدم کرنے کی کوئی سی تین وجوہ بلاغت سپرد قلم کریں؟

**جواب: (الف) مسند الیہ کو علم کر کے وارد کرنا:**

مسند الیہ کو بطور علم معرفہ لانے کی تین اغراض درج ذیل ہیں:

(۱) اظہار تعظیم کے لیے جیسے حَضَرَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کے جواب میں جس نے کہا "فعل حَضَرَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟"

(۲) اس کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے جیسے مُحَمَّدٌ شَفِيْعٌ

(۳) مسند الیہ کو خاص نام کے ساتھ سامع کے ذہن میں حاضر کرنے کے لیے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○

**(ب) تقدیم مسند کی تین وجوہ:**

(۱) ترتیب وجودی کی رعایت کرنے کے لیے جیسے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط

(۲) ابہام پیدا کرنے کے لیے پہلے عام کو ذکر کرنا بعد میں خاص کو، کیونکہ ایسا طریقہ اوقع فی النفس ہے جیسے هٰذَا الْكَلَامُ صَحِيْحٌ فَصِيْحٌ بَلِيْغٌ۔

(۳) مقدم کے محلِ انکار یا محل تعجب ہونے کی وجہ سے جیسے اَبَعْدَ طُوْلِ التَّجْرِبَةِ تَنْخَدِعُ بِهٰذِهِ الزَّخَارِفِ۔

سوال نمبر 4:-درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات وامثلہ لکھیں، نیز مصنفین دروس البلاغہ میں سے کم از کم تین کے نام تحریر کریں؟

(۱) فصاحت فی المتکلم، (۲) بلاغت متکلم، (۳) ضعف تالیف،

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

## حصہ اوّل ...... ترجمہ قرآن

سوال نمبر 1:- درج ذیل آیات میں سے چار کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۴×۱۰=۴۰

(۱) اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۖ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى
الْاِيْمَانِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(۳) سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۗ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۗ اِنَّهُمْ
رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(۴) وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(۵) قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۗ وَاُمَمٌ
سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(۶) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

سوال نمبر 2:- مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰

فئة، الخالفين، وليجة، دائرة، ارصادا، اسس، مكر، طوعا، كل مرصد، زخرفها،
ملقون، عوجا

## حصہ دوم ...... حدیث

سوال نمبر 3:- درج ذیل احادیث میں سے تین کا اردو میں ترجمہ کریں اور کسی ایک پر اعراب بھی

(۴) حال (۵) إنشاء غير طلبی

جواب: تعریفاتِ اصطلاحات:

فصاحت في المتكلم کی تعریف: ایسا ملکہ کہ جس کے باعث متکلم اپنے مقصود کو لفظ فصیح سے ادا کرنے پر قادر ہو جائے۔

بلاغت في المتكلم کی تعریف: ایسا ملکہ کہ جن کے باعث متکلم اپنے مقصود کو کلامِ بلیغ کے ساتھ تعبیر کرنے پر قادر ہو جیسے مُتَكَلِّمٌ بَلِيْغٌ ۔

ضعف تالیف کی تعریف: کلام کا مشہور قانونِ نحوی کے خلاف ہونا جیسے ضَرَبَ غُلَامُهٗ زَيْدًا ۔

حال کی تعریف: وہ امر داعی جو متکلم کو اس بات پر ابھارے کہ وہ اپنی کلام کے ساتھ خاص خصوصیت کا لحاظ کرے جیسے مخاطب کا منکر ہونا ایک حال ہے جو تاکید کا تقاضا کرتا ہے۔

انشاء غیر طلبی کی تعریف: وہ انشاء جو معنیٰ طلب پر مشتمل نہ ہو جیسے افعال مدح وذم وغیرہ۔

مصنفین کے اسماء گرامی:

(i) حفنی ناصف (ii) محمد دیاب (iii) سلطان محمد صالح (iv) مصطفیٰ طموم

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

## حصہ اوّل......ترجمہ قرآن

سوال نمبر 1:- درج ذیل آیات میں سے چار کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۴×۱۰=۴۰

(۱) اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(۳) سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(۴) وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(۵) قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(۶) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

سوال نمبر 2:- مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰

فئة، الخائنين، وليجة، دائرة، ارصادًا، اسس، مكر، طوعًا، كل مرصد، زخرفها، ملقون، عوجًا

## حصہ دوم......حدیث

سوال نمبر 3:- درج ذیل احادیث میں سے تین کا اُردو میں ترجمہ کریں اور کسی ایک پر اعراب بھی

لگائیں؟ ۴۰=۱۰+۳۰=۱۰×۳

(۱) عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان، واذا حدث کذب واذاعاهد غدر واذا خاصم فجر ۔

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما أنه دفع مع النبی صلی الله علیه وسلم یوم عرفة فسمع النبی صلی الله علیه وسلم ورائه زجرا شدیدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه الیهم وقال یاایها الناس علیکم بالسکینة فان البر لیس بالایضاع ۔

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه ومن کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیصل رحمه ومن کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت ۔

(۴) عن سالم بن عبدالله بن عمر ان عبدالله بن عمر رضی الله عنهما کان یقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منی حتی اودعك کما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یودعنا فیقول استودع الله دینك وامانتك وخواتیم عملك ۔

(۵) عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی منی فاتی الجمرة فرماهاثم اتی منزله بمنی ونحرثم قال للحلاق خذوا شار الی جانبه الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیه الناس ۔

سوال نمبر 4:۔درج ذیل میں سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰

اَلشَّمَالُ، اَلْاِکْتِحَالُ، شَبَّةٌ، اَلْجَدْوَلُ، صَخَبٌ، ضَیْفٌ، اَلْاِنْکَاثُ، اَلْقَصَبُ، طَیْشٌ، آنِیَةُ الذَّهَبِ، یُجَرْجِرُ، غَلِیْظُ الْقَلْبِ

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

## حصہ اوّل: ترجمہ قرآن

سوال نمبر 1:- درج ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۱) اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ○

جواب: ترجمہ: (اور یاد کیجئے) جب اللہ ان کو خواب میں کافروں کو کم تعداد میں دکھا رہا تھا، اور اگر زیادہ تعداد میں دکھاتا تو (اے مسلمانو!) تم ضرور ہمت ہار جاتے اور آپس میں اختلاف کرتے، لیکن اللہ نے تم کو (اس سے) بچالیا۔ بیشک وہ درون سینہ امور کو باخوبی جاننے والا ہے۔

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ دادا اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہوں۔ تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

(۳) سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○

ترجمہ: جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو تمہارے سامنے عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے، تاکہ تم ان سے صرف نظر کرو۔ پس تم ان کی طرف توجہ نہ کرو۔ بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے یہ ان کے ان کاموں کی سزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

(۴) وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

ترجمہ: اور قرآن ایسی چیز نہیں کہ اللہ کی وحی کے بغیر اس کو گھڑ لیا جائے لیکن یہ موجودہ (آسمانی کتابوں کی تصدیق ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العلمین کی جانب سے ہے۔

(۵) قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ

خاصم فجر۔

جواب: ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں یہ چار چیزیں پائی جائیں وہ خالصتاً منافق ہے، ان میں کوئی بھی خصلت جس میں پائی گئی اس میں نفاق کی خصلت بھی ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ چیزیں) جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنه دفع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفة فسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وراءہ زجرا شدیدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه الیھم وقال یاایھا الناس علیکم بالسکینة فان البر لیس بالایضاع۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: وہ یوم عرفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹ کو سخت زدوکوب کرنے کی آواز سنی۔ آپ نے اپنے کوڑے سے اس طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر سکون لازم ہے، کیونکہ نیکی جلدی کرنے میں نہیں ہے۔

(۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بیشک نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ صلہ رحمی کرے۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو پس وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

(۴) عن سالم بن عبداللہ بن عمر ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کان یقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منی حتی اودعك کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یودعنا فیقول استودع اللہ دینك وامانتك وخواتیم عملك۔

ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو اسے فرماتے: "میرے قریب آؤ حتیٰ کہ وہ قریب آجاتا۔" وہ اس طرح الوداع کرتے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔ پس فرماتے: میں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارا خاتمہ اعمال اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

خاصم فجر .

جواب: ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں یہ چار چیزیں پائی جائیں وہ خالصتاً منافق ہے، ان میں کوئی بھی خصلت جس میں پائی گئی اس میں نفاق کی خصلت بھی ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ چیزیں) جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انه دفع مع النبی صلی اللہ علیه وسلم یوم عرفة فسمع النبی صلی اللہ علیه وسلم وراءه زجرا شدیدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه الیهم وقال یاایها الناس علیکم بالسکینة فان البر لیس بالایضاع .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: وہ یوم عرفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹ کو سخت زدوکوب کرنے کی آواز سنی۔ آپ نے اپنے عصاء مبارک سے اس طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر سکون لازم ہے، کیونکہ نیکی جلدی کرنے میں نہیں۔

(۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بیشک نبی الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ صلہ رحمی کرے۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو پس وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(۴) عن سالم بن عبداللہ بن عمر ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما کان یقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منی حتی اودعك کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یودعنا فیقول استودع اللہ دینك وامانتك وخواتیم عملك .

ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو اسے فرماتے: "میرے قریب آؤ، حتیٰ کہ وہ قریب آ جاتا۔" وہ اس طرح الوداع کرتے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔ پس فرماتے: میں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارا خاتمہ اعمال اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

ترجمہ: حکم دیا گیا کہ اے نوح! کشتی سے اتر جاؤ۔ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر ہیں۔ اور ان جماعتوں پر ہیں جو تمہارے ساتھ ہیں جنہیں ہم عارضی فائدہ پہنچائیں گے اور پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

(۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ۝

ترجمہ: اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ ہوگئی ہوتی، تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور یہ (لوگ) بیشک اس (قرآن) کی طرف سے زبردست دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر2:۔مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

فِئَةً، اَلْخَائِنِيْنَ، وَلِيْجَة، دَائِرَة، اِرْصَادًا، اَسَّسَ، مَكْر، طَوْعًا، كُلَّ مَرْصَد، زُخْرُفَهَا، مُلْقُوْنَ، عِوَجًا

جواب:

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| فِئَةٌ | کوئی گروہ | اَلْخَائِنِيْنَ | دغاباز/خیانت کرنے والے |
| وَلِيْجَة | رازدار | دَائِرَة | گول چکر |
| اِرْصَادًا | گھات کی جگہ بنانے کے لیے | اَسَّسَ | بنیاد رکھی اس نے |
| مَكْر | سازش/فریب | طَوْعًا | خوشی سے |
| كُلَّ مَرْصَد | ہر گھات | زُخْرُفَهَا | اپنی رونق |
| مُلْقُوْنَ | ڈالنے والے ہو | عِوَجًا | کینہ/کجی |



## حصہ دوم……حدیث

سوال نمبر3:۔درج ذیل احادیث کا اردو میں ترجمہ کریں اور کسی ایک پر اعراب بھی لگائیں۔

(۱) عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خانؔ، واذا حدث کذب واذاعاھد غدر واذا

خاصم فجر ۔

جواب: ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں یہ چار چیزیں پائی جائیں وہ خالصتاً منافق ہے، ان میں کوئی بھی خصلت جس میں پائی گئی اس میں نفاق کی خصلت بھی ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ چیزیں) جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بولے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنه دفع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفة فسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وراءه زجرا شدیدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه الیهم وقال یاایها الناس علیکم بالسکینة فان البر لیس بالایضاع ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: وہ یوم عرفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹ کو سخت زدوکوب کرنے کی آواز سنی۔ آپ نے اپنے عصا مبارک سے اس طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر سکون لازم ہے، کیونکہ نیکی جلدی کرنے میں نہیں۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ صلۂ رحمی کرے۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو پس وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

(۴) عن سالم بن عبداللہ بن عمر ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کان یقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منی حتی اودعك كما كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یودعنا فیقول استودع اللہ دینك وامانتك وخواتیم عملك ۔

ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو اسے فرماتے: "میرے قریب آؤ، حتیٰ کہ وہ قریب آ جاتا۔" وہ اس طرح الوداع کرتے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔ پس فرماتے: میں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارا خاتمہ اعمال اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(۵) عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی منی فاتی الجمرة فرماھاثم اتی منزله بمنی ونحرثم قال للحلاق خذوا شار الی جانبه الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیه الناس ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے پھر جمرہ کے پاس تشریف لے گئے اور رمی کیا' پھر اپنی جگہ منیٰ میں واپس آ گئے ۔قربانی کی پھر حجام سے کہا: پکڑ ۔اپنی بائیں طرف اشارہ کیا، پھر دائیں طرف اشارہ کیا پھر اسے لوگوں کو عطاء کرنا شروع کر دیا۔

اعراب: حدیث نمبر (3) پر لگا دیے گئے ہیں۔

سوال نمبر 4:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

اَلشَّمَالُ، اَلِاکْتِحَالُ، شَبَبَةٌ، اَلْجَدْوَلُ، صَخَبٌ، ضَیْفٌ، اَلِانْکَاثُ، اَلْقَصَبُ، تَطِیْشُ، آنِیَةُ الذَّھَبِ، یُجَرْجِرُ، غَلَیْظُ الْقَلْبِ

جواب: الفاظ کے معنی:

۱-بائیں جانب، ۲-سرمہ لگانا، ۳-شباب/ جوانی ۴-چھوٹی نہر، ۵-شوروغل، ۶-مہمان
۷-دوبارہ کاتنے کے لیے ادھیڑا ہوا کمبل، ۸-بانس، ۹-پیالے کے اندر ہاتھ گھمانا
۱۰-سونے کا برتن، ۱۱-وہ کھینچتا ہے، ۱۲-سخت دل

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

### دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں؟

### حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر1:-فَإِذَا حَصَلَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ لَزِمَ الْبَيْعُ وَلَا خِيَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا مِنْ عَيْبٍ أَوْ عَدَمِ رُؤْيَةٍ.

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خیار شرط کی مدت مع اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) مختصر القدوری کی روشنی میں تحریر کریں کہ خیار کس طرح ساقط ہوتا ہے؟ ۵

سوال نمبر2:-ولاتصح المرابحة والتولية حتى يكون العوض مماله مثل .

(الف) بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) ربا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) کسی چیز کے مکیلی یا موزونی ہونے کا معیار کیا ہے؟ ۵

سوال نمبر3:-ولا يجوز الاستيجار على الأذان والاقامة وتعليم القرآن والحج .

(الف) اجارہ کی اقسام مع تعریفات واَمثلہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں اجارہ کے فسخ ہونے کی پانچ صورتیں تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

### حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر4:-اِذَا أُطْلِقَ الثَّمَنُ فِي الْبَيْعِ كَانَ عَلَى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ بِطَرِيقِ التَّأْوِيلِ .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مشترک ومؤول کی تعریفات مع احکام تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

سوال نمبر5:-يجوز التوضي بماء الزعفران وبكل ماء خالطه شيء طاهر فغير

حداً وصافه .

(الف) مطلق کی تعریف نیز اصول الشاشی کی روشنی میں مطلق کا حکم تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اختلاف سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) "اذا جامع امرأته فی خلال الاطعام" اس مسئلہ کا حکم احناف کے نزدیک کیا ہے؟ ۵

سوال نمبر 6:- ولا یلزم علی هذا اذا قال لامرأته: "هذه ابنتی" ولها نسب معروف من غیره حیث لاتحرم علیه .

(الف) عبارت میں مذکور اعتراض کی وضاحت کریں اور جواب بھی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) حقیقت ومجاز کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) حقیقت متعذرہ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟ ۵

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2023ء

## دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

### حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1:- فَإِذَا حَصَلَ الْإِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَيْعُ وَلَا خِيَارَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلَّا مِنْ عَيْبٍ أَوْ عَدَمِ رُؤْيَةٍ . .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

جواب: (الف) اعراب سوالیہ حصہ میں ملاحظہ کریں؟

ترجمہ: اور جب ایجاب وقبول ہوگیا تو بیع لازم ہوگئی مگر عیب یا عدم رویت کے علاوہ۔

(ب) خیار شرط کی مدت مع اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

**خیار شرط کی مدت مع اختلاف:**

امام صاحب، امام شافعی اور امام زفر کے نزدیک خیار شرط کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔ صاحبین کے نزدیک خیار شرط کی کوئی مدت نہیں ہے بلکہ عاقدین جس مدت کو بیان کردیں وہی مدت خیار ہوگی خواہ وہ تین دن ہو یا تین مہینے۔ امام مالک کے نزدیک حسب ضرورت خیار شرط کا ثبوت ہوتا ہے اور اموال کی حالتوں کے پیش نظر مدت میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔

(ج) مختصر القدوری کی روشنی میں تحریر کریں کہ اندھے کا خیار کس طرح ساقط ہوتا ہے؟

**اندھے کے خیار کا ساقط ہونا:**

اندھے کے لیے خیار رؤیت ثابت ہے، تو اب یہ ساقط کیسے ہوگا؟ فرماتے ہیں: جس طرح آنکھوں اور رؤیت پر قادر انسان کے حق میں پوری مبیع کو دیکھنا دشوار اور متعذر ہوتا ہے اور علم بالمقصود کو اس کے حق میں رؤیت مان لیا جاتا ہے جس سے خیار رؤیت ساقط ہو جاتا ہے، اسی طرح اندھے کے حق میں بھی علم بالمقصود کو رؤیت مان کر اسی کے ذریعے رؤیت کا سقوط مان لیا جائے گا۔ جن چیزوں کا تعلق چھونے اور مس کرنے سے ہو، اگر اندھے نے ان کو ٹٹول کر اندازہ کر لیا تو اس کا خیار ساقط ہو گیا۔ اسی طرح اگر کسی چیز کا تعلق سونگھنے یا چکھنے سے ہو، تو اگر اندھے نے اسے سونگھ یا چکھ لیا تو اس کا خیار ساقط ہو گیا۔

سوال نمبر 2:- ولا تصح المرابحة والتولية حتى يكون العوض مماله مثل ۔

(الف) بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) **بیع مرابحہ:** بیع مرابحہ کی اصطلاحی تعریف یوں ہوگی کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو ثمن اوّل کے عوض کچھ نفع لے کر فروخت کر دینا۔

**بیع تولیہ:** بیع تولیہ کی اصطلاحی تعریف یوں ہوگی کہ اپنی خریدی ہوئی چیز کو ثمن اوّل کے عوض بغیر نفع کے فروخت کر دینا۔

(ب) ربا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟

**(ب) اقسام ربا مع تعریفات:**

ربا کی دو قسمیں ہیں:

نمبر 1- ربا الفضل، نمبر 2- ربا النسيئة

**1- ربا الفضل:** اگر کوئی چیز ایک جانب سے زیادہ اور دوسری جانب سے کم ہو تو اسے ربا الفضل کہتے ہیں۔

**2- ربا النسيئة:** کسی چیز کی جنس وقدر ایک ہونے کی صورت میں اگر ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو، تو اسے ربا النسيئة کہتے ہیں۔

(ج) کسی چیز کے مکیلی یا موزونی ہونے کا معیار کیا ہے؟

**(ج) چیز کے مکیلی یا موزونی ہونے کا معیار:**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو چیزیں کیلی تھیں، وہ ہمیشہ کیلی رہیں گی اور ان میں کمی وبیشی کا اعتبار کیلی کے اعتبار سے ہوگا، اگرچہ لوگوں نے ان چیزوں کو کیل کرنا چھوڑ دیا ہو جیسے گندم، جو وغیرہ؛ جن

چیزوں کے بارے نبی علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ وزنی ہیں اور ان میں کمی زیادتی وزن کے اعتبار سے ہوگی، تو وہ موزونی کہلائیں گی اگرچہ لوگ انہیں وزن کرنا چھوڑ دیں جیسے سونا اور چاندی۔

سوال نمبر3:-ولا يجوز الاستيجار على الأذان والاقامة وتعليم القرآن والحج .

(الف) اجارہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

## جواب: اجارہ کی اقسام کی تعریفیں:

اجارہ کی دو قسمیں ہیں:

۱-اجارہ صحیحہ: اجارہ صحیحہ یہ ہے کہ اجرت اور منافع دونوں معلوم ہوں جبکہ مدت معلوم ہو، تو گھر اور زمین وغیرہ کو اجارہ پر دینا ہے۔

۲-اجارہ فاسدہ کی تعریف: اجارہ فاسدہ یہ ہے کہ اپنے اصل کے اعتبار سے موافق شرع ہے مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے نامشروع ہے مثلاً جانور کرایہ پر لیا اور یہ شرط ہے کہ اس کو دانہ گھاس مستاجر دے گا تو یہ اجارہ فاسد ہے، کیونکہ جانور کا چارہ مالک کے ذمہ ہے۔

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں اجارہ کے فسخ ہونے کی پانچ صورتیں تحریر کریں؟

## فسخ اجارۃ کی صور خمسہ:

☆ جب متعاقدین میں سے ایک مر جائے حالانکہ یہ ہے کہ اس نے اجارہ اپنے لیے کیا تھا تو اجارہ فاسخ ہو جائے گا۔

☆ کوئی ایسا عیب پایا جائے کہ جس سے منفعت بالکلیہ فوت ہو جائے، تو اجارہ فاسخ ہو جائے گا مثلاً کرایہ پر لیا مکان ویران اور کھنڈرات میں تبدیل ہو جائے، تو اجارہ فاسخ ہو جائے گا۔

☆ کسی بازار میں دکان کرایہ پر لی تا کہ اس میں تجارت کرے، پھر اس کا مال تجارت ہلاک ہو گیا تو اجارہ فاسخ ہو جائے گا، کیونکہ بلا فائدہ کرایہ لازم آرہا ہے جو کہ مستاجر پر مصیبت ہے۔

☆ کسی نے مکان یا دکان کرایہ پر دی پھر وہ مفلس ہو گیا اور اس کے ذمہ اتنا قرض ہو گیا کہ ادا کرنے پر قادر نہیں۔ اب دکان یا مکان فروخت کیے بغیر قرض ادا نہیں ہوتا، تو اجارہ فاسخ کر دے۔

☆ کسی نے کرایہ پر چوپایہ لیا تا کہ اس پر سفر کرے۔ اب اس کا ارادہ سفر کا ملتوی ہو گیا، تو یہ بھی عذر ہے، جس وجہ سے اجارہ فسخ ہو جائے گا۔

# حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر4:-اِذَا اُطْلِقَ الثَّمَنُ فِی الْبَیْعِ کَانَ عَلٰی غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ بِطَرِیْقِ التَّاوِیْلِ . .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

جواب: تشکیل عبارت: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: جب ذکر کیا جائے بیع میں مطلق ثمن کا تو پھر اسے شہر کے غالب ورائج سکے پر محمول کیا جائے گا تاویل کے طریقے پر۔ 15

(ب) مشترک ومؤول کی تعریفات مع احکام تحریر کریں؟

تعریف مشترک: وہ لفظ اسے دو یا دو سے زائد معانی کے لیے موضوع ہے جس کی حقیقتیں مختلف ہوں جیسے لفظ عین کہ یہ سورج، آنکھ، وغیرہ سب کو شامل ہے۔

تعریف مؤول: مشترک لفظ کے کسی معنی کو جب غالب رائے سے ترجیح حاصل ہو جائے، تو اسے مؤول کہتے ہیں۔

حکم مشترک: جب ایک معنی مراد لیا جائے، تو دوسرے معانی مراد لینا درست نہیں۔

حکم مؤول: اس پر عمل واجب ہے خطاء کے احتمال کے ساتھ۔

سوال نمبر5: -یجوز التوضی بماء الزعفران وبکل ماء خالطه شیء طاهر فغیر أحد أوصافه.

(الف) مطلق کی تعریف نیز اصول الشاشی کی روشنی میں مطلق کا حکم تحریر کریں؟

جواب: تعریف مطلق اور اس کا حکم:

وہ لفظ جس میں کسی وصف کا لحاظ نہ کیا جائے بلکہ فقط ذات کا اعتبار ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا واجب ہے۔ جب تک عمل ممکن ہے خبر واحد اور قیاس کے ساتھ اس پر زیادتی جائز نہیں ہے۔

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اختلاف سپرد قلم کریں؟

امام اعظم اور امام شافعی کا اختلاف:

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زعفران کے پانی اور جس میں کوئی پاک چیز مل جائے، کے ساتھ وضو جائز ہے اگر چہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی ایک بدل جائے جبکہ امام شافعی کے نزدیک ایسے پانی کے ساتھ وضو جائز نہیں بلکہ ایسے پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا ضروری ہے۔

(ج) "اذا جامع امرأته فی خلال الاطعام" اس مسئلہ کا حکم احناف کے نزدیک کیا ہے؟

مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مؤقف:

عندالاحناف جب مظاہر کفارے کا کھانا کھلانے کے دوران ہی اپنی بیوی سے جماع کرے، تو اسے نئے سرے سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حکم قرآن مطلق ہے اسے روزے پر قیاس کرتے

ہوئے جماع نہ کرنے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ حکم اپنے اطلاق پر جاری و باقی رہے گا۔

سوال نمبر 6:- ولا یلزم علی هذا اذا قال لامرأته: "هذه ابنتي" ولها نسب معروف من غيره حيث لاتحرم عليه .

(الف) عبارت میں مذکور اعتراض کی وضاحت کریں اور جواب بھی تحریر کریں؟

جواب: مذکورہ اعتراض کی توضیح:

پہلے قاعدہ بیان ہوا کہ اگر حقیقت پر عمل کرنا کسی وجہ سے متعذر ہو جائے تو پھر وہاں مجاز کی طرف رجوع کیا جائے گا متکلم کی کلام کو لغو قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس قاعدے کے مطابق سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا: ''وہ میری بیٹی ہے'' حالانکہ اس عورت کا نسب غیر شوہر کے ساتھ معروف ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ وہ فلاں شخص کی بیٹی ہے۔ قاعدہ کے مطابق اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک اس عورت کو طلاق ہو جانی چاہیے مجاز پر عمل کرتے ہوئے حالانکہ اسے طلاق نہیں ہوتی۔

جواب کی تقریر:

جواب یہ ہے کہ اگر یہاں حقیقت موجود ہوتی یعنی وہ عورت اس کی بیٹی ثابت ہوتی تو ان کا نکاح ہی صحیح نہ ہوتا۔ جب نکاح صحیح نہیں ہوگا تو اس کا حکم طلاق کیسے ثابت ہوگا، کیونکہ بیٹی ہونے اور نکاح میں منافات ہے اور طلاق نکاح پر مرتب ہوتی ہے۔ منافات کے پائے جانے سے مجاز مراد لینا درست نہیں۔ لہٰذا اس عورت کو طلاق نہیں ہوگی اور اس کا کلام لغو ہو جائے گا۔

(ب) حقیقت و مجاز کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

تعریف حقیقت: لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ میں استعمال ہونا حقیقت ہے جیسے لفظ اسد کو حیوان مفترس کے لیے استعمال کرنا۔

تعریف مجاز: لفظ کو اس کے معنی موضوع لہ کے غیر میں استعمال کرنا مجاز ہے جیسے لفظ اسد کو رجل شجاع کے معنی میں استعمال کرنا۔

(ج) حقیقت متعذرہ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

حقیقت متعذرہ کی تعریف: وہ حقیقت کہ جس کے معنی حقیقی کو استعمال کرنا متعذر و محال ہو۔

حقیقت متعذرہ کا حکم: جب معنی حقیقی پر عمل کرنا متعذر ہو جائے تو پھر مجاز کی طرف رجوع کیا جائے تاکہ اس کا کلام لغو نہ جائے۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## تیسرا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- (الف) جمع مکسر منصرف، اسم منقوص، اسماء ستہ مکبرہ اور اسم مقصور کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟ ۴×۴=۱۶

(ب) وزن فعل، جمع اور وصف میں سے ہر ایک کے غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط لکھیں؟ ۳×۶=۱۸

سوال نمبر 2:- اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ اِسْمُ مَا فَعَلَهُ فَاعِلُ فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ بِمَعْنَاهُ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّاكِيْدِ وَالنَّوْعِ وَالْعَدَدِ فَالْاَوَّلُ لَايُثَنّٰى وَلَا يُجْمَعُ بِخِلَافِ اَخَوَيْهِ وَقَدْ يَكُوْنُ بِغَيْرِ لَفْظِهٖ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوْسًا.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مفعول مطلق کے فعل ناصب کو قیاسی طور پر حذف کرنے کے مقامات میں سے کوئی دو مقام مفصل لکھیں؟ ۷+۷=۱۴

سوال نمبر 3:- (الف) کلمہ کی تعریف کریں نیز اس کی تینوں اقسام مع تعریفات و امثلہ اور وجہ حصر لکھیں؟ ۵×۴=۲۰

(ب) کافیہ کی روشنی میں فعل کے خواص تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 4:- هو ما اشتمل على علم المضاف اليه الخ.

(الف) اضافت لفظیہ و معنویہ کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) اضافت معنویہ کی تینوں اقسام مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۴×۴=۱۶

(ج) اضافت کے فوائد کافیہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۷

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

## تیسرا پرچہ: نحو

سوال نمبر 1:- (الف) جمع مکسر منصرف، اسم منقوص، اسماء ستہ مکبرہ اور اسم مقصور کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: اعراب جمع مکسر منصرف: سہ اعراب لفظی رفع ضمہ لفظی کے ساتھ، نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ جیسے جَاءَ رِجَالٌ، رَأَيْتُ رِجَالًا، مَرَرْتُ بِرِجَالٍ۔

اعراب اسم منقوص: رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ۔

اعراب اسماء ستہ مکبرہ: ان کا اعراب بالحرف ہے یعنی رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ جیسے جَاءَنِيْ اَخُوْكَ، رَأَيْتُ اَخَاكَ، مَرَرْتُ بِاَخِيْكَ۔

اعراب اسم مقصورہ: اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہے یعنی رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتح تقدیری اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ جیسے جَاءَنِيْ مُوْسٰى، رَأَيْتُ مُوْسٰى، مَرَرْتُ بِمُوْسٰى۔

(ب) وزن فعل، جمع اور وصف میں سے ہر ایک کے غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط لکھیں؟

وزن فعل کے سبب بننے کی شرط: اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو جیسے شَمَّرَ ضُرِبَ۔ اگر وہ وزن فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر اس کی دو شرطیں ہیں:

(i) شروع میں حروف مضارعہ میں سے کوئی ہو۔

(ii) ھا کا قابل نہ ہو جیسے تَغْلِبُ۔

جمع کے سبب بننے کی شرط: اس کی دو شرطیں ہیں:

(i) وہ صیغہ جمع اقصیٰ کا ہو۔

(ii) ھا کو قبول نہ کرے جیسے مَصَابِيْحُ۔

وصف کے سبب بننے کی شرط: یہ ہے کہ وہ وصف اصلی ہو عارضی نہ ہو جیسے اَرْقَمُ۔

سوال نمبر 2:- اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَهُوَ اِسْمُ مَا فَعَلَهٗ فَاعِلُ فِعْلٍ مَذْكُوْرٍ بِمَعْنَاهُ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّاكِيْدِ وَالنَّوْعِ وَالْعَدَدِ فَالْاَوَّلُ لَا يُثَنّٰى وَلَا يُجْمَعُ بِخِلَافِ اَخَوَيْهِ وَقَدْ يَكُوْنُ بِغَيْرِ لَفْظِهٖ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

جواب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: مفعول مطلق اور وہ اسم ہے جسے فعل مذکور کے فاعل نے کیا ہو اور اسی کے معنی میں ہو۔ وہ کبھی ہوتا ہے تاکید کے لیے اور نوع کے لیے اور عدد کے لیے۔ اول قسم نہ تثنیہ ہوتی ہے اور نہ ہی جمع ہوتی بخلاف دوسری دونوں قسموں کے۔ مفعول مطلق کبھی اس فعل کے لفظ کے غیر کے ساتھ بھی ہوتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔

(ب) مفعول مطلق کے فعل ناصب کو قیاسی طور پر حذف کرنے کے مقامات میں سے کوئی دو مقام مفصل لکھیں؟

قیاساً حذف کرنے کے مطلوبہ مقام:

مقام اول: جب مفعول مطلق سابقہ جملے کے مضمون کے اثر کی تفصیل واقع ہو تو اس کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے، کیونکہ سابقہ جملہ ہی عامل کے قائم مقام ہو جاتا ہے جیسے فَشُدُّوا الْوِثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ إِمَّا فِدَاءً۔ اس مثال میں مَنًّا اور فِدَاءً مفعول مطلق ہیں جن کے فعل محذوف ہیں۔ اصل عبارت یوں ہے: إِمَّا تَمُنُّوْنَ مَنًّا وَإِمَّا تَفْدُوْنَ فِدَاءً۔

مقام ثانی: جب مفعول مطلق جملہ کا خلاصہ واقع ہو اور وہ جملہ مفعول مطلق کے علاوہ غیر کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے لَهٗ عَلَيَّ أَلْفُ دِرْهَمٍ اِعْتِرَافًا۔ اس مثال میں اعترافاً مفعول مطلق ہے جس کا عامل محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں تھی: اِعْتَرَفْتُ اِعْتِرَافًا۔

سوال نمبر 3:- (الف) کلمہ کی تعریف کریں نیز اس کی تینوں اقسام مع تعریفات و امثلہ اور وجہ حصر لکھیں؟

جواب: تعریف کلمہ: کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے خَالِدٌ۔

اقسام کلمہ کی تعریفات: کلمہ تین قسم پر ہے: اسم، فعل اور حرف۔

اسم کی تعریف: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور کسی زمانہ سے مقترن نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔

فعل کی تعریف: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور کسی زمانہ کے ساتھ مقترن بھی ہو جیسے يَضْرِبُ۔

حرف کی تعریف: وہ کلمہ کسی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر معنی پر دلالت نہ کرے جیسے مِنْ۔

اقسام ثلاثہ میں وجہ حصر:

دیکھیں گے کہ کلمہ بذات خود اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو حرف۔ اگر کرتا ہے تو

پھر دیکھیں گے کہ کسی زمانہ کے ساتھ مقترن ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اسم ورنہ فعل۔

(ب) کافیہ کی روشنی میں فعل کے خواص تحریر کریں؟

**کافیہ میں مذکور فعل کے خواص:**

(۱) قد کا داخل ہونا، (۲) سین کا داخل ہونا، (۳) سوف کا داخل ہونا، (۴) حرف جزم کا داخل ہونا، (۵) تاء تانیث ساکنہ کا آخر میں ملنا، (۶) آخر میں ضمیر مرفوع متصل کا ملنا۔

**سوال نمبر 4:-هو ما اشتمل على علم المضاف اليه الخ .**

(الف) اضافت لفظیہ ومعنویہ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

جواب: **تعریف اضافت لفظیہ:** اضافت لفظیہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ۔

**تعریف اضافت معنویہ:** اضافت معنویہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ۔

(ب) اضافت معنویہ کی تینوں اقسام مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

**اضافت معنویہ کی اقسام:**

اضافت معنویہ کی اقسام تین ہیں:

۱-اضافت لِمِّی جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَيْدٍ تھا۔

۲-اضافت مِنّی جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اصل میں خَاتِمٌ مِّن فِضَّةٍ تھا۔

۳-اضافت فِیْ جیسے ضَرْبُ الْيَوْمِ اصل میں ضَرْبٌ فِي الْيَوْمِ تھا۔

(ج) اضافت کے فوائد کافیہ کی روشنی میں تحریر کریں؟

**اضافت معنویہ کا فائدہ:** مضاف الیہ اگر معرفہ ہو تو اضافت معنویہ مضاف کو معرفہ بنانے کا فائدہ دیتی ہے۔ مضاف الیہ اگر نکرہ ہو تو پھر مضاف کو خاص کرنے کا فائدہ دیتی ہے جیسے غُلَامُ رَجُلٍ۔

**اضافت لفظیہ کا فائدہ:** اضافت لفظیہ صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے مگر تعریف وتخصیص کا فائدہ نہیں دیتی ہے جیسے حَسَنُ وَجْهٍ۔

☆☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## چوتھا پرچہ: منطق وعربی ادب

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے صرف دو دو سوال حل کریں؟

### پہلا حصہ......منطق

سوال نمبر 1:-ایاك وان تظن ان كل ترتيب يكون صوابا موصلا الى علم صحيح كيف ولو كان الامر كذلك ماوقع الاختلاف والتناقض بين ارباب النظر مع انه قد وقع فمن قائل يقول العالم حادث .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو ترجمہ تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 2:-(الف) کلی کی مشہور پانچ اقسام میں سے تین کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) تساوی اور عموم وخصوص من وجہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 3:-المركب قسمان أحدهما المركب التام وثانيهما المركب الناقص .

(الف) مرکب کی دونوں اقسام مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مرکب تام کی اقسام مع امثلہ لکھیں نیز کلمہ کی اقسام تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

### دوسرا حصہ......عربی ادب

سوال نمبر 4:-(الف) اسلامی ادبیات پر اثر انداز ہونے والے کوئی سے تین اسباب بیان کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) حدیث کے طرز اسلوب پر مثالوں کے ساتھ جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:-

کیونکہ ان کے مطالب مستقل ہیں۔

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس نے تمام عرب کو چیلنج کیا کہ اس جیسی کوئی ایک سورت بھی بنالاؤ اور وہ ایسا کرنے سے عاجز آ گئے، کیونکہ انہوں نے اسے کسی شاعر کی شاعری، جادوگر کا کام یا کسی کاہن کی نظر کا کمال کہا تھا۔ پس قرآن کی تاثیر اتنی مضبوط ہے کہ اس کی نثر ان چھوٹے چھوٹے مسجع جملوں سے منقول ہو کر احادیث رسول اور آپ کے خطبات و مکتوبات اور صحابہ و تابعین کے خطبات و رسائل میں دکھائی دیتی ہے۔

۲-حدیث: حدیث سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یا آپ کے فعل کی حکایت یا صحابہ کرام کی بات ہے۔ دینی اور ثقافتی اعتبار سے اس کا قرآن مجید کے بعد دوسرا درجہ ہے لیکن یہ عبادات و حقوق اور قوانین سازی کا مآخذ ہے۔ یہ قرآن کو سمجھنے کا راستہ ہے۔ نئے نئے بلند اسالیب پر فطری طور پر قدرت رکھتے تھے۔ دینی و فقہی معانی کے لیے الفاظ جدیدہ تراش لیتے تھے لیکن اس کے باوجود حدیث کی لسانی اہمیت اور ادبی راہنمائی قرآن کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی، کیونکہ کاتبین وحی نزول قرآن کے ساتھ ساتھ ہی لکھ لیتے تھے۔ پس حفاظت قرآن مسلمانوں پر نص سے لازم ٹھہرا۔

ترجمہ: جس نے بھی اس کو سننے کے بعد اسے بدلا تو اس کا گناہ اس کے بدلنے والوں پر ہوگا۔ (البقرۃ ۱۸۱:۲)

کچھ سیاسی جھگڑوں کی بناء پر نئی دینی جماعتیں بن گئیں تو خواہش پرست لوگوں نے جھوٹی احادیث کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا جائز سمجھا۔ اس عمل کے ذریعے انہوں نے عربی کہاوتوں، دانشمندانہ منقولوں اور عجمی آراء کا ایک معقول حصہ حدیث میں داخل کر دیا۔ جس نے تقریر، مناظرہ اور شاعری میں غیر معمولی اثر کیا۔

۳-غیر ملکی ادب: جزیرۂ عرب دنیا کے دو عظیم ملکوں کے درمیان واقع ہے۔ یعنی اس کے مشرق میں ایران اور مغرب میں روم ہے۔ پس ان ممالک کا آپس میں اختلاط قدیمی ہے۔ اسی وجہ سے لغت وادب میں اس کے اثرات مادی و معنوی تبادلے کے ذریعہ سے باقی ہیں۔ جو لغات، افکار اور عقائد میں اس حد تک اثر انداز ہوئے کہ عرب کے سرچشموں میں سے ایک قوی گھاٹ بن گئے۔ چنانچہ جب لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو کثیر تعداد غلام و لونڈی کی شکل میں عربوں کے گھروں میں آ گئے۔ جو عربی زبان سے ناواقف تھے لیکن اس طرح کے کئی افراد نے صرف زبان ہی بدلی تھی جبکہ ان کے خیالات، تصورات اور بیانات سابقہ فطرت پر ہی رہے۔ وہ بظاہر عربی زبان بولتے اور لکھتے تھے لیکن

وقد ینبت المرعی دمن الثری ونبقی حزازات النفوس کماھیا

الایا اسلمی یاھند ھند بنی بکر وان کان حیانا عدی آخر الدھر

وکنت اذا لقیت عبدا لیم ولیما قلت ابھما العبید

(الف) اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) قراء سبعہ میں سے کسی پانچ کے نام تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) حجازی شاعری کی کوئی تین خصوصیات لکھیں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) حضرت خنساء اور حضرت حسان کی شاعری پر جامع نوٹ سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2023ء

## چوتھا پرچہ: منطق وادب عربی

### پہلا حصہ...... منطق

سوال نمبر 1:- اِيَّاكَ وَاَنْ تَظُنَّ اَنَّ كُلَّ تَرْتِيْبٍ يَكُوْنُ صَوَابًا مُوْصِلًا اِلٰى عِلْمٍ صَحِيْحٍ كَيْفَ وَلَوْ كَانَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ مَا وَقَعَ الْاِخْتِلَافُ وَالتَّنَاقُضُ بَيْنَ اَرْبَابِ النَّظْرِ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ وَقَعَ فَمِنْ قَائِلٍ يَقُوْلُ الْعَالَمُ حَادِثٌ .

(الف) مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: اعراب: سوالیہ عبارت میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارت: گمان کرنے سے تم بچو کہ ہر ترتیب درست اور صحیح علم تک پہنچانے والی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر بات ایسی ہی ہوتی تو پھر ارباب نظر کے درمیان اختلاف اور تناقض واقع نہ ہو حالانکہ واقع ہوا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: عالم حادث ہے۔

(ب) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

تعریف علم منطق: منطق ایسا علم ہے کہ جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے محفوظ کیا جائے۔

منطق کی وجہ تسمیہ: اس علم کا نام منطق اس لیے رکھا گیا، کیونکہ جس طرح یہ علم نطق ظاہری تکلم میں اثر کرتا ہے اسی طرح نطق باطنی میں بھی اثر کرتا ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) کلی کی مشہور پانچ اقسام میں سے تین کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

جواب: کلی کی اقسام ثلاثہ کی تعریفیں: کلی کی مشہور پانچ قسمیں ہیں ان میں سے تین کی تعریفیں یہ ہیں:

نوع: وہ کلی ہے جو متفقۃ الحقائق کثیرین پر ما ھو کے جواب میں بولی جائے جیسے فرس۔

جنس: وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر ما ھو کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان۔

فصل: وہ کلی ہے جو اَیُّ شَیْءٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ کے جواب میں بولی جائے جیسے ناطق انسان کے لیے۔

(ب) تساوی اور عموم وخصوص من وجہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟

تعریف تساوی: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسرے کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے انسان اور ناطق کے درمیان تساوی کی نسبت ہے۔

تعریف عموم وخصوص وجہ: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے حیوان اور اسود کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

سوال نمبر3:-المركب قسمان أحدهما المركب التام وثانيهما المركب الناقص۔

(الف) مرکب کی دونوں اقسام مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟

جواب: مرکب تام: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت صحیح ہو یعنی سننے والے کو کوئی خبر معلوم ہو جائے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔

مرکب ناقص: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ۔

(ب) مرکب تام کی اقسام مع امثلہ لکھیں نیز کلمہ کی اقسام تحریر کریں؟

مرکب تام کی قسمیں: مرکب تام دو قسموں پر ہے:

(۱) خبر، (۲) انشاء

مرکب تام خبر کی تعریف: وہ مرکب جو صدق وکذب کا احتمال رکھے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔

مرکب تام انشاء کی تعریف: وہ مرکب جس پر سکوت صحیح نہ ہو۔

## دوسرا حصہ: عربی ادب

سوال نمبر4:-(الف) اسلامی ادبیات پر اثر انداز ہونے والے کوئی سے تین اسباب بیان کریں؟

جواب: اسلامی ادب پر اثر انداز ہونے والے اسباب یہ ہیں:

ا-قرآن: قرآن مجید وہ پہلی عربی کتاب ہے جس کا مطالعہ تاریخ ادب کے لیے ضروری ہے، کیونکہ چھٹی صدی کے آخر اور ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں عرب کی عقلی وادبی زندگی کا مظہر یہی قرآن تھا۔ یہی فن نثر اور ان مضامین، اسالیب اور معارف کا مرکز تھا جو اس واضع زمانہ ادب میں معروف تھے۔ یہ ایسے بدیع اسلوب میں نازل ہوا کہ لوگوں کے قلوب واذہان اس جیسے کلام سے واقف نہ تھے، سو نہ تو وہ موزون اور مقفیٰ کلام ہے اور نہ ایسی سجع بندی والا کلام ہے کہ جس کا ایک ہی معنی کئی جملوں میں الگ الگ ذکر کیا گیا ہو اور نہ ہی ایسا آزاد کلام ہے کہ جس کا اسلوب بغیر سجع بندی اور تقطیع کے چلایا گیا ہو۔ اصل میں یہ ایسی متفرق آیات ہیں جو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ان پر آواز رک جاتی ہے اور ذہن کو سکون ملتا ہے،

کیونکہ ان کے مطالب مستقل ہیں۔

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ جس نے تمام عرب کو چیلنج کیا کہ اس جیسی کوئی ایک سورت بھی بنالاؤ اور وہ ایسا کرنے سے عاجز آ گئے، کیونکہ انہوں نے اسے کسی شاعر کی شاعری، جادوگر کا کام یا کسی کاہن کی نظر کا کمال کہا تھا۔ پس قرآن کی تاثیر اتنی مضبوط ہے کہ اس کی نثر ان چھوٹے چھوٹے سجع جملوں سے منقول ہو کر احادیث رسول اور آپ کے خطبات و مکتوبات اور صحابہ و تابعین کے خطبات و رسائل میں دکھائی دیتی ہے۔

۲- حدیث: حدیث سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یا آپ کے فعل کی حکایت یا صحابہ کرام کی بات ہے۔ دینی اور ثقافتی اعتبار سے اس کا قرآن مجید کے بعد دوسرا درجہ ہے لیکن یہ عبادات و حقوق کی قوانین سازی کا ماخذ ہے۔ یہ قرآن کو سمجھنے کا راستہ ہے۔ نئے نئے بلند اسالیب پر فطری طور پر قدرت رکھتے تھے۔ دینی و فقہی معانی کے لیے الفاظ جدیدہ تراش لیتے تھے لیکن اس کے باوجود حدیث کی لسانی اہمیت اور تاریخی اعجازی قرآن کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی، کیونکہ کاتبین وحی نزول قرآن کے ساتھ ساتھ ہی لکھ لیتے تھے۔ پس حفاظت قرآن مسلمانوں پر نص سے لازم ٹھہرا۔

ترجمہ: جس نے بھی اس کو سننے کے بعد اسے بدلا تو اس کا گناہ اس کے بدلنے والوں پر ہوگا۔ (البقرۃ ۱۸۱:۲)

کچھ سیاسی جھگڑوں کی بناء پر نئی دینی جماعتیں بن گئیں تو خواہش پرست لوگوں نے جھوٹی احادیث کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا جائز سمجھا۔ اس عمل کے ذریعے انہوں نے عربی کہاوتوں، دانشمندانہ منقولوں اور عجمی آراء کا ایک معقول حصہ حدیث میں داخل کر دیا۔ جس نے تقریر، مناظرہ اور شاعری میں غیر معمولی اثر کیا۔

۳- غیر ملکی ادب: جزیرۂ عرب دنیا کے دو عظیم ملکوں کے درمیان واقع ہے۔ یعنی اس کے مشرق میں ایران اور مغرب میں روم ہے۔ پس ان ممالک کا آپس میں اختلاط قدیمی ہے۔ اسی وجہ سے لغت وادب میں اس کے اثرات مادی و معنوی تبادلے کے ذریعہ سے باقی ہیں۔ جو لغات، افکار اور عقائد میں اس حد تک اثر انداز ہوئے کہ عرب کے سرچشموں میں سے ایک قوی گھاٹ بن گئے۔ چنانچہ جب لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو کثیر تعداد غلام و لونڈی کی شکل میں عربوں کے گھروں میں آ گئے۔ جو عربی زبان سے ناواقف تھے لیکن اس طرح کے کئی افراد نے صرف زبان ہی بدلی تھی جبکہ ان کے خیالات، تصورات اور بیانات سابقہ فطرت پر ہی رہے۔ وہ بظاہر عربی زبان بولتے اور لکھتے تھے لیکن

وہ فارسی اور رومی فکر رکھتے تھے۔ان کی زبانوں کے قواعد مقرر شدہ، آداب کے پہلو سے روشناس اور تہذیب کے تمام پہلو روشن تھے۔ چنانچہ لازمی طور پر عربی ادب چوتھے نمبر پر، عجمی، ذہنی اور آراء و آداب سے متاثر ہوا۔اس تاثیر کا سب سے زیادہ اظہار لغت، قانون، اخلاق، شاعری، رسالوں اور قصوں میں ہوا۔

(ب) حدیث کے طرز اسلوب پر مثالوں کے ساتھ جامع نوٹ لکھیں؟

**حدیث کا اسلوب:**

حدیث کا اسلوب، اسلوب قرآن کی نسبت زمانہ نبوت کے اسلوب کے زیادہ قریب ہے لیکن حدیث پاک کو چند امور کی بنا پر امتیازی حیثیت حاصل ہے جن میں اس کی اپنی ظاہری روشنی، ترتیب عبارت، واضح و معین معانی کی ادائیگی کے لیے الفاظ و فقرات لانا، مدلول کا مقتضیٰ حال کے مطابق ہونا اور مخاطب کی زبان کے مطابق ہونا ہے۔اس بات کا اظہار اس وقت ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وفد سے گفتگو کرتے تو آپ غریب الفاظ استعمال کرتے، سجع کا التزام فرماتے اور ایسے الفاظ استعمال فرماتے جو آنے والے وفد کی زبان پر مستعمل ہوتے۔

اکثر احادیث پر عظمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فصاحت کا واضح اثر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ، تمثیل، حکیمانہ کلام اور عمدہ گفتگو پر کامل عبور حاصل تھا۔اس کی وضاحت کے لیے درج ذیل چند فرمودات ہیں:

1- مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو پاکیزہ چیز ہی کھاتی ہے اور پاکیزہ ہی کھلاتی ہے۔

2- اگر تم اللہ پر بھروسہ رکھو تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح اس حال میں کرتے ہیں کہ وہ بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

3- میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پالو گے۔

سوال نمبر 5:-

وَقَدْ يَنْبُتُ الْمَرْعٰى دِمَنَ الثَّرٰى     وَتَبْقٰى حَزَازَاتُ النُّفُوْسِ كَمَا هِيَا
اَلَايَا اسْلِمِىْ يَا هِنْدُ هِنْدَ بَنِىْ بَكْرٍ     وَاِنْ كَانَ هَيَّانَا عِدٰى آخِرَ الدَّهْرِ
وَكُنْتُ اِذَا لَقِيْتُ عَبِيْدَ تَيْمٍ     وَتَيْمًا قُلْتُ اَيُّهُمَا الْعَبِيْدُ

(الف) اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

**جواب: اعراب:** اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

اُردو ترجمہ: ☆ گیلی زمین پر بھی گھاس کبھی اُگ آتی ہے اور دلوں کی نفرتیں اور دشمنیاں باقی رہتی ہیں۔

☆ اے ہند قبیلہ بنو بکر کی ہند! تو سلامت رہ، اگر چہ ہمارے قبائل آخری زمانہ تک دشمن رہیں۔

☆ میں جب قبیلہ تیم کے غلاموں اور سرداروں سے ملتا تو کہتا کہ ان میں غلام کون ہے؟

(ب) قراء سبعہ میں سے کسی پانچ کے نام تحریر کریں؟

## قراء سبعہ میں سے پانچ کے نام:

1-ابو عمر بن العلاء، 2-عبد اللہ بن کثیر 3-عبد اللہ بن عامر،

4-حمزہ بن حبیب الزیات 5-علی بن حمزہ الکسائی

سوال نمبر 6:-(الف) حجازی شاعری کی کوئی تین خصوصیات لکھیں؟

## جواب (الف): حجازی شاعری کی تین خصوصیات:

1-ان کی شاعری مہذب تھی۔

2-ان کی شاعری میں لطائف و عذبات پائے جاتے تھے۔

3-ان کی شاعری سچی غزلوں پر مشتمل ہوتی تھی۔

(ب) حضرت خنساء اور حضرت حسان کی شاعری پر جامع نوٹ سپر دِ قلم کریں؟

## حضرت خنساء کی شاعری:

عربوں کی شاعری میں اسلام سے پہلے اور بعد میں کوئی ایسی خاتون نہیں جو کہ آپ کی پختگی اشعار، لفظی نزاکت اور آواز کی مٹھاس سے بڑھ کر ہو۔ نابغہ، جریر اور بشار یہ سمجھتے تھے کہ وہ شاعری میں مردوں سے بھی افضل ہیں، کیونکہ ان کی شاعری میں مردانگی قوت بھی تھی اور زنانہ نزاکت بھی۔ آپ کی شاعری فخریہ اشعار اور مرثیہ خوانی کی اکثریت پر مشتمل ہوتی تھی لیکن آپ شاعری میں جاہلیت کے طریقہ پر رہیں، تھوڑا بہت بھی اسلام سے متاثر نہ ہوئیں۔

## شاعری کا نمونہ:

اعینی جودا ولا تجمدا الا تبکیان لصخر الندی؟

الا تبکیان الجری الجمیل لاتبکیان الفتی السیدا؟

## حضرت حسان بن ثابت کی شاعری:

آپ دور جاہلیت میں اہل مدن کے شاعر تھے اور بعثت نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر

اور دور اسلام میں اہل یمن کے شاعر تھے۔ آپ کی شاعری فخر و حماسہ اور مدح و ہجو گوئی پر مشتمل تھی۔ یہ موضوعات اعلیٰ کوالٹی اور قوی اسلوب کے متقاضی ہیں۔ چنانچہ آپ کی شاعری پر غریب اور غیر معروف الفاظ کا اثر بھی ظاہر تھا جو اسلام کے سبب زائل ہو گیا۔ آپ کی شاعری کے عوامل دین کی حمایت، حاسد دشمنوں کا خاتمہ جو عمر کے گزرنے کے سبب کمزور پڑ گئے۔ جن میں کبھی تحریک نہیں آتی تھی مگر کبھی کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور انصار کے دفاع میں متحرک ہوتے تھے۔

شاعری کا نمونہ:

هجوت محمدًا فاجبت عنه　　　وعند الله في ذاك الجزاء

فان ابي ووالدي وعرضي　　　لعرض محمد منكم وقاء

☆☆☆

# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## پانچواں پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں؟

### حصہ اوّل......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) حرب فجار اور حلف الفضول پر مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) نور شریف کے وقت کے خوارق میں سے دو ضبطِ تحریر میں لائیں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-(الف) تعمیر کعبہ کے بارے میں مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۰

(ب) ابتداء وحی پر مختصر مضمون سپردِ قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-(الف) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۰

(ب) بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کے بارے میں اپنی معلومات رقم کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

### حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:-(الف) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ جاہلیت کے احوال سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت آیات واحادیث کی روشنی میں لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-(الف) اولیات سے کیا مراد ہے؟ اولیات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں پانچ ضبطِ تحریر میں لائیں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی ایک خطبہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:-درج ذیل کوئی سے دو عنوانات پر مفصل نوٹ لکھیں؟ ۲۵

(۱) سنۃ الرعاف (۲) فیصلہ قاضی شریح (۳) جمع قرآن

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2023ء

# پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

## حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) حرب فجار اور حلف الفضول پر مختصر مضمون تحریر کریں؟

جواب: **حرب فجار کا مختصر اُحال:**

ظہور اسلام سے قبل کئی لڑائیاں پیش آئیں، بعض لڑائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حصہ لیا تھا، ان لڑائیوں میں سے ایک حرب فجار ہے۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت کرنے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں روانہ کرتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک دفعہ جب اس نے اونٹوں پر سامان لدوایا تھا اس وقت بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں، نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے؟ یہ سن کر عروہ نے کہا: میں اہل نجد اور تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا' تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا، براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہ حرام میں قتل کر دیا۔

ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا۔ وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر قریش نے یہ منظور نہ کیا۔ اس لیے قریش، کنانہ اور ہوازن میں جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا، جو ابوسفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا مگر کنانہ کے ایک پہلو عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب میں حرب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں، ان میں سے ایک میں آپ کے چچا آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چودہ (۱۴) سال تھی لیکن آپ نے خود لڑائی نہیں کی۔ تاہم تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وکنت انبل علی اعمامی۔

بعض مؤرخین کا کہنا ہے: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہر حال آخر میں فریقین میں صلح ہو گئی تھی۔

### حلف الفضول کا مختصراً حال:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے' تو یہ واقعہ رونما ہوا۔ شہر زبید کا ایک تاجر اپنا تجارتی مال مکہ لایا جسے عاص بن وائل نے خرید کر قیمت ادا نہ کی، اس پر اس تاجر نے حلف عبدالدار وغیرہ سے مدد طلب کی مگر سب نے مدد دینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر فریاد کی جسے قریش کعبہ سن رہے تھے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی تحریک پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کی قیام گاہ میں جمع ہوئے۔ عہد کیا کہ ہم مظلوموں کی مدد کریں گے اور مظالم واپس کرادیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے ہاں گئے اور اس سے اس تاجر کا مال واپس کروایا۔ یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کریں گے۔ قوی سے ضعیف کا، مسافر کا حق مقیم سے لے کر دیا کریں گے۔ اس کو حلف الفضول اس لیے کہتے ہیں: کیونکہ معاہدہ جرہم کے محرک لوگوں کے نام فضل تھے۔ جن میں فضل بن حارث، فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک تھے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی اس معاہدے کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تب بھی میں اسے نہ توڑتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج اسلام میں بھی کوئی مظلوم آل حلف الفضول کہہ کر پکارے تو میں مدد دینے کو تیار ہوں۔

(ب) تولد شریف کے وقت کے خوارق میں سے دو تحریر میں لائیں؟

### تولد شریف کے وقت وقوع پذیر خوارق:

1- شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے جو اس بات کا اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس اسلامی سلطنت میں شامل ہو جائے گا۔

2- فارس کے آتش کدے جو کبھی نہ بجھے تھے، ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی مگر نہ جلی تھی۔

سوال نمبر 2:- (الف) تعمیر کعبہ کے بارے میں مختصر مگر جامع نوٹ لکھیں؟

### جواب: تعمیر کعبہ پر نوٹ:

جب حضرت کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی' تو قریش نے کعبہ کو از سر نو بنایا۔ علامہ ازرقی (متوفی ۲۲۳ھ) نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پتھروں سے جو تعمیر کی تھی اس کا طول و عرض حسب ذیل تھا:-

| | |
|---|---|
| ارتفاع | ۹ گز |
| طول (سامنے کی طرف) حجر اسود سے رکن شامی تک | ۳۲ گز (۳۲ ہاتھ) |
| عرض (میزاب شریف کی طرف) رکن شامی سے رکن غربی تک | ۲۲ گز (۲۲ ہاتھ) |
| طول (پچھواڑے کی طرف) رکن غربی سے رکن یمانی تک | ۳۱ گز (۳۱ ہاتھ) |
| عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک | ۲۰ گز (۲۰ ہاتھ) |

اس عمارت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کر رہے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کندھے پر اٹھا کر لا رہے تھے۔ جب دیواریں اونچی ہو گئیں تو مقام پر کھڑے ہو کر کام کرتے رہے۔ جب حجر اسود کی جگہ تک پہنچ گئے تو آپ نے حضرت اسماعیل سے فرمایا: ایک پتھر لاؤ میں اسے یہاں نصب کر دوں تا کہ لوگ طواف یہاں سے شروع کیا کریں؟ حضرت اسماعیل پتھر کی تلاش میں گئے تو حضرت جبرئیل حجر اسود لے کر حاضر ہوئے۔ اس بناء پر دروازہ سطح زمین کے برابر تھا مگر چوکھٹ بازو نہ تھے نہ کواڑ تھے نہ چھت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد عمالقہ و جرہم وقصی نے اپنے وقت میں اس عمارت کی تجدید کی چونکہ عمارت نشیب میں واقع تھی، وادی مکہ کی رودوں کا پانی حرم میں آ جاتا تھا اس پانی کی روک کے لیے بالائی حصہ پر بند بھی بنوا دیا گیا تھا مگر وہ ٹوٹ جاتا تھا۔ اس دفعہ ایسے زور کی رو آئی کہ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اس لیے قریش نے پرانی عمارت کو ڈھا کر نئے سرے سے مضبوط و مسقف بنانے کا ارادہ کیا۔ حسن اتفاق یہ کہ ایک رومی تاجر باقوم کا جہاز ساحل جدہ پر کنارے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ باقوم مذکور معمار نجار بھی تھا' قریش کو جو خبر لگی' تو ولید بن مغیرہ چند اور قریشیوں کے ساتھ وہاں پہنچا اس نے چھت کے لیے جہاز کے تختے مول لے لیے اور باقوم کو بھی ساتھ لے آیا۔ دیواروں کے لیے قریش کے ہر ایک قبیلے نے الگ الگ پتھر ڈھونے شروع کیے۔ مرد دو۲ دو۲ مل کر دور سے پتھروں کو کندھوں پر اُٹھا کر لاتے تھے۔ چنانچہ اس کام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے اور کوہ صفا کے متصل اجیاد سے پتھر لا رہے تھے۔ جب سامان عمارت جمع ہو گیا' تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ مخزومی کے مشورے سے قبائل قریش نے تعمیر کے لیے بیت اللہ کی چاروں طرفیں آپس میں تقسیم کر لیں۔

(ب) ابتداء وحی پر مختصر مضمون سپردِ قلم کریں؟

**ابتدائے وحی پر نوٹ:**

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس (۴۰) سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔ وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی۔ جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے، بعینہٖ وہی دن کے وقت ظہور میں آتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے کہ ایک روز آپ حسب معمول غار حراء میں مراقب تھے کہ فرشتہ (جرائیل) آپ کے پاس آیا، اس نے آپ سے کہا: اِقْــرَأْ (پڑھو) آپ نے

فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ (میں پڑھنے والا نہیں) آپ کا بیان ہے کہ اس پر فرشتہ نے مجھے پکڑ کر بھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسعت وطاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ میں نے کہا: مَا انا بقاریٍٔ پس اس نے مجھے پکڑ کر دوسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسعت وطاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ کر تیسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسعت اور طاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے۔ سکھایا آدمی کو جو کچھ نہ جانتا تھا''۔

یہ سن کر آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا قصہ بیان کیا وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو عیسائی اور تورات وانجیل کا ماہر تھا۔ اس نے یہ ماجرا سن کر کہا: یہ وہی ناموس وفرشتہ ہے' جو حضرت موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد کچھ مدت تک وحی بند رہی تا کہ آپ کا شوق وانتظار زیادہ ہو جائے پھر آیات نازل ہوئیں: ''اے لحاف میں لپٹے! اٹھ کھڑا ہو، پس ڈر سنا، اپنے رب کی بڑائی بیان کر، اپنے کپڑے پاک رکھ اور بتوں سے دور رہو''۔

سوال نمبر 3:-(الف) برکاتِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: برکات نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، پھر اسی نور کے واسطے/صدقے تمام عالم کو خلق کیا۔ عالم ارواح میں اس نور کو وصفِ نبوت عطا فرمایا۔ چنانچہ ایک روز جب صحابہ نے آپ سے پوچھا: آپ کو نبوت کب ملی، تو فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم کے پتلا میں روح نہ ڈالی گئی تھی، بعد ازاں اسی عالم میں اللہ نے دیگر انبیاء کی روحوں سے وہ عہد لیا جو ''اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ'' میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے آپ کی نبوت وامداد کا اقرار عہد مذکورہ میں کر لیا، تو نورِ محمدی کی برکت سے ان میں وہ قابلیتیں پیدا ہوئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو نبوت عطاء ہوئی اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام ابوصیری نے کیا خوب فرمایا ہے:

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ
فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

اسی عہدے کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد وبشارت اور ان کے اتباع وامداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ اگر حضور نبی اُمی بابی ھو واُمی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی' تو تمام انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں

باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ○

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا' اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا' تو جبرئیل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہو گئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے' یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور و مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا' تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا' اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا' اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے' تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا۔ ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک و صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی

کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی۔ اسی نور کے طفیل سے حضرت انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہوجانا حضور کے نور ہی کی برکت سے تھا۔

(ب) بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کے بارے میں اپنی معلومات رقم کریں؟

بیعت رضوان:

صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان کا واقعہ پیش آیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو اپنی سفیر بنا کر مکہ کی طرف بھیجا۔ جب عثمان غنی واپس نہ آئے اور ان کے بارے میں یہ خبر پھیل گئی کہ کفار مکہ نے ان کو شہید کر دیا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں لوگوں سے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بیعت لی۔ فرمایا: عثمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرتا ہوں۔ اس بیعت سے کفار مکہ کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ صلح حدیبیہ کے لیے آمادہ ہوگئے۔

صلح حدیبیہ:

ماہ جمادی الاولیٰ میں غزوۂ بنی لحیان پیش آیا۔ مگر مقابلہ نہ ہوا۔ ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار چار سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادے سے نکلے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ جب آپ ذوالحلیفہ میں پہنچے جو اہلِ مدینہ کا میقات ہے۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانیوں کو تقلید واشعار کیا۔ یہاں سے آپ نے حضرت بسر بن سفیان کو قریش کی طرف بطور جاسوس بھیجا۔ جب آپ عسفان کے قریب غدیر اشطاط میں پہنچے تو آپ کا جاسوس خبر لایا کہ قریش حلفاء سمیت مکہ سے باہر مقام بلدح میں جمع ہیں۔ اور آمادہ ہیں کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ کہ حلفاء کے اہل وعیال کو گرفتار کیا جائے تا کہ اگر وہ ان کی مدد کو آئیں تو ہمیں تنہا قریش سے مقابلہ کرنا پڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ بیت اللہ کے قصد سے نکلے ہیں۔ آپ کا ارادہ کسی سے لڑائی کا نہیں۔ آپ بیت اللہ کا رخ کریں؟ جو ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔'' آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا، جب آپ حدیبیہ کے قریب ثنیۃ المرہ میں پہنچے جہاں سے اتر کر قریش کے پاس

پہنچ جاتے۔ تو آپ کی ناقہ قصواء بیٹھ گئی۔ ہر چند اٹھانے کی کوشش کی گئی مگر نہ اٹھی۔ آپ نے فرمایا: ”قصواء نہیں رکی اور نہ رکنا اس کی عادت ہے۔ بلکہ خدائے حابس الفیل نے اسے روک لیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قریش مجھ سے کسی ایسی حاجت کا سوال نہ کریں گے جس سے وہ حرمات اللہ کی تعظیم کریں؟ مگر میں وہ انہیں عطا کر دوں گا۔“ اس کے بعد آپ نے قصواء کو جھڑک دی اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آپ مڑ کر حدیبیہ کی پرلی طرف ایک کنوئیں پر اترے جس میں پانی کم تھا۔ موسم گرما تھا۔ پانی جلد ختم ہو گیا۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں پیاس کی شکایت آئی۔ آپ نے پانی کی ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی جس سے پانی بکثرت ہو گیا۔ اور چھاگل میں اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ ان دونوں معجزوں کا ذکر اس کتاب میں آگے آئے گا۔

اسی اثناء میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے کہ قبائل کعب بن لوی اور عامر بن لوی حدیبیہ کے آبِ کثیر پر اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دودھیل اونٹنیاں اور عورتیں بچوں سمیت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو کمزور کر دیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے۔ اگر وہ چاہیں۔ تو ہم ایک مدت کے لیے ان سے جنگ کا التواء کر دیتے ہیں۔ باقی لوگوں سے ہم خود سمجھ لیں گے۔ اگر میں غالب آ جاؤں اور بصورت منشاء وہ میری اطاعت میں آنا چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے انکار کر دیا، تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں اکیلا رہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرور مدد کرے گا۔“ بدیل نے عرض کیا: میں آپ کا یہ ارشاد ان تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ قریش میں آ کر کہنے لگا۔ کہ میں اس مرد (رسول اللہ) کا قول سن آیا ہوں۔ اگر چاہیں گزارش کر دوں۔ ان میں سے ایک نادان بولا کہ ہم اس کی کسی بات کے سننے کے لیے تیار نہیں۔ ایک صاحب الرائے نے کہا: بیان کیجئے۔ جو اس سے سن آئے ہو۔ اس پر بدیل نے بیان کر دیا۔ عروہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا: اس نے ایک نیک امر پیش کیا ہے۔ وہ قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔ چنانچہ عروہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بدیل کی طرح کلام کیا اور وہی جواب پایا۔ عروہ نے یہ الفاظ (میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا) سن کر عرض کیا: ”اے محمد! بتائیے اگر آپ نے اپنی قوم کو بالکل ہلاک کر دیا۔ فرمایا: کیا آپ نے عرب کی بابت سنا ہے کہ کسی نے خود سے پہلے اپنے اہل کو ہلاک کر دیا ہو۔ اگر قریش غالب آ گئے، تو آپ امن میں نہ رہیں گے، کیونکہ اللہ کی قسم میں سردار مکہ ہوں اور اخلاط کو دیکھتا ہوں جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ پھر حضرت ابوبکر نے یہ سن کر کہا: کیا ہم چھوڑ جائیں گے؟ اس پر عروہ بولا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکر! کہنے لگا: اگر تیرا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے نہیں دیا تو

میں تجھے جواب دیتا۔ پھر عروہ آپ کی طرف متوجہ ہوا، جب وہ کلام کرتا تو آپ کے ریش مبارک کو چھوتا، اس وقت مغیرہ بن شعبہ خود سر پر تلوار ہاتھ میں لیے کھڑے تھے۔ عروہ جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا، تو مغیرہ بغرض تعظیم نیام تلوار اس کے ہاتھ پر مارتا اور کہتا: ہاتھ ہٹاؤ۔ عروہ نے آنکھ اُٹھا کر پوچھا: یہ کون ہے؟ فرمایا: تیرا بھتیجا! عروہ نے یہ سن کر کہا: او بے وفا! کیا میں تیری دیت کی کوشش نہ کرتا تھا؟ پھر اس نے باقی اصحاب کے حال دیکھ کر جا کر اپنی قوم کو بتایا اور کہا: جو نیک امر پیش کیا جا رہا ہے، اسے قبول کر لو۔ پس انہوں نے سہیل بن عمرو قریشی عامری کو صلح کے لیے بھیجا، گفتگوئے صلح کے بعد قرار پایا کہ دس سال لڑائی بند رہے گی، پھر اس کی خواہش پر معاہدہ تحریر میں لایا گیا اور لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے (یعنی کاتب معاہدہ)

## حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:۔ (الف) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ جاہلیت کے احوال سپرد قلم کریں؟

**جواب: زمانہ جاہلیت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:**

آپ زمانہ جاہلیت میں بھی پاکدامن تھے۔ ابن عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: زمانہ جاہلیت ہو یا زمانہ اسلام، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا۔ انہوں نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی۔

ابونعیم عمدہ سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی خود پر شراب حرام قرار دے دی تھی۔

ابن عساکر حضرت زبیر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شعر نہیں کہا۔

ابن عساکر نے حضرت ابوالعالیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

صحابہ کرام کی مجلس میں حضرت ابوبکر سے پوچھا گیا: کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کی ہے؟ جواب دیا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر پوچھا گیا: کیوں؟ فرمایا: میں اپنی عزت بچاتا اور اپنی مروت کی حفاظت کرتا تھا۔ جو شخص شراب پی لیتا ہے وہ اپنی عزت اور مروت دونوں ضائع کر دیتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے، ابوبکر نے سچ کہا ہے۔ (یہ روایت مرسل وغریب ہے)

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت آیات واحادیث کی روشنی میں لکھیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں:

جب آیت مباہلہ: "نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَکُمۡ" نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین کو بلا کر دعا کی: "الٰہی یہ میرے گھر کے لوگ ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کی شان میں قرآن میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

پھر فرمایا: جہاں بھی قرآن میں: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا، آئے، تو اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے امیر و مشرف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چند جگہ صحابہ پر غصہ فرمایا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

ابن ماجہ ونسائی میں حضرت حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

بخاری ومسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جارہا ہوں جیسے حضرت موسیٰ حضرت ہارون کو چھوڑ کر گئے تھے، فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ترمذی، ابوسریحہ اور حضرت زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں اس کے علی بھی محبوب ہیں۔

بزار حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس مسجد میں سوائے میرے اور تمہارے لیے جنبی ہونا حلال نہیں ہے۔

احمد، حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

سوال نمبر 5:- (الف) اولیات سے کیا مراد ہے؟ اولیات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں پانچ ضبط تحریر میں لائیں؟

جواب: اوّلیات کی تعریف:

دین اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کرنے کو اوّلیات کہتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر کا جمع قرآن کرنا۔

### اوّلیات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

آپ کی پانچ اوّلیات درج ذیل ہیں:

i- میدانوں کی پیمائش کروائی۔
ii- فرائض میں عول مقرر کیا۔
iii- امہات الاولاد کی تجارت منع فرمائی۔
iv- دفاتر قائم کیے۔
v- گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔

(ب) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی ایک خطبہ تحریر کریں؟

### خطبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا، اوّل آپ نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہیں ان کی تعریفات کیا کرو۔ تم رغبت کو خوف کے ساتھ ملاؤ، کیونکہ اللہ نے حضرت زکریا کے گھر والوں کی تعریف فرمائی ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۝

اللہ کے بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے بدلے رہن رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے عہد لے لیے ہیں۔ تم نے قلیل (فانی) کو کثیر باقی کے بدلے خرید لیا ہے اور یہ جو تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہ بجھے گا اور نہ اس کے عجائبات ختم ہوں گے۔ تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس سے نصیحت پکڑو۔ اس دن کے لیے جس دن کوئی نور نہ ہوگا کیونکہ اللہ نے تم کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں، جو تمہارے ہر کام کو جانتے ہیں۔

خدا کے بندو! پھر یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ تمہارا ہر اگلا قدم موت کی طرف جاتا ہے جس کا علم تم سے چھپا ہوا ہے اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ جس وقت موت تمہارے پاس آئے، اس وقت تم صالح ہو اور یہ بات تم کو سوائے فضل خدا کے میسر نہیں آ سکتی۔ مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے نیکی کی طرف بڑھو۔ ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم برے کاموں میں مشغول ہو۔ بہت سی ایسی قومیں گزری ہیں کہ انہوں نے اپنی مدتیں اپنے غیروں کے لیے کر دی تھیں۔ اپنے نفسوں کو بھول گئے، اللہ تمہیں متنبہ کرتا ہے کہ تم ان کے مثل نہ ہو جاؤ پس جلدی کرو جلدی کرو۔ ڈرو، ڈرو بچنے کی کوشش کرو۔ موت بہت قریب ہے اور دوڑتی آ رہی ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل عنوانات پر مفصل نوٹ لکھیں؟

(۱) سنۃ الرعاف (۲) فیصلہ قاضی شریح (۳) جمع قرآن

## جواب: i- فیصلہ قاضی شریح:

جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چوری ہوگئی۔ واپسی پر آپ نے اسے ایک یہودی کے پاس دیکھا۔ فرمانے لگے: بخدا! نہ تو میں نے اسے فروخت کیا تھا اور نہ ہی ہبہ۔ یہودی کہنے لگا: یہ میرے پاس ہے، تو میری ہے۔ لہٰذا آپ اسے قاضی شریح کی عدالت میں لے گئے۔ اور فرمایا: اگر یہ میرا مخالف نہ ہوتا، تو میں آپ کے ساتھ بیٹھتا۔ قاضی شریح نے پوچھا: اے امیر المومنین! معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس یہودی کے پاس جو زرہ ہے وہ میری ہے، بخدا نہ تو میں نے اسے کسی کو بیچا ہے اور نہ ہی ہبہ کی ہے۔ پھر قاضی نے یہودی سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا: یہ میرے قبضہ میں ہے، لہٰذا یہ میری ہے۔

پھر قاضی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کا کوئی گواہ ہے؟

فرمایا: میرا بیٹا حسن اور میرا غلام قنبر اس کے گواہ ہیں۔ قاضی نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ اس معاملے میں بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں تسلیم نہیں کی جاتی۔ لہٰذا فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ یہودی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! آپ مجھے عدالت میں لے کر آئے اور فیصلہ بھی آپ کے خلاف ہوا۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ اور یہ زرہ آپ کی ہی ہے۔

## ii- جمع قرآن کی خدمت:

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلوایا (اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے) اور فرمایا: جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ قرآن شہید ہوگئے ہیں، خدشہ ہے کہ اس طرح دیگر جنگوں میں ان کی شہادت کے باعث قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ تو مناسب یہی ہے کہ اس کو جمع کر لیا جائے اور اب میری بھی یہی رائے ہے۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ نہیں کہا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں نہیں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: بخدا! یہ اچھا کام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے مجھے شرح صدر عطاء فرمایا اور اب میری رائے بھی یہی ہے۔

پھر فرمایا: تم نوجوان ہو، عقل مند ہو، تم پر کوئی الزام بھی نہیں اور پھر تم کاتب وحی بھی ہو، تو تم قرآن جمع کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر وہ مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے، تو وہ میرے لیے زیادہ آسان تھا بنسبت اس کے کہ میں قرآن جمع کروں۔

میں نے ان دونوں سے کہا: میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا، جس طرح انہیں شرح صدر ہوا تھا۔

پھر میں نے کاغذ کے ٹکڑوں، اونٹ کی ہڈیوں، کھجور کے پتوں وغیرہ اور لوگوں کے ذہنوں سے قرآن جمع کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری سے مل سکیں۔ پھر یہ مکمل ہو گیا۔ پھر اس کو مصحف کی شکل دے دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہ آپ کے پاس رہا، پھر حضرت عمر کو منتقل ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیٹی اور ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس رہا۔



# تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

## چھٹا پرچہ: بلاغت

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر1:- كُلُّ كَلَامٍ فَهُوَ إِمَّا خَبَرٌ أَوْ إِنْشَاءٌ وَالْخَبَرُ مَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ إِنَّهُ صَادِقٌ فِيهِ أَوْ كَاذِبٌ كَسَافَرَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ مُقِيمٌ وَالْإِنْشَاءُ مَا لَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ ذٰلِكَ كَسَافِرْ يَا مُحَمَّدُ وَأَقِمْ يَا عَلِيُّ .

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کا موضوع لہ مع امثلہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) فائدہ خبر کسے کہتے ہیں؟ مع مثال تحریر کریں؟ ۴

سوال نمبر2:- (الف) نداء کی تعریف و ادوات نداء تحریر کریں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) دروس البلاغہ کی روشنی میں حرف نداء کا استعمال مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) اَمْ متصلہ اور اَمْ منقطعہ کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر3:- إِذَا أُرِيدَ إِفَادَةُ السَّامِعِ حُكْمًا فَأَيُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِيهِ فَالْأَصْلُ ذِكْرُهُ .

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۶+۷=۱۳

(ب) کوئی سے پانچ دواعی ذکر مع امثلہ ذکر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر4:- (الف) قصر کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قصر کے طرق مع امثلہ تحریر کریں؟ ۸

(ج) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

مقتضائے حال، تعقید لفظی، تنافر حروف، مخالفت قیاس

☆☆☆☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

## چھٹا پرچہ: بلاغت

سوال نمبر 1:- كُلُّ كَلَامٍ فَهُوَ إِمَّا خَبَرٌ أَوْ إِنْشَاءٌ وَالْخَبَرُ مَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ إِنَّهُ صَادِقٌ فِيهِ أَوْ كَاذِبٌ كَسَافَرَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ مُقِيمٌ وَالْإِنْشَاءُ مَالَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ ذٰلِكَ كَسَافِرْ يَا مُحَمَّدُ وَأَقِمْ يَا عَلِيُّ.

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

جواب (الف): اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ہر کلام پس وہ یا خبر ہوگی یا انشاء۔ خبر وہ کلام ہے کہ صحیح ہے کہ اس کے قائل کو کہا جائے کہ وہ اس میں صادق ہے یا کاذب جیسے سَافَرَ مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ مُقِيمٌ ۔ انشاء وہ کلام ہے کہ نہیں صحیح کہ اس کے قائل کو کہا جائے کہ وہ صادق یا کاذب جیسے سَافِرْ يَا مُحَمَّدٌ وَ اَقِمْ يَا عَلِيُّ۔

(ب) جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کا موضوع لہ مع امثلہ تحریر کریں؟

جملہ اسمیہ کا موضوع لہ: جملہ اسمیہ کا موضوع لہ یہ ہے کہ مخصوص فرمانے میں حدوثِ فعل کا فائدہ دینا اختصار کے ساتھ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔

جملہ فعلیہ کا موضوع لہ: جملہ فعلیہ کی وضع اس لیے ہے محض مسند کو مسند الیہ کے لیے ثابت کرنا، کوئی دوسری غرض نہیں ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ۔

(ج) فائدہ خبر کسے کہتے ہیں؟ مع مثال تحریر کریں؟

فائدہ خبر کی تعریف: مخبر کا اپنی خبر سے مقصود اگر مخاطب کو حکم کا فائدہ دینا ہو تو اسے فائدہ خبر کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ جبکہ وہ ضَرْبِ زَيْد نہ جانتا ہوں۔

سوال نمبر 2:- (الف) نداء کی تعریف مع ادوات نداء تحریر کریں؟

نداء کی تعریف: کسی کی توجہ طلب کرنا ایسے حرف کے ساتھ جو اَدْعُوْ کے قائم مقام ہو جیسے یَا زَيْدُ۔

نداء کے حروف: دروس البلاغہ میں ادوات نداء آٹھ ہیں:

یاء، ھمزہ، ای، أ، آی، ایا، ھیا، وا ۔

(ب) دروس البلاغہ کی روشنی میں حرف ندا کا استعمال مع امثلہ تحریر کریں؟

### (ب) ادوات نداء کا استعمال:

حروف نداء میں سے ہمزہ اور اَیْ قریب کے لیے موضوع ہیں اور ان کے علاوہ بعید کے لیے

موضوع ہیں۔

کبھی کسی نکتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں جیسے یَـــا عبــد الله ۔ قریب کی مثال جیسے هَيَا عَبْدُ اللهِ بعید کی مثال۔

(ج) اَمْ متصلہ اور اَمْ منقطعہ کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

ام متصلہ: حروف استفہام میں ہمزہ چونکہ طلب تصور (مفرد) اور طلب تصدیق (نسبت) دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگر ہمزہ کے ذریعے طلب تصور (مفرد) مقصود ہو، تو پھر مسؤل عنہ وہ ہوگا جو ہمزہ کے ساتھ متصل ہو اور اس کا مدمقابل وہ ہوگا جو اَمْ کے بعد واقع ہو، اس اَمْ کو اَمْ متصلہ کہتے ہیں۔ یہ اَمْ دو متساوی امروں میں سے ایک کے ساتھ ملا ہوتا ہے جیسے اَرَجُـلٌ فِـي الـدَّارِ اَمْ اِمْرَاَةٌ ۔ اصل حکم کا علم ہے لیکن تعیین میں شک تھا۔

ام منقطعہ کی تعریف: ہمزہ چونکہ طلب تصدیق (طلب نسبت) کے لیے بھی آتا ہے یعنی وہ ہمزہ جس نسبت کے بارے سوال ہو اس کے بعد واقع ہونے والے اَم کو منقطعہ کہتے ہیں۔ یہ اَمْ کے ساتھ اس کا معادل اور مدمقابل واقع نہیں ہوتا۔ گویا ام منقطعہ ثانی میں شک کے ساتھ سابقہ کلام سے اعراض کے لیے آتا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ اَمْ قَاعِدٌ ۔

سوال نمبر3:- اِذَا اُرِيْدَ اِفَادَةُ السَّامِعِ حُكْمًا فَاَىُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْهِ فَالْاَصْلُ ذِكْرُهُ ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

جواب: تشکیل عبارت: اوپر ہو چکی ہے۔

ترجمۃ العبارۃ: جب ارادہ کیا جائے سامع کو حکم کا فائدہ دینے کا تو جو لفظ اس معنی پر دلالت کرے اس میں اصل یہ ہے کہ اسے ذکر کیا جائے۔

(ب) کوئی سے پانچ دواعی ذکر مع امثلہ ذکر کریں؟

ذکر کے پانچ اسباب:

(۱) مزید وضاحت کے لیے جیسے اُولٰٓـــئِكَ عَـلٰـى هُـدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓــــئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ۔

(۲) جب قرینہ پر اعتماد ضعیف ہو جیسے "زَيْدٌ نِعْمَ الصِّدِّيْقُ" حالانکہ اس کا پہلے ذکر ہو چکا تھا۔

(۳) سامع کی کند ذہنی پر اشارہ کرنے کے لیے جیسے عَمْرٌو نِعْمَ الصِّدِّيْقُ حالانکہ اس کا پہلے ذکر ہو چکا تھا۔

(۴) مخاطب و سامع پر مہر لگانے کے لیے تاکہ راہِ فرار اختیار نہ کر سکے۔ جج نے گواہ سے پوچھا:

"اَقَرَّ زَیْدٌ هٰذَا بِاَنَّ عَلَیْهِ کَذَا؟" تو گواہ کہے: "نَعَمْ زَیْدٌ اَقَرَّ هٰـذَا بِاَنَّ عَلَیْهِ کَذَا"

(۵) جب تعجب ظاہر کرنا مقصود ہو تو بھی ذکر کیا جاتا ہے جیسے زَیْدٌ یُقَابِلُ الْاَسَدَ۔

(ج) فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات مع امثلہ تحریر کریں؟

## فاعل کو حذف کرنے کی وجوہات:

کبھی کبھی فاعل درج ذیل وجوہات کی بناء پر حذف کر دیا جاتا ہے:

۱- خوف کی وجہ سے کہ اگر فاعل کا ذکر کر دیا تو وہ کوئی نقصان دے سکتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔

۲- فاعل پر خوف کا خطرہ ہے کہ ذکر کیا تو اسے کوئی نقصان دے سکتا ہے جیسے سُرِقَ الْمَتَاعُ۔

۳- چونکہ فاعل معلوم ہوتا ہے اس لیے ذکر ترک کر دیا جاتا ہے جیسے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔

۴- فاعل معلوم ہی نہیں ہوتا، تو پھر ذکر کیسے کیا جائے جیسے سُرِقَ الْمَتَاعُ۔

سوال نمبر 4:-(الف) قصر کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب:(الف): اقسام قصر: قصر کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور اضافی۔

۱- قصر حقیقی کی تعریف: ایک شیء کا دوسری سے نفس الامر اور حقیقت میں خاص ہونا اس میں کسی دوسرے سے مقابلہ نہیں ہوتا جیسے لا کاتب فی المدینة الا زید۔

۲- قصر اضافی کی تعریف: ایک کا دوسرے کے ساتھ خاص ہو کسی کے مقابلہ میں جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ۔ اس میں قیام کو زید میں قعود کے مقابلہ میں خاص کیا گیا۔

(ب) قصر کے طرق مع امثلہ تحریر کریں؟

## قصر کے طریقے:

قصر کے مشہور طریقے چار ہیں:

۱- نفی اور استثناء جیسے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔

۲- اِنَّمَا جیسے اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۳- عطف (لَا، بَلْ، لٰکِنْ کے ساتھ) جیسے اَنَا نَاشِرٌ لَا نَاظِمٌ۔

۴- جس کا حق مؤخر ہو، اس کو مقدم کرنے سے جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔

(ج) درج ذیل کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

مقتضائے حال، تعقید لفظی، تنافر حروف، مخالفت قیاس

مقتضائے حال کی تعریف: حال کا مقتضیٰ وہ مخصوص صورت ہے جس پر کلام کو لایا جاتا ہے جیسے منکر حکم کو اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ کہنا۔

تعقید لفظی کی تعریف: کلام کا اپنے معنی مرادی پر ظاہر الدلالت نہ ہو نظم میں خلل کی وجہ سے کہ وہاں

الفاظ کو مقدم و مؤخر کیا گیا ہے جیسے جَفَخَتْ وَهُمْ لَا يَجْفَخُونَ بِهَابِهِمْ شِيَمٌ عَلَى الْحَسَبِ الْأَغَرِّ دَلَائِلُ ۔

تنافر حروف کی تعریف: کلمہ میں ایسا وصف ہو کہ جس کی وجہ سے وہ کلمہ زبان پر ثقیل ہو جائے جیسے الظش، الهعخع ۔

مخالفت قیاس کی تعریف: کلمہ کا صرفی قانون کے خلاف ہونا جیسے بوقٌ کی جمع بوقات لانا اور مَدٌّ کو مَدَدٌ بغیر ادغام پڑھنا۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے ۔ سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة ۱۴۴۴ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے — پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن و حدیث — کل نمبر ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں؟

### حصہ اول ..... ترجمہ قرآن

سوال نمبر ۱:۔ درج ذیل آیات میں سے چار کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ۝

(۲) مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(۳) وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

(۴) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۝

(۵) وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝

(۶) كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا۝

سوال نمبر ۲:۔ درج ذیل میں سے کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| (۱) | زُلَفًا | (۲) | نُزُلًا | (۳) | رَدْمًا | (۴) | حِوَلًا |
| (۵) | غَيًّا | (۶) | فُتُوْنًا | (۷) | زُرْقًا | (۸) | صَرَّفْنَا |
| (۹) | رَهَبًا | (۱۰) | لُؤْلُؤًا | (۱۱) | رِجَالًا | (۱۲) | مُنْزَلًا |

حصہ دوم حدیث

سوال نمبر ۳:۔ درج ذیل احادیث میں سے تین کا اردو میں ترجمہ اور کسی ایک پر اعراب لگائیں؟

(۱) عن ابی وائل شقیق بن سلمة قال کان ابن مسعود رضی اللہ عنه یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبد الرحمن لو ددت انك ذکر تنا کل یوم فقال اما انه یمنعنی من ذلك انی اکره ان املکم و انی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یتخولنا بها مخافة السآمة علینا

(۲) عن ابی امامة رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا رفع مائدته قال الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنه ربنا

(۳) عن سهل بن سعد رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتی بشراب فشرب منه و عن یمینه غلام و عن یساره اشیاخ فقال للغلام اتاذن لی ان اعطی هؤلاء؟ فقال الغلام لا واللہ لا اوثر بنصیبی منك احدا فتله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی یده.

(۴) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من قعد مقعدا لم یذکر اللہ تعالیٰ فیه کانت علیه من اللہ ترة و من اضطجع مضجعا لایذکر اللہ تعالیٰ فیه کانت علیه من اللہ ترة

سوال نمبر4:۔ درج ذیل میں سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| (۱) | انجاز | (۲) | رقاب | (۳) | المقعی | (۴) | کھرنی |
| (۵) | الضیافة | (۶) | جزور | (۷) | نتف | (۸) | الابط |
| (۹) | الاظفار | (۱۰) | یستحل | (۱۱) | تطیش | (۱۲) | شیب |

☆ ☆ ☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

حصہ اوّل ...... ترجمہ قرآن

سوال نمبر ۱:۔ درج ذیل آیات میں سے چار کا اُردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ

اُقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ٥

۲) مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا
يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۳) وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ٥
وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

۴) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ٥

۵) وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ٥ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ٥

۶) كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا٥ وَّكَانَ لَهٗ
ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا٥

**جواب: ترجمۃ الآیات:**

(۱) اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے لیکن خدا نے ان کا اٹھنا پسند ہی نہ کیا تو ان کو ہلنے جلنے نہ دی اور کہا گیا بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

(۲) اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو لائق نہ تھا کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لیے کہ انہیں خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی (اس کے بدلے ان کے لیے عمل صالح لکھا جاتا ہے)۔

(۳) جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے۔ لوط کی قوم ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے سے ہی فعل شنیع کیا کرتے تھے۔

(۴) اس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، خدا اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے پس اس کے لیے پھرنا نہیں اور اللہ کی سوا اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

(۵) اور وہ اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں کی طرف جہاں تم نہ پہنچ سکتے تھے مگر جان کی مشقت کے ساتھ بے شک تمہارا رب مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کیے) تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (تمہارے لیے) زینت بھی۔ اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

(۶) دونوں باغ پھل لائے اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ ہوئی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی ہے اور اس کے لیے پھل تھا۔ تو (ایک دن) وہ اپنے دوست سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تم سے مال و دولت میں بھی زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی معزز ہوں۔

سوال نمبر۲:- درج ذیل میں سے کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) زَلَقًا (۲) نُزُلًا (۳) رَدْمًا (۴) حِوَلًا
(۵) غَيًّا (۶) فُتُونًا (۷) زُرْقًا (۸) صَرَّفْنَا
(۹) رَهَبًا (۱۰) لُؤْلُؤًا (۱۱) رِجَالًا (۱۲) مُنْزَلًا

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱) پھسلنا (۲) مہمانی (۳) مضبوط آڑ (۴) سال
(۵) گمراہی (۶) کئی آزمائشیں (۷) نیلی آنکھیں (۸) ہم نے بیان کیا
(۹) خوف (۱۰) موتی (۱۱) پیادہ (۱۲) منزل

## حصہ دوم ...... حدیث

سوال نمبر۳:- درج ذیل احادیث میں سے تین کا اُردو میں ترجمہ اور کسی ایک پر اعراب لگائیں؟

(۱) عن ابی وائل شقیق بن سلمة قال کان ابن مسعود رضی الله عنه یذکر نافی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبد الرحمن لو ددت انك ذکر تنا کل یوم فقال اما انه یمنعنی من ذلك انی اکره ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتخولنا بها مخافة السامة علینا

(۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا

(۳) عن سهل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی بشراب فشرب منه و عن یمینه غلام و عن یساره اشیاخ فقال للغلام اتاذن لی ان اعطی هؤلاء؟ فقال الغلام لا والله لا اوثر بنصیبی منك احدا فتله رسول الله صلی الله

علیہ وسلم فی یدہ .

(۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قعد مقعدا لم یذکر اللہ تعالیٰ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ و من اضطجع مضجعا لا یذکر اللہ تعالیٰ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ

جواب: ترجمۃ الاحادیث:

(۱) حضرت ابو وائل شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ہر جمعرات (کو لوگوں کو وعظ کیا کرتے) تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر دن نصیحت کیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ خبردار! مجھے صرف یہی بات روکتی ہے کہ میں تمہیں ملال میں ڈالنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور میں وعظ و نصیحت کے معاملہ میں تمہارا اسی طرح خیال رکھتا ہوں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا خیال فرمایا کرتے تھے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دستر خوان اٹھالیا جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے: الحمد للہ ... الخ (ترجمہ) تمام بکثرت پاکیزہ اور مبارک تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے ہمارے رب! نہ اس کھانے سے کفایت کی گئی اور نہ ہی ہم اس سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

(۳) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا' آپ نے نوش فرمایا۔ آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب عمر رسیدہ لوگ تھے۔ آپ نے لڑکے سے پوچھا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ ان کو دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ کی جانب سے ملنے والے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ چنانچہ آپ نے برتن اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی جگہ بیٹھا لیکن اللہ کا ذکر نہ کیا' اس پر اللہ کی طرف سے گناہ ہے۔ جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اللہ کے ذکر سے غافل رہا اس کے لیے بھی اللہ کی طرف سے گناہ ہے۔

نوٹ: حدیث نمبر 2 پر اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

سوال نمبر ۴:۔ درج ذیل میں سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| (۱) | اِنْجَازٌ | (۲) | رِقَابٌ | (۳) | اَلْمُقْعِیُّ | (۴) | کَھْرَنِی |
| (۵) | اَلضِّیَافَةُ | (۶) | جَزُوْرٌ | (۷) | نَتْفٌ | (۸) | اَلْاِبْطُ |
| (۹) | اَلْاَظْفَارُ | (۱۰) | یَسْتَحِلُّ | (۱۱) | تُطْنِشُ | (۱۲) | شَیْبٌ |

جواب: الفاظ کے معانی

| | | |
|---|---|---|
| (۱) مکمل کرنا | (۲) گراں | (۳) ناپسند |
| (۴) اس نے مجھے ڈانٹا | (۵) مہمان نوازی | (۶) امانت |
| (۷) انکار کرنا | (۸) باطل | (۹) ناداں |
| (۱۰) وہ حلال کرتا ہے | (۱۱) وہ کوستا ہے | (۱۲) معاملہ کیا گیا |

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے    دوسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ    کل نمبر: 100

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

### پہلا حصہ ..... فقہ

سوال نمبر 1:۔ و خیار البائع یمنع خروج المبیع من ملکه فان قبضه المشتری فهلک بیده فی مدة الخیار ضمنه بالقیمة و خیار المشتری لا یمنع خروج المبیع من ملك البائع الا ان المشتری لا یملکه .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) خیار شرط کی کم از کم اور زیادہ زیادہ مدت لکھیں نیز خط کشیدہ مسئلہ کی وضاحت اس طرح کریں کہ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف واضح ہو جائے۔

سوال نمبر 2:۔ ولا یجوز التصرف فی راس المال ولا فی المسلم فیه قبل القبض ولا یجوز الشرکة ولا التولیة فی المسلم فیه قبل قبضه و یصح السلم فی الثیاب اذا سمی طولا و عرضا ورقعة

(الف) سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے کوئی سی پانچ شرائط لکھیں نیز تین ایسی چیزیں لکھیں جن میں بیع سلم جائز نہیں؟

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف پانچ کی تعریفات اور احکام قرطاس قلم کریں؟

بیع موقوف، بیع تولیة، خیار عیب،

بیع الصرف، بیع الحاضر للبادی، بیع مضاربه

### حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر 4:۔ فالخاص لفظ وضع لمعنی معلوم اولمسمی معلوم علی الانفراد کقولنا فی تخصیص الفرد زید وفی تخصیص النوع رجل و فی تخصیص الجنس انسان .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ج) خاص کا حکم لکھیں؟

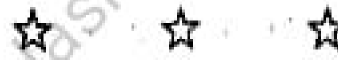
سوال نمبر5:۔ اعلم ان الاستعارۃ فی احکام الشرع مطردۃ بطریقین احدھما لوجود الاتصال بین العلۃ و الحکم و الثانی لوجود الاتصال بین السبب المحض و الحکم فالاول منھما یوجب صحۃ الاستعارۃ من الطرفین و الثانی یوجب صحتھا من احد الطرفین۔

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) استعارہ کے دونوں طریقوں کی ایک ایک مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر6:۔ درج ذیل میں سے پانچ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

| | | |
|---|---|---|
| مطلق | صریح | اقتضاء النص |
| حقیقت مجبورہ | خفی | مفسر |



# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

دوسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

## پہلا حصہ ...... فقہ

سوال نمبر۱:۔

وَ خِیَارُ الْبَائِعِ یَمْنَعُ خُرُوْجَ الْمَبِیْعِ مِنْ مِلْکِهٖ فَاِنْ قَبَضَهُ الْمُشْتَرِیْ فَهَلَكَ بِیَدِهٖ فِیْ مُدَّةِ الْخِیَارِ ضَمِنَهُ بِالْقِیْمَةِ وَ خِیَارُ الْمُشْتَرِیْ لَا یَمْنَعُ خُرُوْجَ الْمَبِیْعِ مِنْ مِلْكِ الْبَائِعِ اِلَّا اَنَّ الْمُشْتَرِیَ لَا یَمْلِکُهٗ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پراعراب لگائیں اورعبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) خیارشرط کی کم ازکم اورزیادہ زیادہ مدت لکھیں نیز خط کشیدہ مسئلہ کی وضاحت اس طرح کریں کہ امام صاحب اورصاحبین کا اختلاف واضح ہوجائے؟

جوابات:(الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگادیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: بائع کا خیار مبیع کواس کی ملک سے خارج ہونے سے مانع ہوتا ہے، جب مشتری مبیع پر قبضہ کر چکا تھا پھر وہ اس کے ہاتھوں مدتِ خیار میں ہلاک ہوجائے تو وہ قیمت کے ساتھ اس کا تاوان دے گا۔ اور مشتری کا خیار مانع نہیں ہوتا مبیع کا بائع کی ملک سے نکلنے میں، مگر بے شک مشتری اس کا مالک نہ ہو

(ب) خیار شرط کی مدت: خیار شرط کی مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک
زیادہ سے زیادہ خیار شرط کی مدت تین دن ہے اس سے زیادہ مدت نہیں۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک وہی عرصہ خیار ہوگا
جو بائع اور مشتری باہمی رضامندی سے طے کر لیں لیکن مدت کا تعین ضروری ہے۔

خط کشیدہ عبارت کی وضاحت: مذکورہ مسئلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ بیچنے والے کا خیار مبیع کو اس کی ملکیت سے نہیں نکالتا جبکہ وہ خریدار کے پاس ہو۔ اگر اس مدت خیار میں وہ مبیع خریدار کے پاس سے ہلاک ہو جائے تو وہ اس کی قیمت ادا کرے گا۔ یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔

جبکہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مدت خیر میں مبیع کی ملکیت بائع کے پاس ہی ہوتی ہے اور خریدار اس کا مالک نہیں ہوتا۔ تو اگر مدت خیار میں وہ مبیع ہلاک ہو جائے تو اب خریدار ثمن واپس نہ کرے گا یعنی وہ اثمان کے بدلے میں ہلاک ہوگا۔

سوال نمبر ۲:-

ولا یجوز التصرف فی راس المال ولا فی المسلم فیه قبل القبض ولا یجوز الشرکة ولا التولیة فی المسلم فیه قبل قبضه و یصح السلم فی الثیاب اذا سمی طولا و عرضا ورقعة

(الف) سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے کوئی سی پانچ شرائط لکھیں نیز تین ایسی چیزیں لکھیں جن میں بیع سلم جائز نہیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا رأس المال میں اصل قیمت میں اور عقد بیع سلم میں سونپی جانے والی چیز میں قبضہ سے پہلے اور شرکت جائز نہیں ہوتی بیع تولیہ اور مسلم فیہ میں قبضہ سے پہلے۔ جب کپڑوں کی لمبائی "چوڑائی اور موٹائی" واضح طور پر بتا دی جائے تو بیع سلم جائز ہوتی ہے۔

(ب) بیع سلم کے صحیح ہونے کی شرائط: بیع سلم کے صحیح ہونے کی پانچ شرطیں درج ذیل ہیں:

۱۔ مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا مثلاً گندم یا جو وغیرہ۔
۲۔ مسلم فیہ کی نوع بیان کرنا مثلاً فلاں قسم کی گندم ہے۔
۳۔ بیع سلم کے عقد میں دونوں یا ایک کے لیے خیار کی شرط نہ ہو۔
۴۔ مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے معین ہو جائے۔

۵۔ اسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔

تین چیزوں کے نام جن پر بیع سلم جائز نہیں:

وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔ حیوان میں اس کے اعضاء کے لحاظ سے

۲۔ چمڑوں میں ان کی گنتی کے اعتبار سے

۳۔ سبزیوں میں ان کی گٹھریوں کے اعتبار سے

سوال نمبر ۳:- درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف پانچ کی تعریفات اور احکام قرطاس قلم کریں؟

بیع موقوف، بیع تولیۃ، خیار عیب،

بیع الصرف، بیع الحاضر للبادی، بیع مضاربہ

جواب: اصطلاحات کی تعریفات مع حکم:

بیع موقوف:

تعریف: وہ مشروع تصرف جس کے نفاذ کو اس کے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہونے کی وجہ سے روک دیا گیا ہو۔

حکم: یہ بیع منعقد ہو جائے گی مگر مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی۔

بیع تولیہ:

تعریف: بغیر منافع کے چیز کو جس قیمت پر خریدا اسی قیمت پر فروخت کر دینا بیع تولیہ کہلاتا ہے۔

حکم: یہ بیع جائز ہے۔

خیار عیب:

تعریف: مبیع میں وہ عیب جس سے سوداگروں کے یہاں اس کی قیمت کم ہو جائے جیسے غلام کا چور ہونا وغیرہ یا عیب کی وجہ سے بیع کو بائع کی طرف رد کرنے کے اختیار کو خیار عیب کہا جاتا ہے۔

حکم: مبیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے اور چھپانا حرام۔ اسی طرح ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کرنا واجب ہے۔

بیع الصرف:

تعریف: ایسی بیع جس میں ثمن خلقی کے بدلے ثمن خلقی کی خرید و فروخت کی جائے، بیع صرف کہلاتی ہے۔

حکم: یہ جائز ہے۔

بیع الحاضر للبادی:

تعریف: وہ بیع جس میں شہری اس دیہاتی سے (جو اپنا مال شہر میں بیچنے کی غرض سے آیا ہو) کہے کہ یہ میرے پاس چھوڑ دے تاکہ میں اسے مہنگے داموں بیچوں۔

حکم: جائز ہے لیکن جب غلہ کی کمی ہو تو ایسا کرنا منع ہے۔

بیع مضاربہ:

تعریف: ایسا عقد جس میں ایک فریق مال دے اور دوسرا کام کرے اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

حکم: اسلام میں مضاربت جائز ہے۔

## حصہ دوم...... اصول فقہ

سوال نمبر ۴:۔

فَالْخَاصُّ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مَعْلُوْمٍ اَوْلِمُسَمًّى مَعْلُوْمٍ عَلَى الْاِنْفِرَادِ كَقَوْلِنَا فِيْ تَخْصِيْصِ الْفَرْدِ زَيْدٌ وَفِيْ تَخْصِيْصِ النَّوْعِ رَجُلٌ وَفِيْ تَخْصِيْصِ الْجِنْسِ اِنْسَانٌ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) عام کی تعریف کریں؟

(ج) خاص کا حکم لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پس خاص وہ لفظ ہے جو معنی معلوم یا معلوم مسمّی کے لیے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو جیسا کہ ہمارا قول تخصیص فرد جیسے "زَیْدٌ" تخصیص نوع جیسے "رَجُلٌ" اور تخصیص جنس جیسے "اِنْسَانٌ" ہے۔

(ب) عام کی تعریف: عام وہ لفظ ہوتا ہے جو افراد کی ایک جماعت لفظاً یا معناً شامل ہو۔ لفظی عام کی مثال...... جیسے مسلمون اور معنوی عام کی مثال جیسے مَنْ اور مَا ۔

(ج) خاص کا حکم: خاص پر قطعی طور پر عمل واجب ہوتا ہے اور اگر اس کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آ جائے تو ان کو اس طرح جمع کریں گے کہ دونوں پر عمل ہو سکے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو خبر واحد اور قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

سوال نمبر ۵:۔

اعلم ان الاستعارة في احكام الشرع مطردة بطريقين احدهما لوجود الاتصال بين العلة و الحكم و الثاني لوجود الاتصال بين السبب المحض والحكم فالاول منهما يوجب صحة الاستعارة من الطرفين و الثاني يوجب صحتها من احد الطرفين .

(الف) عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) استعارہ کے دونوں طریقوں کی ایک ایک مثال سے وضاحت کریں؟

جوابات:(الف) ترجمۃ العبارۃ: جان لو کہ شرعی احکام میں استعارہ کا استعمال دو طریقوں سے ہوتا ہے'ان میں سے ایک یہ ہے کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال موجود ہو اور دوسرا یہ کہ محض سبب اور حکم کے درمیان اتصال موجود ہو۔ پس ان میں سے پہلی صورت میں استعارہ دونوں طرف سے صحیح ہے/ جائز ہے اور دوسری صورت میں طرفین سے ایک جانب سے صحیح ہے۔

(ب) استعارہ کے دونوں طریقوں کی وضاحت:

پہلا طریقہ: یہ کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال موجود ہو جیسے اگر کوئی کہتا ہے کہ اگر میں غلام کا مالک بنوں تو وہ آزاد ہے۔ اب وہ نصف غلام کا مالک بن جاتا ہے اور اسے فروخت کر دیتا ہے۔ پھر دوسرے نصف کا مالک بن جاتا ہے' تو وہ آزاد نہ ہوگا' کیونکہ غلام اس کی ملکیت میں اجتماعی طور پر نہیں آیا۔ اگر وہ کہتا ہے کہ اگر میں غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے۔ پھر وہ نصف غلام خرید کر آزاد کر دیتا ہے پھر دوسرا نصف خریدتا ہے' تو اب دوسرا نصف آزاد ہو جائے گا۔ اب یہاں اگر ملک سے خریدنا مراد لیتا ہے یا خریدنے کا لفظ بول کر ملک مراد لیتا ہے' تو مجازاً اس کی نیت درست ہوگی۔ کہ خریدنا ملک کی علت ہے اور ملک اس کا حکم۔ لہٰذا دونوں طرفوں سے استعارہ درست ہوگا۔

دوسرا طریقہ: یہ کہ محض سبب اور حکم کے درمیان اتصال موجود ہو جیسے کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے "انت حرة" اور نیت طلاق کی کرے تو اس کا قول درست ہوگا' کیونکہ اس صورت میں آزادی ملک بضعہ کے زوال کا سبب ہوگی مگر ملک رقبہ کے زوال کے سبب سے۔ پس اس کا قول ملک بضعہ کے زوال کا سبب محض بنے گا۔ پس جائز ہے کہ تحریر بول کر اس سے طلاق مراد لے جو زوال ملک بضعہ کا سبب بنتی ہے' اور ملکیت کو زائل کرتی ہے۔

سوال نمبر ٦:- درج ذیل میں سے پانچ کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

| | | |
|---|---|---|
| مطلق | صریح | اقتضاء النص |
| حقیقت مجہورہ | خفی | مفسر |

جواب: اصطلاحات کی تعریفات و امثلہ:

مطلق: مطلق وہ ہے جس میں محض ذات کا اعتبار کیا جائے کوئی صفت ملحوظ نہ ہو جیسے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ۔

صریح: صریح وہ لفظ ہے کہ اس کی مراد ظاہر ہوتی ہے جیسے بعت

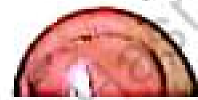
اقتضاء النص: اقتضاء النص سے ثابت ہونے والا حکم عبارۃ النص پر اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر عبارۃ النص کا معنی متحقق نہیں ہوتا جیسے کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے أَنْتِ طَالِقٌ ۔ یہ جملہ عورت کی صفت بنتا ہے اور صفت مصدر کا تقاضا کرتی ہے پس طالق میں مصدر یعنی طلاق اقتضاء کے طور پر پایا گیا ہے/موجود ہے۔

حقیقت مجہورہ: وہ حقیقت ہے جس میں حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لیا جائے جیسے کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فلاں کے گھر میں قدم نہ رکھے گا تو عرف عام میں قدم رکھنے کا حقیقی معنی چھوڑ دیا جائے گا اور مجازی معنی یعنی داخل ہونا مراد لیا جائے۔

خفی: خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے چھپی ہوئی ہو صیغہ کی وجہ سے نہ چھپی ہو جیسے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا ۔

مفسر: مفسر وہ ہے مراد ظاہر ہو متکلم کی طرف سے بیان کی وجہ سے اس کی حیثیت سے کہ اس کے ساتھ تاویل و تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے جیسے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

☆ ☆ ☆



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف۔اے۔سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے | تیسرا پرچہ: نحو | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات حل کریں؟

سوال نمبر 1:۔ الاعراب ما اختلف اخره به ليدل على المعالى المعتورة عليه ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز معانی معتورہ کی وضاحت کریں؟

(ب) مفرد منصرف، جمع مکسر منصرف، تثنیہ اور جمع مذکر سالم کا اعراب مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۲:۔ (الف) وصف، تانیث اور عجمہ میں سے ہر ایک کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی شرائط تحریر کریں؟

(ب) اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کی تعریف اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

سوال نمبر ۳:۔ ترخيم المنادى جائز وفى غيره ضرورة ۔

(الف) ترخیم کی تعریف کر کے خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟

(ب) منادی کی تعریف اور اس کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر 4:۔ حكمه ان لا كسرة ولا تنوين ۔

(الف) حکمہ میں "ہا" ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ نیز غیر منصرف کے منصرف کے حکم میں ہونے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ سپرد قلم کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل کی تعریفات کریں؟

مبتداء ثانی، مفعول بہٖ، مفعول فیہٖ، منادی

☆ ☆ ☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

تیسرا پرچہ: نحو

نوٹ: صرف تین سوالات حل کریں؟

سوال نمبرا:-

اَلْاِعْرَابُ مَا اخْتَلَفَ اٰخِرُهٗ بِهٖ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَعَانِي الْمُعْتَوِرَةِ عَلَيْهِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز معانی معتورہ کی وضاحت کریں؟

(ب) مفرد منصرف، جمع مکسر منصرف، تثنیہ اور جمع مذکر سالم کا اعراب مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ عبارت پر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے باعث معرب کا آخر مختلف ہوتا کہ ان معانی پر دلالت کرے جو معرب پر پے در پے آتے ہیں۔

معانی معتورہ: فاعل ہونا، مفعول ہونا، مضاف الیہ ہونا۔

(ب) مفرد منصرف وجمع مکسر کا اعراب: رفع ضمہ کے ساتھ نصب فتح کے ساتھ جر کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ وَ رِجَالٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا وَ رِجَالًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَ بِرِجَالٍ۔

جمع مذکر سالم کا اعراب: رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ نصب اور جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ جَاءَنِي مُسْلِمُوْنَ، رَأَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ، مَرَرْتُ بِالْمُسْلِمِيْنَ۔

سوال نمبر۲:- (الف) وصف، تانیث اور عجمہ میں سے ہر ایک کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی شرائط تحریر کریں؟

(ب) اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کی تعریف اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) وصف کی شرط: وصف کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو جیسے اسود

تانیث کی شرط: تانیث بالتاء اور تانیث معنوی کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہوں جیسے طلحة و زینب

عجمہ کی شرط: اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علم ہو اور تین حرف سے زیادہ ہو اگر تین حرفی ہو تو درمیان والا متحرک ہو لہٰذا نوح منصرف ہے۔

(ب) اسم کی تعریف: وہ کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور کسی زمانہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے زید

اسم کی وجہ تسمیہ: اسم سمو سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بلندی تو چونکہ اسم بھی اپنے دونوں بھائیوں

(اسم وفعل) سے بلند ہے اس لیے اسے اسم کہتے ہیں۔

فعل کی تعریف: وہ کلمہ جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور کسی زمانے کے ساتھ ملا ہو جیسے ضَرَبَ

فعل کی وجہ تسمیہ: فعل اصطلاحی کو اس کے اصل کا نام دیا گیا' کیونکہ مصدر ہی حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے' تو اصل کے نام پر اس کا نام رکھ دیا۔

حرف کی وجہ تسمیہ: حرف کا لغوی معنی ہے کنارہ' تو چونکہ یہ بھی کلام کے ایک طرف واقع ہوتا ہے اس لیے اسے حرف کہتے ہیں۔

حرف کی تعریف: وہ کلمہ جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں غیر کا محتاج ہو جیسے من

سوال نمبر۳:- ترخیم المنادی جائز و فی غیرہ ضرورۃ .

(الف) ترخیم کی تعریف کر کے خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟

(ب) منادی کی تعریف اور اس کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترخیم کی تعریف: اسم کے آخر سے تخفیف حاصل کرنے کے لیے کسی حرف کو حذف کر دینا ترخیم کہلاتا ہے جیسے یاحَارِثُ سے یاحَارُ

خط کشیدہ کی ترکیب: ترخیم' مضاف' المنادی' مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء' جائز خبر۔ مبتداء اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(ب) منادی کی تعریف: وہ اسم جس کو ادعو کے قائم مقام کسی حرف کے ساتھ توجہ مطلوب ہو جیسے یا زَیْدُ۔

اعراب: اگر منادی مفرد معرفہ ہو' تو علامت رفع پر مبنی ہو گا جیسے یَا زَیْدُ اور اگر منادی پر لام استغاثہ کا داخل ہو' تو منادی مجرور ہو گا جیسے یَا لَزَیْدٍ اگر اس کے آخر الف استغاثہ لاحق ہو' تو مفتوح ہو گا جیسے یا زَیْدَاہُ۔ اگر منادی مضاف یا مشابہ مضاف یا نکرہ غیر معین ہو' تو منصوب ہو گا جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ' یَا طَالِعًا جَبَلًا اور یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

سوال نمبر۴:- حکمہ ان لا کسرۃ ولا تنوین .

(الف) حکمہ میں "ھا" ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ نیز غیر منصرف کے منصرف کے حکم میں ہونے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ سپرد قلم کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل کی تعریفات کریں؟

مبتداء ثانی' مفعول بہٖ مفعول فیہٖ منادی

جواب: (الف) ھا کا مرجع: ھا ضمیر کا مرجع غیر منصرف ہے۔

صورتیں: غیر منصرف کے منصرف ہونے کی صورتیں یہ ہیں کہ ضرورت کے وقت یا تناسب کے وقت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے۔ ضرورت کی مثال جیسے أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا۔ اس میں نعمان کو ضرورت کے تحت منصرف کے حکم میں کیا گیا ہے۔ اگر کسرہ نہ پڑھا جائے تو وزن میں تسلسل برقرار نہیں رہے گا۔

تناسب کی مثال جیسے سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا۔ اس میں سلاسلا غیر منصرف ہے لیکن اغلالا کی مناسبت سے تنوین داخل کی گئی اور منصرف کے حکم میں کیا گیا۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

مبتداء ثانی: وہ صیغہ صفت جو ہمزہ استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ، مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔

مفعول بہ: وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا

مفعول فیہ: وہ اسم جس میں مذکورہ فعل واقع ہو جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

منادی: وہ اسم جس کی توجہ اُدْعُوْ کے قائم مقام کسی حرف کے ذریعے مطلوب ہو جیسے يَا زَيْدُ۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف۔اے۔سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے | چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے صرف دو دو سوال حل کریں۔

### پہلا حصہ ...... منطق

سوال نمبر 1:۔ لا شغل للمنطقی من حیث انه منطقی ببحث الالفاظ کیف و هذا البحث بمعزل عن غرضه و غایته و مع ذلك فلا بدله من بحث الالفاظ الدالة علی المعانی لان الافادة و الاستفادة موقوفة علیه ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ کی تینوں اقسام مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر 2:۔ (الف) معرف کی تعریف کریں نیز حد تام اور رسم ناقص کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

(ب) متباینان اور عموم و خصوص مطلق میں سے ہر ایک کی تعریف اور ایک ایک مثال لکھیں؟

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

مشکک، جنس عالی، عرض مفارق، نوع اضافی، تمام مشترک

### دوسرا حصہ ...... عربی ادب

سوال نمبر 4:۔(الف) اعجاز قرآن کے کوئی سے پانچ اسباب تحریر کریں؟

(ب) "عہد رسالت میں شاعری" پر جامع نوٹ لکھیں؟

سوال نمبر 5:۔

وطوی القیاد مع الطراد بطونها
طی التجارة بحضر موت برودا
لنیم العالمین یسود تیما
و سیدهم ان کان کرهوا مسود
و اقسم المجد حقا لا یحالفهم
حتی یحالف بطن الراحة الشعر

(الف) اعراب لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) قرا و سبعہ میں سے پانچ کے نام تحریر کریں؟

سوال نمبر 6:۔ (الف) عراقی شاعری کی کوئی تین خصوصیات مفصل لکھیں؟

(ب) اخطل اور جریر کی شاعری پر جامع نوٹ لکھیں؟

☆ ☆ ☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

## چوتھا پرچہ: منطق و عربی ادب

### پہلا حصہ...... منطق

سوال نمبرا:۔

لَا شُغْلَ لِلْمَنْطِقِيِّ مِنْ حَيْثُ اِنَّهُ مَنْطِقِيٌّ بِبَحْثِ الْاَلْفَاظِ كَيْفَ وَ هٰذَا الْبَحْثُ بِمَعْزِلٍ عَنْ غَرْضِهِ وَ غَايَتِهِ وَ مَعَ ذٰلِكَ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ بَحْثِ الْاَلْفَاظِ الدَّالَّةِ عَلَى الْمَعَانِيْ لِاَنَّ الْاِفَادَةَ وَالْاِسْتِفَادَةَ مَوْقُوْفَةٌ عَلَيْهِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ کی تینوں اقسام مع تعریفات و امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: منطقی من حیث المنطقی کا مقصد الفاظ سے بحث کرنا نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ (منطقی الفاظ سے بحث کرے) حالانکہ یہ بحث اس کی غرض و غایت سے انتہائی دور ہے۔ بہر حال پھر الفاظ کی بحث کرنا ضروری ہے جو معانی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ فائدہ دینا اور لینا الفاظ پر ہی موقوف ہے۔

(ب) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام:

دلالت مطابقی: وہ دلالت لفظیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر

دلالت تضمنی: وہ دلالت وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کی جزء پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت فقط حیوان یا ناطق پر

دلالت التزامی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے لازم خارج پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

سوال نمبر۲:- (الف) معرف کی تعریف کریں نیز حد تام اور رسم ناقص کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

(ب) متبائنان اور عموم وخصوص مطلق میں سے ہر ایک کی تعریف اور ایک ایک مثال لکھیں؟

جواب: (الف) معرف کی تعریف: شئی کا معرف وہ ہوتا ہے جو اس شئی پر محمول ہوتا ہو کہ اس شئی کے تصور کا فائدہ دے۔

حد تام: وہ معرف ہے جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے حیوان ناطق انسان کے لیے۔

اسم ناقص: وہ معرف ہے جو جنس بعید اور خاصہ پر مشتمل ہو یا فقط خاصہ پر مشتمل ہو جیسے جسم ضاحک فقط ضاحک انسان کے لیے۔

متبائیان کی تعریف: اگر دو لفظ الگ الگ معنوں کے لیے وضع کیے گئے ہوں تو انہیں متبائیان کہتے ہیں جیسے شجر و حجر۔

عموم وخصوص مطلق کی تعریف: عموم وخصوص مطلق یہ ہے کہ دو کلیوں میں ایک تو دوسرے کے تمام افراد پر صادق آئے لیکن دوسری پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اور حیوان کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

سوال نمبر۳:- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

مشکک، جنس عالی، عرض مفارق، نوع اضافی، تمام مشترک

جوابات:

مشکک: وہ لفظ مفرد واحد المعنی کہ جس کا معنی معین شخص ہو اور تمام افراد پر برابر صادق نہ آتا ہو جیسے سواد و بیاض۔

جنس عالی: وہ جنس جس کے نیچے تو کوئی جنس موجود ہو لیکن اوپر کوئی جنس موجود نہ ہو جیسے جوہر۔

عرض مفارق کی تعریف: وہ کلی عرضی جس کا انفکاک معروض سے ممکن ہو جیسے خوف کی زردی۔

نوع اضافی کی تعریف: ہر وہ ماہیت جس کو کسی دوسری ماہیت سے ملا کر ماھو کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہو جیسے انسان کو جب فرس کے ساتھ ماھو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں حیوان آئے گا۔ لہٰذا انسان اس اعتبار سے نوع اضافی ہوا۔

تمام مشترک کی تعریف: دو ماہیتوں کے درمیان وہ جزء مشترک کہ کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہ ہو جیسے انسان اور فرس کے درمیان حیوان ایک ایسا جزء مشترک ہے کہ ان دونوں کے درمیان پائے جانے والے تمام اجزائے مشترکہ اسی میں داخل ہیں۔ کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہیں۔ لہٰذا حیوان انسان اور فرس کے لیے تمام مشترک ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف۔ اے۔ سال اول)

## (برائے طالبات) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے | پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات حل کریں؟

### حصہ اول ...... سیرت

سوال نمبر 1:۔ (الف) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضاعت پر مختصر مضمون تحریر کریں؟

(ب) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر شام (پہلا، دوسرا) تحریر کریں؟

سوال نمبر 2:۔ (الف) حالات بعثت و آغاز دعوت پر مختصر مگر جامع معلومات رقم کریں؟

(ب) تعمیر مسجد قباء کے احوال سیرت رسول عربی کی روشنی میں لکھیں؟

سوال نمبر 3:۔ (الف) غزوہ ذی قرد اور غزوہ حنین کے بارے اپنی معلومات لکھیں؟

(ب) ''مواخات'' بارے آپ کیا جانتے ہیں؟ تحریر کریں؟

### حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4:۔ (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اور لقب مبارک کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کریں؟

(ب) واقعات خلافت صدیق و اولیات ابوبکر پر مختصر مگر جامع مضمون تحریر کریں؟

سوال نمبر 5:۔ (الف) شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اولیات ذوالنورین پر نوٹ لکھیں؟

(ب) موافقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جامع شذرہ سپرد قلم کریں؟

سوال نمبر 6:۔ (الف) حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اخبار، قضایا اور کلمات حکمت پر مضمون قلمبند کریں؟

(ب) خلفاء راشدین کے ادوار خلافت بالترتیب لکھیں؟



# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

## پانچواں پرچہ: سیرت و تاریخ

### حصہ اوّل ..... سیرت

سوال نمبر ۱: (الف) برکاتِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضاعت پر مختصر مضمون تحریر کریں؟
(ب) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ شام (پہلا، دوسرا) تحریر کریں؟

جوابات: (الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلاواسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا' پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا: آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: و آدم بین الروح والجسد یعنی میں اس وقت نبی تھا' جب کہ آدم کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔ بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے عہد لیا' جو وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الآیۃ میں مذکور ہے' جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا' تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور اس سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا ہے۔

و کل ای اتی الرسل الکرام بہا ۔۔۔۔ فانما اتصلت من نورہ بھم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا ۔۔۔۔ یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

ترجمہ منظوم:

معجزے جتنے کہ لائے رسولانِ کرام
لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم
آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے
ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش و کم

اسی عہد کے سبب سے حضرت انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع و امداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں' اگر حضور نبی

اُمی بابی و اُمی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی 'تو تمام انبیاءِ سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرما دی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا 'اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی 'یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہو گئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش و کرسی کے گرد و آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور و مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا 'تو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا 'اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا' اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب و تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے 'تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی

نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہوئی۔ اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ وہ ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا' تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔ آپ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی اور ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی۔ مسیح آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔

رضاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: عربوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے شیر خوار بچوں کو شہر سے دور دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے' تا کہ بچے وہاں پرورش پا کر فصاحت اور عرب کی خالص خصوصیات حاصل کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا دودھ پیا' پھر ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر رواج کے مطابق دیہاتوں کی عورتیں سال میں دو دفعہ ربیع و خریف میں بچوں کی تلاش میں مکہ آتی تھیں۔ چنانچہ اس بار قحط سالی میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلے کی دس عورتوں کے ساتھ شہر مکہ میں اسی غرض سے آئیں' آپ کے ساتھ آپ کا شیر خوار بیٹا عبد اللہ آپ کا شوہر ایک دراز گوش اور ایک اونٹنی تھے۔ بھوک کی وجہ سے نہ اونٹنی دودھ دیتی تھی اور نہ ہی آپ کی چھاتیوں میں کافی دودھ تھا۔ اس لیے بچہ بے چین رہتا اور دونوں میاں بیوی اس کے رونے کے سبب رات بھر جاگتے رہتے۔ اب قسمت جاگ اٹھی تو حلیمہ کو جو شرف و کمال میں مشہور تھیں ایسا مبارک رضیع مل گیا کہ ساری زحمت کافور ہو گئی۔ دیکھتے ہی دائیں چھاتی سے لگا لیا دودھ نے جوش مارا۔ حضرت نے دودھ پیا اور بائیں چھاتی حضرت حلیمہ کے بچے کے لیے چھوڑ دی۔ ڈیرے پر پہنچی تو پھر دونوں بچوں نے سیر ہو کر دودھ

پیا۔ آپ کے شوہر نے جو اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے [illegible] میاں بیوی سیر ہو گئے اور رات سکون سے گزر گئی۔

اس طرح آپ تین دن مکہ میں رہ کر حضرت آمنہ کو وداع کیا اور حضرت کو لے کر اپنے دراز گوش پر سوار کر لیا، دراز گوش نے پہلے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر [illegible] اس سے یہ خدمت لی گئی، پھر روانہ ہوئی۔ آپ کی دراز گوش جو مکہ آتے وقت کمزوری کے سبب سب سے پیچھے تھی، اب سب سے آگے تھی کہ ساتھ کی عورتیں حیران ہو کر پوچھنے لگیں کہ اے ذویب کی بیٹی! کیا یہ وہی دراز گوش ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم وہی ہے، ان دنوں بنو سعد میں سخت قحط تھا۔ مگر آپ کی برکت سے حلیمہ کے جانور سیر ہو کر آتے اور خوب دودھ دیتے جبکہ دوسروں کے مویشی بھوکے آتے اور دودھ کا قطرہ تک نہ دیتے اور یوں حلیمہ کی تنگدستی دور ہو گئی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے دو سال دودھ پلایا پھر آپ کا دودھ چھڑا دیا اور آپ کو والدہ کے پاس لے آئیں اور کہا: کاش تو اپنے بیٹے کو میرے پاس اور رہنے دے تاکہ قوی ہو جائے، کیونکہ مجھے اس پر وباء مکہ کا ڈر ہے یہ سن کی بی بی آمنہ نے آپ کو حلیمہ کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

جواب: (ب) شام کا پہلا سفر: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ اس سے لپٹ گئے۔ اس لیے اس نے آپ کو بھی ساتھ لے لیا، جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہان کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس راہب نے کھانا تیار کیا، جب وہ اس کے پاس کھانا لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ اس نے کہا: آپ کو بلا لو۔ آپ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، جب آپ قوم کے نزدیک آئے تو ان کو درخت کے سایہ کی طرف آگے بڑھتے ہوئے پایا جس وقت آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہٹ آیا۔ پھر کہا: "تمہیں خدا کی قسم بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟" انہوں نے کہا: ابو طالب۔ پس اس نے ابو طالب سے بتاکید تمام کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ۔ کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل کر دیں۔ لہٰذا ابو طالب آپ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے حضرت کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

دوسری مرتبہ سفر شام کا واقعہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو آپ کو

صادق وامین کا لقب دیا گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خدیجہ جو ایک معزز مالدار خاتون تھیں نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا دگنا دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا' جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا متکفل تھا۔ جب آپ شام میں پہنچے تو بازار بصریٰ میں ایک راہب نسطورا نامی کی خانقاہ کے نزدیک اترے۔ وہ راہب میسرہ کی طرف آیا اور اسے جانتا تھا' کہا: "اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے؟" میسرہ نے کہا: اہل حرم اور قریش میں سے ہے۔ راہب نے کہا: سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا۔ پھر اس نے پوچھا کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا: ہاں اور کبھی سرخی نہیں بھی ہوتی۔ یہ سن کر راہب بولا: یہ وہی ہیں اور یہی آخر الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کو پاؤں جس وقت یہ مبعوث ہوں گے اور میسرہ سے کہا ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔ آپ ملک شام سے خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے' اس وقت حضرت خدیجہ عورتوں کے درمیان ایک بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

**سوال نمبر ۲:۔ (الف) حالاتِ بعثت و آغاز دعوت پر مختصر مگر جامع معلومات رقم کریں؟**

**(ب) تعمیر مسجد قباء کے احوال سیرت رسول عربی کی روشنی میں لکھیں؟**

جوابات:

(الف) حالات بعثت: عرب پہلے دین ابراہیمی کی پیروی کرتے تھے' مگر آہستہ آہستہ سوائے چند رسموں کے بالکل معدوم ہو گیا۔ بت پرستی عام تھی۔ لوگ بتوں کی پوجا کرتے' انہوں نے خانہ کعبہ میں (360) تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ درختوں' ستاروں' آگ' سورج اور چاند وغیرہ کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔

دن رات شراب خوری' قمار بازی' زنا کاری اور قتل و غارت عام بات سمجھی جاتی تھی۔ عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ کثرت ازواج عام بات تھی۔ دو سگی بہنوں کو نکاح میں لانا جائز تھا۔ اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا' تو اسے اس کے ساتھ دفن کر دیا جاتا' یا بڑا بیٹا سوتیلی ماں کو میراث میں پا کر چاہتا تو خود اس سے نکاح کر لیتا' ورنہ کسی دوسرے بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لیے دے دیتا۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیے جاتے تھے۔

بتوں کو خوش کرنے کے لیے انسانوں کی قربانی دی جاتی۔ ان میں یہودی اور نصرانی بھی شامل تھے' جو اپنی تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے۔ غرض یہودی اللہ کو مغلولۃ الید اور حضرت عزیز کو اس کا بیٹا مانتے تھے

جبکہ نصرانیوں نے تین خدا بنا رکھے تھے۔ غرض قبل از اسلام انسانیت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

آغاز دعوت: قُمْ فَاَنْذِرْ ○ سے آپ پر انذار اور دعوت الی اللہ فرض ہو چکی تھی۔ مگر اعلان دعوت کا حکم نہ آیا تھا۔ اس لیے آپ نے پہلے خفیہ طور سے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی جن پر آپ کو اعتماد تھا اور جو آپ کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ اس دعوت پر کئی مرد و زن ایمان لائے۔ چنانچہ مردوں میں سب سے پہلے جو آپ پر ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ۔ آزاد کیے ہوئے غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی دعوت اسلام شروع کر دی۔ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ یعنی حضرات عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام آپ ہی کی ترغیب سے مشرب بہ اسلام ہوئے۔ ان کے بعد حضرات سعید بن زید، ابوذر غفاری، ارقم بن ابی ارقم، عبد اللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن الجراح، عبیدہ بن حارث، حصین والد عمران بن حصین، عمار بن یاسر، خباب بن الارت، خالد بن سعید بن العاص اور صہیب رومی وغیرہم سابقین اولین کے زمرہ میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور عورتوں میں فاطمہ بنت خطاب ہمشیرہ عمر فاروق، اسماء بنت ابی بکر، اسماء بنت سلامہ تمیمیہ، اسماء بنت عمیس خثعمیہ، فاطمہ بنت المجلل قرشیہ عامریہ، فکیہہ بنت یسار، رملہ بنت ابی عوف اور امینہ بنت خلف خزاعیہ سابقات الی الاسلام میں سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ لیکن یہ سب کچھ جو ہوا پوشیدہ طور پر ہوا۔ نماز بھی شعاب مکہ میں چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ اصحاب مکہ کے کسی شعب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے دیکھ کر اس فعل کو برا کہا۔ پس باہم لڑائی ہوگئی۔ حضرت سعد نے اونٹ کے تالو کی ہڈی ان نابکاروں میں سے ایک پر ماری اور سر توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اصحاب دار ارقم میں، جو کوہ صفا کے نشیب میں ہی رہتے اور وہیں نماز پڑھتے۔

(ب) تعمیر مسجد قباء: قباء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو ہوا۔ یہی تاریخ اسلام کی ابتداء ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے تین دن بعد مکہ سے چلے تھے یہاں آملے اور یہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی شان میں آیت وارد ہے:

ترجمہ: ''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں وہ مرد ہیں، جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک انہی کو دوست رکھتا ہے۔'' (سورۃ توبہ)

کلثوم بن ہدم کی ایک افتادہ زمین تھی جہاں کھجوریں خشک ہونے کے لیے پھیلائی جاتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ زمین لے کر مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں دیگر اصحاب کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی بغرض تشویق و ترغیب کام کرتے تھے۔ حضرت شموس بنت نعمان انصاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بھاری پتھر اٹھاتے کہ جسم اطہر خم ہو جاتا اور بطن شریف پر مجھے مٹی کی سفیدی نظر آ جاتی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اگر کوئی عقیدت مند آ کر عرض کرتا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا چھوڑ دیجیے میں اٹھاتا ہوں''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم ایسا اور پتھر اٹھالو اور خود اسی کو عمارت میں لگاتے''۔ اس تعمیر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمت قبلہ بتا رہے تھے۔ اسی واسطے سے کہا جاتا تھا کہ اس مسجد کا قبلہ اعدل واقوم ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رجی رضی اللہ عنہ شاعر بھی تعمیر مسجد میں شامل تھے اور کام کرتے ہوئے یوں کہتے جاتے تھے:

ترجمہ: ''وہ کامیاب ہے، جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔

## سوال نمبر ۳:- (الف) غزوۂ ذی قرد اور غزوۂ حنین کے بارے اپنی معلومات لکھیں؟

## (ب) ''مواخات'' بارے آپ کیا جانتے ہیں؟ تحریر کریں؟

جوابات: (الف) غزوۂ ذی قرد کے بارے میں معلومات: یہ غزوہ محرم کے مہینے میں ذی قرد/ ذی غابہ میں پیش آیا۔ ذی قرد مدینہ سے چار میل کی دوری پر ملک شام کو جانے والی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ یہاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چرایا کرتے تھے۔ اور پھر ان کا دودھ آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتے۔ ایک رات قبیلہ غطفان کے چالیس سواروں نے چھاپہ مارا اور حضرت ابوذر غفاری کے بیٹے کو قتل کر دیا اور بیس اونٹنیاں لے لیں اور آپ کی بیوی/ زوجہ کو اغواء کر لیا۔ دوسرے دن اذان فجر سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع (جو مشہور تیر انداز تھے) نے کمان لی اور ذی قرد کی طرف نکلے در حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام کو سارا قصہ سنایا۔ سلع پہاڑ پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار آواز بلند پکارا یا صباحاہ! حتیٰ کہ رسول اللہ تک آواز پہنچ گئی۔ پھر وہ پیدل ہی دشمن کی طرف دوڑے اور ان تک پہنچ گئے اور اپنی تیر اندازی کے ذریعے اونٹنیاں ایک ایک کر کے چھڑا لیں۔

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانچ سو افراد کا لشکر لے کر تعاقب میں نکلے۔ مسلمان ذی قرد کے قریب ایک تنگ درہ میں پہنچے، جہاں عیینہ نے ان کی مدد کی۔ اس موقع پر مقابلہ ہوا۔ مسلمان بھاگ گئے۔ ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ وہ لوگ ذی قرد میں پانی پینے لگے کہ حضرت سلمہ بن اکوع نے ان کو جا لیا اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیے اور ان کو پانی تک نہ پینے دیا۔ وہ بھاگ کر اپنے علاقے میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے قریب وہاں پہنچے، سوار و پیادہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملے۔ تو حضرت سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے سو آدمی دے دیں میں سب کو گرفتار کر لاتا ہوں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا: جب تم ان کو پالو تو نرمی کرنا آپ نے ایک دن رات وہاں قیام کیا: حضرت ابوذر کی بیوی بھی ناقہ تک آ پہنچی۔

**غزوہ حنین کے بارے میں اہم معلومات:**

**وقوع:** یہ غزوہ شوال ۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

**پس منظر:** فتح مکہ کا اثر قبائل عرب پر بہت اچھا پڑا، وہ اس بات کا انتظار کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم کو آپس میں نپٹ لینے دو۔ اگر آپ قریش پر غالب آ گئے تو سچے پیغمبر ہیں۔ اس لیے فتح مکہ کے موقع پر ہر ایک نے اسلام قبول کرنے میں پیش دستی کی۔ مگر ہوازن زبردست قبیلہ تھا، اس فتح پر بڑا افروختہ ہوا وہ پہلے سے ہی جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے اس لیے فتح کہ خبر سنتے ہی حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

**لشکر ہوازن:** ہوازن نے تمام ثقیف، نصر و جشم، سعد بن ابی بکر اور کچھ بنو ہلال کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس فوج کا سپہ سالار مالک بن عوف نصری تھا۔ جس نے حکم دیا کہ تمام عورتوں، بچوں اور اموال کو بھی فوج میں شامل کیا جائے گا۔ درید کو یہ بات پسند نہ آئی مگر اس کی کسی نے نہ سنی۔

**مسلمان لشکر:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو بطور جاسوس حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ دشمن کے لشکر میں آئے تمام حالات جان کر آپ کے گوش گزار کیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری شروع کی۔ اس نے دس ہزار سے زائد درہم ابو جہل کے بھائی نے قرض لیے اور صفوان بن امیہ سے سو زرہیں مع لوازم ادھار لیں اور گیارہ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے جن میں دو ہزار طلقاء تھے۔

**میدان جنگ کا منظر:** جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے مقام پر پہنچے اور حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے اس وقت ابھی دن کا اجالا نہ ہوا تھا، دشمن نے پہلے ہی صف آرائی کر لی تھی۔ سب سے آگے سوار پھر پیادہ پھر عورتیں اور ان کے پیچھے بکریاں اور اونٹ تھے اور کچھ فوج گھاٹیوں اور دروں میں مقرر کر دی۔ لیکن اسلامی فوج نے ایسی بہادری سے حملہ کیا کہ کفار بھاگ گئے اور مسلمان مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے کہ کفار

نے ایک دوسرے کو پکار کر یہ کہا کہ یہ کیا! لات و عزیٰ کی مدد ہے اور دوبارہ حملہ کر دیا۔

اب کثرت پر ناز رنگ لائی۔ لشکر اسلام میں مقدمہ میں بہت سے نوجوان ایسے تھے جو اسلحہ و زرہ سے خالی تھے۔ جب ہوازن نے تیر برسائے تو وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس طرح اگلی فوج بھی بھاگ نکلی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں بھی اکیلے دشمن کی طرف بڑھنا چاہتے تھے اور صحابہ آپ کو روک رہے تھے۔ پھر آپ نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کو آواز دو۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اوگروہ انصار! او بیعت رضوان والو! اے سورہ بقرہ والو!

اس آواز کے کان میں پڑتے ہی سب لبیک لبیک کہتے ہوئے دوبارہ جمع ہو گئے۔

مسلمانوں کی فتح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ صف آرائی فرما کر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ اس قدر بہادری سے لڑنے لگے کہ شدت جنگ دیکھ کر آپ نے فرمایا: لڑائی کا نقشہ بدل چکا ہے۔ آپ نے خچر سے اتر کر ایک مٹھی خاک لی اور شاہت الوجوہ پڑھتے ہوئے کفار کی طرف پھینک دی۔ دشمن میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑی ہو۔ لشکر کفار کو شکست ہوئی اور مسلمان غالب رہے۔

(ب) مواخاتِ مدینہ: جب مکہ سے لوگ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہ کسمپرسی کی حالت میں تھے وہ اپنے اہل وعیال اور بھائی بندوں کو چھوڑ کر بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ آئے تھے۔ اس لیے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں اخوت کا ایسا رشتہ قائم کیا جو سگے/حقیقی رشتوں سے بڑھ کر تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مہاجرین غربت کی وحشت اور اہل وعیال سے جدائی کو محسوس نہ کریں۔ اس وقت مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس کے لگ بھگ تھی۔ آپ ہر دو فریق میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ حقیقی بھائی کی طرح بن گئے۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو حضرت سعد بن ربیع انصاری کا بھائی بنا دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی دو بیویوں میں سے جسے آپ پسند کریں طلاق دے دیتا ہوں اور اپنا آدھا مال بھی آپ کو دیتا ہوں لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس بات کو قبول نہ کیا اور فرمایا: کہ آپ مجھے بازار کا راستہ دکھا دیں۔ چنانچہ آپ نے پنیر اور مکھن کی تجارت شروع کی اور کچھ ہی عرصہ میں مالدار ہو گئے۔ یہ عقد برادری نصرت و مواسات اور توارث پر تھا۔ اس لیے جب کوئی انصاری وفات پا جاتا تو اس کی جائیداد مہاجر کو ملتا۔ اور قریبی رشتہ دار محروم رہتے تھے۔

حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر ۴: -(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اور لقب مبارک کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کریں؟

(ب) واقعات خلافت صدیق و اولیات ابوبکر پر مختصر مگر جامع مضمون تحریر کریں؟

جوابات: (الف) نام مبارک: آپ کا نام عبداللہ ہے مگر ابو بکر کے نام سے مشہور ہیں یعنی آپ کا نام "عبداللہ بن عثمان" ہے۔

القاب مبارک: آپ کے دو القاب ہیں:

۱۔ صدیق: ہمیشہ سچ بولنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہر بات کی تصدیق میں پہل کرنے اور بالخصوص واقعہ شب معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔

۲۔ عتیق: اس لقب کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ دوزخ سے آزاد قرار دیے گئے ہیں اور ایک قول کے مطابق آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب دیا گیا ہے۔

(ب) واقعاتِ خلافت صدیق: عہد خلافت صدیق اکبر میں جو واقعات رونما ہوئے ان کی چیدہ چیدہ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ قبائل کا ارتداد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کچھ قبائل مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان سے نرمی کا برتاؤ کرنے کا کہا تو آپ نے جواب دیا: میں تو تم سے ساتھ دینے کی توقع کر رہا تھا جبکہ تم میری ہمت کم کرنے لگے ہو۔ اللہ کی قسم جب تک میری تلوار میرے ہاتھ میں رہے گی میں اس وقت تک ان لوگوں سے جہاد کروں گا خواہ وہ زکوٰۃ کے طور پر ایک رسی کی ادائیگی کا انکار کریں۔

۲۔ لشکر اسامہ کی روانگی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا کہ لشکر اسامہ کو روانہ کرو۔ جب یہ لشکر روانہ ہوا اور حرف کے مقام پر پہنچا تو ان کی اہلیہ فاطمہ بنت قیس نے انہیں اطلاع دی کہ تم لوگ روانگی میں جلدی نہ کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید بیمار ہیں۔ چنانچہ یہ لشکر وہاں کچھ عرصہ ٹھہرا رہا۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ حضرت اسامہ کو واپس بلا کر رومیوں کی بجائے مرتد قبائل کی طرف بھجوا دیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ مدینہ منورہ تک بھی آ جائیں تو بھی اس لشکر کو واپس نہیں بلواؤں گا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہو اور اس جھنڈے کو نیچے نہیں کروں گا جسے رسول اللہ نے باندھا ہو۔ تو آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو ان کے لشکر جس بھی مرتد قبیلے کے پاس سے گزرے اس قبیلہ نے یہی کہا کہ اگر ان کے پاس طاقت و قوت نہ ہوتی تو وہ ایسی صورت حال میں لشکر نہ بھیجتے' تو ان لوگوں کو یونہی رہنے دو جب تک رومیوں سے جنگ نہیں کر لیتے۔

پھر مسلمانوں کی رومیوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور انہوں نے رومیوں کو شکست دے دی اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔ تو دوسرے لوگ بھی اسلام پر ثابت قدم رہ گئے۔

۳۔ سیدہ خاتون جنت کا انتقال: اسی سال ماہ رمضان میں سیدہ فاطمۃ الزہراء کا وصال ہو گیا۔ آپ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی صاحبزادی کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اسی لیے آپ کا سلسلہ نسب سیدہ فاطمۃ الزہراء سے چلا۔

مسیلمہ کذاب کی سرکوبی: اسی سال کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر یمامہ گئے تاکہ نبوت کے جھوٹے دعویدار کے ساتھ جنگ کریں۔ دونوں لشکروں کے درمیان بڑے زبردست لڑائی ہوئی حضرت خالد بن ولید نے کئی دنوں تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخرکار نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو مار دیا گیا۔

بحرین میں فتنہ ارتداد: ۱۲ ہجری میں آپ نے حضرت علاء بن حضرمی کو بحرین روانہ کیا کہ وہاں کے مرتد لوگوں سے جنگ کریں۔ لہٰذا جوالی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ پھر حضرت عکرمہ کو عمان' حضرت مہاجرین امیہ کو بحیرا اور حضرت زید بن بسید انصاری کو مرتد لوگوں کی طرف بھیجا۔

مرتد گروہوں سے نپٹنے کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولید کو ابلہ بھیجا انہوں نے وہاں حملہ کر کے اس علاقے کو فتح کرلیا اس کے علاوہ مدائن اور کسریٰ نامی شہروں کو بھی جنگ کے ذریعے فتح کرلیا۔

جمع قرآن: آپ نے صحابہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کروا کر مصحف کی شکل دے دی جو دو سال تک آپ کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمر کے پاس چلا گیا۔ اور ان کی وفات کے بعد صاحبزادی عمر رضی اللہ عنہ زوجہ رسول حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔

اولیات ابوبکر:

☆ آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

☆ آپ کو سب سے پہلے اسلام میں خلیفہ کا لقب دیا گیا۔

☆ آپ اپنے والد کی حیات میں خلیفہ بنے۔

☆ آپ کی چار نسلیں صحابی ہیں یعنی آپ کے والد' آپ خود' ان کے بیٹے اور پوتے سب صحابی ہیں۔

☆ آپ وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کی رعایا نے ان کے لیے وظیفہ مقرر فرمایا پہلے آپ کا وظیفہ دو ہزار درہم تھا جسے بعد میں بڑھا کر اڑھائی ہزار درہم کر دیا گیا۔

سوال نمبر ۵:۔ (الف) شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اولیات ذوالنورین پر نوٹ لکھیں؟

(ب) موافقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جامع شذرہ سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: آپ کو ۳۵ ہجری کے ایام تشریق میں شہید کیا گیا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا ابھی اس کی

گورنری کو دو سال ہی ہوئے تھے کہ لوگوں کو اس سے شکایتیں ہونے لگیں۔ آپ نے اسے خط لکھا مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ تو حضرت علی نے آپ سے فرمایا: کہ قتل ناحق کے سبب لوگ مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے ہیں آپ اس معاملہ میں انصاف کیجیے اور اس کی جگہ کسی اور کو گورنر بنا دیجیے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیں میں عبداللہ کو معزول کر کے اسے گورنر مقرر کر دوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابو بکر صدیق کو منتخب کیا۔ چنانچہ آپ نے محمد بن ابو بکر کی تقرری اور عبداللہ کی معزولی کی تحریر لکھ دی۔ چنانچہ محمد بن ابو بکر سات سو افراد اور کچھ مہاجرین و انصار کے ساتھ مصر روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ سے یہ قافلہ تیسری منزل پر تھا کہ ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا نہایت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا' اس کے رنگ ڈھنگ اور اس کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ غلام یا تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے اور یا تو کسی کا قاصد ہے۔ قافلہ والوں نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا فوراً پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو کہیں سے بھاگا ہے یا تجھے کسی کی تلاش ہے۔ اس نے کہا: میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔ پھر کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ امیر المومنین ہی کا غلام ہے۔ حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے اس سے دریافت فرمایا: تمہیں کہاں بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے خشک مشکیزہ سے ایک خط نکلا جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ محمد بن ابو بکر نے سب لوگوں کو جمع کیا' اور ان کی سامنے خط کھولا جس میں لکھا ہوا تھا: اذا اتاك محمد و فلان و فلان فاحتل فی قتلهم و ابطل کتابه و قر علی عملك حتی یاتیك و اتی۔ یعنی جب محمد بن ابو بکر اور فلاں وفلاں تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو کسی حیلے سے قتل کر دو۔ خط کو کالعدم قرار دو اور جب تک میرا دوسرا حکم نامہ پہنچے اپنے عہدے پر برقرار رہو۔

اس خط کو پڑھ کر قافلہ والے سب لوگ دنگ رہ گئے۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے اس خط پر ساتھ کے چند ذمہ دار لوگوں کی مہریں لگوا دیں اور اسے ایک شخص کی تحویل میں دے دیا اور سب لوگ وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے خط کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی غلام کا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر سب لوگ بہت سخت برہم ہوئے اور تمام صحابہ کرام غیظ و غضب میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ مگر محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے قبیلہ بنو تیم اور مصریوں کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ۱۔ حضرت طلحہ ۲۔ حضرت زبیر ۳۔ حضرت سعد ۴۔ حضرت عمار اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ امیر المومنین حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ غلام اور اونٹنی بھی تھی جو راستے میں پکڑی گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: یہ غلام آپ کا ہے؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں یہ غلام میرا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا: یہ اونٹنی بھی آپ ہی کی ہے؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں اونٹنی بھی ہماری ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ خط پیش فرمایا اور پوچھا: کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں اور خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹنی آپ کی اور خط پر مہر بھی آپ کی جسے آپ ہی کا غلام یہاں سے لے کر جا رہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا: نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر اپنی برات ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المومنین کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجیے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ غیظ وغضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے۔ حالانکہ تحریر سے یقین کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ الخط یشبہ الخط۔ یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا۔ علاوہ اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابہ کرام ان کے یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خط اُنہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔

اس بات پر لوگوں نے ناراض ہو کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ پانی تک ان کے گھر نہ پہنچنے دیا۔

اس کے بعد جب حضرت علی کو خبر ہوئی کہ لوگ حضرت عثمان غنی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اپنے بیٹوں کو تلواریں دے کر فرمایا کہ جاؤ اور حضرت عثمان کے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو ان تک نہ پہنچنے دینا۔ اسی طرح حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ کرام نے بھی اپنے صاحبزادوں کو بھیج دیا تاکہ وہ لوگوں کو حضرت عثمان تک نہ پہنچنے دیں۔ ان کی ہمت دیکھ کر شر پسندوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔

ایک تیر حضرت امام حسن کو لگا ایک تیر گھر میں موجود مروان کو لگا۔ حضرت طلحہ کے صاحبزادے محمد بھی زخمی ہو گئے۔ اور حضرت علی کے غلام قنبر بھی زخمی ہوئے حضرت امام حسن کو زخمی دیکھ کر محمد بن ابو بکر نے دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر بنو ہاشم نے امام حسن کو زخمی دیکھ لیا تو ہمارے لیے نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا اور ہمارا منصوبہ خراب ہو جائے گا۔ اس لیے تم میرے ساتھ آؤ ہم دیوار پھلانگ کر اندر جائیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔

چنانچہ محمد بن ابو بکر اور ان کے ساتھی ایک انصاری کے گھر سے پھلانگ کر حضرت عثمان کے گھر داخل ہو گئے۔ ان کی اہلیہ اندر موجود تھیں۔ محمد بن ابو بکر نے دونوں سے کہا کہ "ٹھہرو میں اندر جا کر ان پر قابو پا لوں پھر تم لوگ اندر آ کر انہیں قتل کر دینا۔ پھر محمد بن ابو بکر نے اندر جا کر آپ کی داڑھی پکڑ لی تو حضرت عثمان نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تمہارے والد تمہیں ایسا کرتے دیکھ لیتے تو ضرور ناراض ہوتے یہ سنتے ہی اس نے آپ کی داڑھی کو چھوڑ دیا۔

اسی دوران دوسرے دونوں آدمی اندر داخل ہوئے۔ اور آپ پر حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ پھر وہ بھاگ کر اسی راستے سے واپس چلے گئے آپ کی اہلیہ نے چھت پر جا کر لوگوں سے کہا: کہ اے لوگو! امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اندر جا کر دیکھا تو حضرت عثمان غنی خون میں لت پت تھے اور شہید ہو چکے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں "حش کوکب" کے مقام پر دفن کیا گیا۔

اولیاتِ عثمان غنی: امام عسکری اوائل میں لکھتے ہیں کہ جاگیریں سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر کیں، چراگاہیں رکھنے کا دستور آپ نے جاری کیا، تکبیر میں سب سے پہلے آپ نے آواز کو پست کیا، سب سے پہلے آپ نے مسجد کی لپائی کرائی، جمعہ کی پہلی اذان آپ نے شروع کی، موذنوں کی تنخواہیں آپ نے مقرر کیں، سب سے قبل آپ نے از خود زکوۃ نکالنے کا حکم دیا اور آپ ہی سب سے پہلے والدہ کی موجودگی میں خلیفہ بنے۔ نماز عید کا خطبہ سب سے پہلے دیا، پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

آپ نے مسجد میں مقصورہ بنوایا۔ آپ نے اپنی زوجہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ آپ نے لوگوں کو قرآن کی ایک قرات پر اکٹھا کیا۔ آپ کے دور خلافت میں امت میں پہلی بار اختلاف پیدا ہوا۔

(ب) حضرت عمر کی موافقات: حضرت عمر کی موافقات بیس سے زائد ہیں۔ ابن مردویہ نے مجاہد کا یہ بیان نقل کیا ہے: حضرت عمر کی جو رائے ہوتی تھی قرآن اس کی موافقت نازل ہوتا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت عمر کا یہ بیان نقل ہے کہ میرے پروردگار نے تین امور میں میری موافقت فرمائی:

☆ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی: "تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو"۔

☆ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں تو اگر آپ اپنی ازواج کو پردے کا حکم دے دیں تو پردے کے حکم کے بارے میں آیت نازل ہوگئی۔

☆ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج آپ کو خرچ کے حوالے سے شکایت کرنے کے لیے اکٹھی ہوگئیں تو میں نے کہا: اگر وہ تمہیں طلاق دے دیتے ہیں تو عنقریب ان کا پروردگار انہیں تم سے بہتر بیویاں دے گا۔ قرآن کی آیت بھی انہی الفاظ میں نازل ہوئی۔

☆ آپ نے دعا کی: اے اللہ! شراب کی حرمت سے متعلق ہمارے لیے واضح وشافی حکم نازل فرمادے تو اللہ نے اس کی حرمت کا حکم نازل کیا۔

☆ جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو آپ کو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے بلوایا۔ آپ تشریف لے جانے کے لیے اٹھنے لگے تو میں بھی اٹھا میرے ذہن میں الجھن تھی میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے دشمن کی نماز جنازہ ادا کریں گے؟ تو اس کے تھوڑی دیر بعد یہ آیت نازل ہوگئی: "ان میں سے جو بھی مرجائے تم کبھی اس کی نماز جنازہ میں نہ جانا"۔

☆ غزوہ بدر کے موقع پر آپ نے جنگ کے لیے اصحاب سے مشورہ لیا تو حضرت عمر نے آبادی سے باہر لڑنے کا مشورہ دیا' تو اسی موافقت سے یہ آیت نازل ہوئی" جیسا کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں حق کے ہمراہ تمہارے گھر سے نکالا"۔

☆ واقعہ افک کے بارے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا تو حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کے ساتھ آپ کا نکاح کس نے کروایا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ تو حضرت عمر نے عرض کی: تو کیا آپ یہ گمان رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں عیب سے آپ کو ناواقف رکھے گا۔ تو بعد میں انہی الفاظ میں یہ آیت نازل ہوئی: "تیری ذات پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے"۔

☆ حضرت عمر نے رات کے وقت ماہ رمضان میں اپنی اہلیہ سے صحبت کرلی ابتدائے اسلام میں یہ منع

تھا تو یہ آیت نازل ہوئی: "تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں حلال قرار دیا گیا ہے"۔

☆ ایک بار ایک یہودی حضرت عمر سے مل کر بولا تمہارے آقا تو حضرت جبریل کا بہت ذکر کرتے ہیں حالانکہ وہ کفار کے دشمن ہیں تو حضرت عمر نے کہا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کا رسولوں کا جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے"۔ بعد میں قرآن مجید کی آیت انہی الفاظ میں نازل ہوئی۔

☆ ایک یہودی اور ایک منافق اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق شخص بولا۔ آؤ عمر کے پاس چلتے ہیں وہ اس کے بارے میں درست فیصلہ فرمائیں گے۔ وہ دونوں حضرت عمر کے پاس گئے اور سارا واقعہ سنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ حضرت عمر بولے ٹھہرو! میں آتا ہوں۔ پھر آپ اندر گئے اور تلوار لے کر اس منافق کو واصل جہنم کر دیا۔ یہودی بھاگ کر آپ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ عمر نے میرے مخالف کو قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نہیں گمان کہ وہ (عمر) کسی مومن کو قتل کر سکتا ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی "تمہارے پروردگار کی قسم! وہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے...... الخ"۔ اس آیت کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو بری کر دیا۔

**سوال نمبر ۶:- (الف) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اخبار، قضایا اور کلمات حکمت پر مضمون قلمبند کریں؟**

**(ب) خلفاء راشدین کے ادوارِ خلافت بالترتیب لکھیں؟**

**جوابات: (الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اخبار:**

i- جاہل کی بدگمانی ہے۔

ii- قریب وہ شخص ہوتا ہے جس کی محبت تمہیں اس کے قریب کر دے۔ اگرچہ اس سے نسب کا تعلق دور کا ہو۔ اور دور وہ شخص ہوتا ہے جس کی دشمنی تمہیں دور کر دے اگر چہ وہ نسب کے اعتبار سے تمہارا قریبی ہو۔

iii- صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے، جو سر کا جسم کے ساتھ ہے جب صبر رخصت ہو جاتا ہے، تو سمجھ لینا کہ ایمان بھی رخصت ہو جاتا۔

iv- انار کو اس کی جھلی کے ساتھ کھایا کرو، کیونکہ یہ معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔

v- جب تم سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو، تو اس

کے بارے میں پوچھے جس میں علم نہ ہو تو کہو کہ "اللہ بہتر جانتا ہے"۔

آپ کے فیصلے:

☆ ایک بار ایک شخص کو حضرت علی کے پاس لایا گیا جس کے خلاف دو آدمیوں نے اس بات کی گواہی دی تھی کہ اس نے چوری کی ہے، حضرت علی اس دوران کسی اور معاملے میں مصروف ہو گئے اس کے بعد آپ نے ان جھوٹے گواہوں کو ڈرایا دھمکایا اور فرمایا: اگر کوئی جھوٹا گواہ میرے پاس لایا گیا تو میں اسے سخت سزا دوں گا۔ اس کے بعد حضرت علی نے ان دونوں کو بلوایا تو وہ بھاگ گئے تو حضرت علی نے دونوں کو بری کر دیا۔

☆ ایک شخص ایک آدمی کو لے کر حضرت علی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس نے خواب میں میری ماں سے زنا کیا ہے، تو حضرت علی نے فرمایا: تم اسے لے جا کر دھوپ میں کھڑا کرو اور اس کے سائے کو کوڑے مارو۔

آپ کے حکمت آموز کلمات:

i- سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں: زیادہ غضب، چھینک آنا، جمائی کا آنا، قے، نکسیر، پیشاب و پاخانہ اور ذکر الٰہی کے وقت نیند کا آنا۔

ii- تیرا عالم کو سنانا یا عالم کا تجھے سنانا دونوں برابر ہیں۔

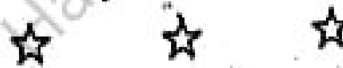
iii- لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن آدمی ادنیٰ غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔

iv- جو لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ اپنے لیے جو بات پسند کرے وہی دوسروں کے لیے پسند کرے۔

v- قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو، کوئی عمل بغیر تقویٰ کے قبول نہیں ہوتا۔

(ب) خلفاء راشدین کے ادوار خلافت:

| خلیفہ کا نام | مدت خلافت |
|---|---|
| حضرت ابوبکر صدیق | دو سال سات مہینے |
| حضرت عمر | دس سال چھ مہینے |
| حضرت عثمان غنی | بارہ سال |
| حضرت علی | چار سال نو مہینے |
| حضرت حسن بن علی | چھ مہینے |



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اہل السنۃ) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے ۔ سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1444ھ 2024ء

وقت: تین گھنٹے | چھٹا پرچہ: بلاغت | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:۔ والمراد بصدق الخبر مطابقته للواقع و بكذبه عدم مطابقته له و لكل جملة ركنان .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) جملہ کے دونوں ارکان اور ان کے نام مع امثلہ لکھیں؟

(ج) "علی مقیم" اس جملہ میں صدق وکذب کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (الف) علم معانی کی تعریف اور ابواب کے نام لکھیں؟

(ب) هل بسيطه و مركبه کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ج) فصاحت کا لغوی معنی لکھ کر اس کی اقسام کے نام تحریر کریں؟

سوال نمبر 3:۔ فلا بد من تقديم هٰذا على ذاك من داع يوجبه .

(الف) دواعی تقدیم میں سے کوئی سے پانچ لکھیں؟

(ب) تعریف بالموصول کی چار اغراض تحریر کریں؟

(ج) حکم مطلق ومقید کی تعریفات وامثلہ بیان کریں؟

سوال نمبر4:۔ والاصل في الخبر ان يلقى لا فادة المخاطب الحكم .

(الف) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی وضاحت کریں؟

(ب) خبر کی دیگر اغراض میں سے پانچ تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟

استعارہ | مجاز عقلی | ایجاز | غرابت

☆ ☆ ☆

# درجہ خاصہ (سالِ اوّل) برائے طلباء 2024ء

پہلا پرچہ: بلاغت

سوال نمبرا:- وَالْمُرَادُ بِصِدْقِ الْخَبَرِ مُطَابَقَتُهُ لِلْوَاقِعِ وَ بِكِذْبِهٖ عَدَمُ مُطَابَقَتِهٖ لَهٗ وَلِكُلِّ جُمْلَةٍ رُكْنَانِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) جملہ کے دونوں ارکان اور ان کے نام مع امثلہ لکھیں؟

(ج) ''علی مقیم'' اس جملہ میں صدق وکذب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

اُردو ترجمہ: صدق خبر سے مراد خبر کے حکم کا واقع کے مطابق ہونا ہے۔ کذب خبر سے مراد خبر کے حکم کا واقع کے مطابق نہ ہونا اور ہر جملے کے دو رکن ہوتے ہیں۔

(ب) جملے کے ارکان:

۱۔ محکوم علیہ ۲۔ محکوم بہ

اول کی مثال جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ

دوم کی مثال جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ

(ج) علی مقیم کی وضاحت: ''عَلِیٌّ مُقِیْمٌ'' یہ اس جملے میں مفہوم ہونے والی نسبت اگر واقع اور خارج کے مطابق ہے کہ خارج میں بھی علی مقیم ہے تو یہ جملہ سچا ہوگا۔ اس جملہ سے مفہوم ہونے والی نسبت واقع وخارج کے مطابق نہیں تو یہ جھوٹا ہوگا۔

سوال نمبر۲:- (الف) علم معانی کی تعریف اور ابواب کے نام لکھیں؟

(ب) ہل بسیطہ و مرکبہ کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ج) فصاحت کا لغوی معنیٰ لکھ کر اس کی اقسام کے نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے باعث لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضی الحال کے مطابق کر دیں۔

ابواب کے نام: علم معانی کے آٹھ ابواب ہیں۔

۱۔ خبر وانشاء ۲۔ ذکر وحذف ۳۔ تقدیم وتاخیر

۴۔ تعریف و تنکیر   ۵۔ اطلاق و تقیید   ۶۔ [illegible]

۷۔ قصر   ۸۔ ایجاز، اطناب، مساوات

(ب) ھل بسیطہ کی تعریف اگر ھل کے ذریعے [illegible] جائے تو اسے ھل بسیطہ کہتے ہیں جیسے ھَلِ الْعَنْقَاءُ مَوْجُوْدَۃٌ؟

ھل مرکبہ کی تعریف: اگر ھل کے ذریعے کسی شی کی [illegible] جائے تو اسے ھل مرکبہ کہتے ہیں جیسے ھَلْ تَبِیْضُ الْعَنْقَاءُ وَ تُفْرِخُ؟

(ج) فصاحت کا لغوی معنی: بیان اور ظہور

اقسام: الفصاحۃ فی الکلمۃ، الفصاحۃ فی الکلام، الفصاحۃ فی المتکلم

سوال نمبر۳:- فلا بد من تقدیم ھذا علی ذاک من داع یوجبہ.

(الف) دواعی تقدیم میں سے کوئی سے پانچ لکھیں؟

(ب) تعریف بالموصول کی چار اغراض تحریر کریں؟

(ج) حکم مطلق و مقید کی تعریفات و امثلہ بیان کریں؟

جواب: (الف) پانچ دواعی تقدیم:

۱۔ متاخر کی طرف شوق دلانا

۲۔ جلد خوشخبری دینا

۳۔ جلد بری خبر دینا

۴۔ مقدم کا محل انکار ہونا

۵۔ ترتیب وجودی کی رعایت

مذکورہ پانچ امور تقاضا کرتے ہیں کہ مسند الیہ کو مقدم کیا جائے۔

(ب) تعریف بالموصول کی چار اغراض:

۱۔ علت بیان کرنا

۲۔ مخاطب کے غیر سے معاملہ چھپانا

۳۔ خطاء پر خبردار کرنا

۴۔ محکوم بہ کی ہولناکی بیان کرنا

۵۔ مذاق کرنا

مذکورہ پانچ امور کی وجہ سے مسند الیہ کو موصول کے ساتھ معرفہ کیا جاتا ہے۔

(ج) حکم مطلق کی تعریف:

یہ ہے کہ جملے سے صرف مسند اور مسند الیہ کے ذکر پر اکتفاء کیا جائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ۔

حکم مقید کی تعریف: یہ ہے کہ جملے میں مسند اور مسند الیہ کے ساتھ ساتھ کسی شئی کا بھی اضافہ کیا جائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

سوال نمبر ۴:- والاصل فی الخبر ان یلقی لافادة المخاطب الحکم۔

(الف) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی وضاحت کریں؟

(ب) خبر کی دیگر اغراض میں سے پانچ تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

استعارہ، مجاز عقلی، ایجاز، غرابت

جواب: (الف) فائدہ خبر کی تعریف: جب خبر سے مقصود مخاطب کو حکم کا فائدہ دینا ہو تو اسے فائدہ خبر کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اس کو کہنا جو قیام زید کو نہیں جانتا۔

لازم فائدہ خبر: جب خبر سے مقصود مخاطب کو مخبر کے عالم بالحکم ہونے کا فائدہ دینا ہو تو اسے لازم فائدہ خبر کہتے ہیں جیسے حافظ توراۃ کو "قَدْ حَفِظْتَ التَّوْرَاةَ" کہنا۔

(ب) خبر کی دیگر پانچ اغراض:

(۱) رحم طلب کرنا (۲) کمزوری کا اظہار کرنا

(۳) حسرت کا اظہار کرنا (۴) خواہش کا اظہار کرنا

(۵) ڈانٹ کرنا

(ج) تعریفات:

استعارہ: استعارہ وہ مجاز ہے جس میں مشابہت کا علاقہ و تعلق ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ "کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ"۔

مجاز عقلی: فعل کا یا معنی فعل کا اسناد غیر ماھولہ کی طرف کرنا جیسے عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ

ایجاز: معنی مرادی کو کم عبارت کے ساتھ ادا کرنا جیسے قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰى حَبِیْبٍ وَ مَنْزِلِ

غرابت: کلمہ کا معنی ظاہر نہ ہونا جیسے تَكَأْكَأْتُمْ۔

☆ ☆ ☆

تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء 2025

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

# نورانی گائیڈ

## حل شدہ پرچہ جات

درجہ خاصہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے — پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں جزوی رعایت موجود ہے۔

### حصہ اوّل ...... ترجمہ قرآن

سوال نمبر ۱:۔ درج ذیل اجزاء میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○

(۲) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

(۳) وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّىْ عَمَلِىْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(۴) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(۵) فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○

(۶) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ○

سوال نمبر 2:۔ درج ذیل الفاظ میں سے دس کے معانی لکھیں؟

(۱) نَصَرَكُمْ (۲) قَاتِلُوْا (۳) اَلسُّفْلٰى (۴) مَتٰعُوْنَ

(۵) يُنْفِقُوْنَ (۶) اَلْاَنْهٰرُ (۷) اَحْمِلُكُمْ (۸) عَجَبًا
(۹) حَصِيْدًا (۱۰) اَلْقُوْا (۱۱) فَخُوْرٌ (۱۲) زَوْجَيْنِ

**حصہ دوم ...... رياض الصالحين**

سوال نمبر3:۔ درج ذیل میں سے تین اجزاء کا ترجمہ کریں اور کسی ایک پر اعراب لگائیں؟

(۱) عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا تکلم بکلمة اعادها ثلاثا حتّٰی تفهم عنه و اذا اتی علی قوم فسلم علیهم سلم علیهم ثلاثا ۔

(۲) عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و اذا دعی احد کم فلیجب فان کان صائما فلیصل و ان کان مفطرا فَلْیطعم ۔

(۳) عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الا سبال فی الازار و القمیص و العمامة من جر شیئا خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة ۔

(۴) عن ابی هریره رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال و حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادة المریض و اتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس ۔

(۵) عن ابی قتاده رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان فی سفر فعرس بلیل اضطجع علی یمینه و اذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعیه و وضع راسه علی کفه ۔

سوال نمبر4:۔ کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) اَخَاهُ (۲) اَلْجِدَارُ (۳) اِتَّضَعَ (۴) فَضَحِكَ
(۵) طَعَامُ الْوَاحِدِ (۶) مَوْتَاكُمْ (۷) نَائِمًا (۸) تَذْرِفَانِ
(۹) اَزِيْدُكُمْ (۱۰) يَوْمَ الْخَمِيْسِ (۱۱) شَيْبٌ (۱۲) اَلْمَظْلُوْمُ
(۱۳) تَائِبُوْنَ






# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

## پہلا پرچہ: ترجمہ قرآن وحدیث

**حصہ اوّل ...... ترجمہ قرآن**

سوال نمبر 1:۔ درج ذیل اجزاء میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۝

(۲) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝

(۳) وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّىْ عَمَلِىْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ۝

(۴) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

(۵) فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ۝

(۶) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۝

جواب: قرآنی آیات کا ترجمہ:

ترجمہ(۱): مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد کو آباد کریں جبکہ وہ خود اپنے کفر کے گواہ ہیں۔ان کے تمام اعمال ضائع ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں ہی رہیں گے۔

ترجمہ(۲): بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان پھر اگر وہ منہ پھیر لیں، تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش

کا مالک ہے۔

ترجمہ(۳): اور اگر وہ تمہاری تکذیب کریں تو فرما دیجیے کہ مجھے میرے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تمہیں تمہارے اعمال کا۔ تم میرے اعمال کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے اعمال کا جوابدہ نہیں ہوں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں، تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے اگرچہ کچھ بھی (سنتے) سمجھتے نہ ہوں۔

ترجمہ(۴): کیا یہ کہتا ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنالیا ہے تو تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ(۵): پھر جب انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں پیالہ رکھ دیا۔ پھر ایک منادی نے نداء کی اے قافلے والو! تم چور ہو۔

ترجمہ(۶): جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے تم ان میں بے خوف و خطر سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان کے دلوں کو کینہ سے صاف کر دیا۔ گویا بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے نہ ہی ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

سوال نمبر 2:۔ درج ذیل الفاظ میں سے دس کے معانی لکھیں؟

(۱) نَصَرَكُمْ (۲) قَاتِلُوْا (۳) اَلسُّفْلٰى (۴) سَمّٰعُوْنَ
(۵) يُنْفِقُوْنَ (۶) اَلْاَنْهٰرُ (۷) اَحْمِلُكُمْ (۸) عَجَبًا
(۹) حَصِيْدًا (۱۰) اَلْفَوْا (۱۱) فَخُوْرٌ (۱۲) زَوْجَيْنِ

جواب: الفاظ کے معانی:

۱-مدد کر چکا تمہاری ۲-تم لڑو
۳-پست ۴-سننے والے
۵-وہ خرچ کرتے ہیں ۶-نہریں
۷-میں تمہیں سوار کروں ۸-تعجب
۹-کٹا ہوا ڈھیر ۱۰-ڈالیں
۱۱-فخر کرنے والا ۱۲-میاں بیوی/ جوڑا



حصہ دوم ...... ریاض الصالحین

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل میں سے تین اجزاء کا ترجمہ کریں اور کسی ایک پر اعراب لگائیں؟

(۱) عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا تکلم بکلمة اعادها ثلاثا حتی تفهم عنه و اذا اتی علی قوم فسلم علیهم سلم علیهم ثلاثا .

(۲) عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم و اذا دعی احد کم فلیجب فان کان صائما فلیصل و ان کان مفطرا فلیطعم .

(۳) عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الاسبال فی الازار و القمیص و العمامة من جر شیئا خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة .

(۴) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال و حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادة المریض و اتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس .

(۵) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ .

جواب: ترجمہ احادیث مبارکہ:

ترجمہ(۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرماتے، تو اسے تین بار لوٹاتے تاکہ آپ سے سمجھی جاسکے اور جب کسی قوم کی طرف تشریف لے جاتے، تو انہیں تین مرتبہ سلام کرتے۔

ترجمہ(۲): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے، تو اسے قبول کرنا چاہیے۔ اگر روزہ دار ہو تو دعائے برکت دے اور غیر روزہ دار ہو تو کھانا کھالے۔

ترجمہ(۳): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند لٹکانا، قمیص اور پگڑی سب میں ہوتا ہے۔ جس نے تکبر کے ساتھ کسی چیز کو لٹکایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

ترجمہ (۴): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کی پیروی کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

ترجمہ (۵): حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر قیام فرماتے، تو رات کے وقت دائیں پہلو پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ پہلے قیام کرتے، تو کہنی کے بل تھوڑا سا ٹیک لگا کر بیٹھتے اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے۔

اعراب: سوالیہ حصہ میں حدیث نمبر 5 پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

سوال نمبر 4: ۔ کوئی سے دس الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) اَخَاهُ (۲) اَلْجِدَارُ (۳) لَتَضَعُ (۴) فَضَحِكَ

(۵) طَعَامُ الْوَاحِدِ (۶) مَوْتَاكُمْ (۷) نَائِمًا (۸) تَخْدُرَقَانِ

(۹) اُزِيْدُكُمْ (۱۰) يَوْمَ الْخَمِيْسِ (۱۱) شَيْبٌ (۱۲) اَلْمَظْلُوْمُ

(۱۳) تَائِبُوْنَ

جواب: الفاظ کے معانی:

۱- اس کا بھائی

۲- دیوار

۳- ضرور تو رکھ

۴- تو وہ ہنس پڑا

۵- ایک کا کھانا

۶- اپنے مردوں کو

۷- سونا

۸- آنکھوں کا نیلا پڑ جانا

۹- میں تمہارے لیے بڑھا دوں گا

۱۰- جمعرات کا دن

۱۱- بڑھاپا/ ملانا

۱۲- مظلوم (جس پر ناحق ظلم کیا جائے)

۱۳- وہ رجوع کرتے ہیں

☆ ☆ ☆



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے-سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے دوسرا پرچہ: عقائد و مطالعہ مذاہب کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں جبکہ جزوی رعایت ہر سوال میں موجود ہے۔

### العقائد و المسائل

سوال نمبر 1: ۔ جزء الف لازمی حل کریں باقی میں سے کوئی دو اجزاء حل کریں۔

(الف) درج ذ[illegible] ب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

قال بعض العلماء و ادل دليل على ان الميت ينفع الحى ايضا ما وقع لسيدنا الرسول صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى به حين فرض الله عليه و على امته خمسين صلوة فاشار عليه سيدنا موسىٰ عليه السلام بان يراجع ربه و يساله التخفيف كما ورد فى الصحيح .

(ب) انگوٹھے چومنا، گلے میں تعویذ ڈالنا، غیر اللہ کی قسم اٹھانا، ان کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

(ج) توسل، استغاثہ، تبرک بآثار الصالحین ان کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

(د) زیارت قبور، قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا، ایصال ثواب، ان کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

### رد الرفضه

سوال نمبر 2: ۔ درج ذیل اجزاء میں سے کوئی تین حل کریں۔

من انكر امامة ابى بكر الصديق رضى الله عنه فهو كافر و على قول بعضهم هو مبتدع و ليس بكافر و الصحيح انه كافر و كذلك ومن انكر خلافة عمر رضى الله عنه فى اصح الاقوال .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مبتدع اور بدمذہب سے کون لوگ مراد ہیں اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟

(د) سنی المذہب فوت ہو جائے تو رافضی تبرائی کو وراثت سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ مدلل لکھیں؟

**رد قادیانیت**

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل اجزاء میں سے کوئی دو حل کریں۔

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دو آیات مقدسہ مع استدلال لکھیں؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دو احادیث مع استدلال لکھیں؟

(ج) منکرین ختم نبوت کا اجمالی جائزہ پیش کریں؟

☆ ☆ ☆

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

دوسرا پرچہ: عقائد و مطالعہ مذاہب

**العقائد و المسائل**

سوال نمبر 1:۔ جزء الف لازمی حل کریں باقی میں سے کوئی دو اجزاء حل کریں؟

(الف) درج ذیل عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ وَاَدَلُّ دَلِيْلٍ عَلٰى اَنَّ الْمَيِّتَ يَنْفَعُ الْحَيَّ اَيْضًا مَا وَقَعَ لِسَيِّدِنَا الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ حِيْنَ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اُمَّتِهٖ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَاَشَارَ عَلَيْهِ سَيِّدُنَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَنْ يُّرَاجِعَ رَبَّهٗ وَ يَسْاَلَهُ التَّخْفِيْفَ كَمَا وَرَدَ فِي الصَّحِيْحِ .

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: بعض علماء نے فرمایا کہ میت کی طرف سے زندہ کو فائدہ پہنچانے کی قوی دلیل وہ واقعہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں پیش آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی، تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے رب سے رجوع کریں اور تخفیف کا سوال کریں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔



(ب) انگوٹھے چومنا، گلے میں تعویذ ڈالنا اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا، ان کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: **مذکورہ مسائل کا شرعی حکم اور دلیل:**

۱۔ انگوٹھے چومنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا جائز و مستحب ہے۔

دلیل: علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

پہلی شہادت سننے کے وقت یہ کہنا مستحب ہے: صلی اللہ علیک یا رسول اللہ! اور دوسری شہادت کے وقت انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر یہ کہنا مستحب ہے: قرۃ عینی بک یا رسول اللہ! پھر کہے اللّٰھم متعنی بالسمع و البصیر (ایسا کرنے والے کے لیے) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جانے کی قیادت فرمائیں گے۔

۲۔ گلے میں تعویذ ڈالنا: جن تعویذات پر نا معلوم معانی والے اسماء نہ ہوں ان کا انسانوں یا جانوروں کے گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ یہی صحیح مذہب ہی اور محققین علماء کا بھی اسی پر اتفاق ہے۔

دلیل: ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل سے مصیبت نازل ہونے کے بعد گلے میں تعویذ ڈالنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ غیر اللہ کی قسم اٹھانا: بعض علماء نے نزدیک غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ اور بعض علماء کے نزدیک حرام ہے۔

دلیل: حدیث مبارکہ میں ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے شرک کیا''۔

(ج) توسل، استغاثہ اور تبرک بآثار الصالحین کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: توسل کا حکم اور دلیل: توسل کا مطلب ہے کہ اللہ کی محبوب ہستیوں کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے اور توسل جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی قحط واقع ہوتا، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگتے اور عرض کرتے: ''اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا۔ اب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو ہمیں بارش عطاء فرما۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

استغاثہ کا حکم اور دلیل: استغاثہ جائز ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو، تو کہے: یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

تبرک بآثار صالحین کا حکم اور دلیل: تبرک بآثار صالحین جائز بلکہ مستحب ہے اور اس پر تمام علماء اسلام متفق ہیں اس کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس طیالسی جبہ تھا انہوں نے وہ نکالا اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے بیماروں کے لیے دھوتی ہیں اس کی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

(د) زیادت قبور، قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا اور ایصال ثواب، ان کا شرعی حکم مع ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: زیارت قبور کا حکم اور دلیل: انبیاء کرام، اولیاء کرام اور دوسروں کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کی طرف سفر کر کے جانا مستحب ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اسلام کی ابتداء میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے یہ ممانعت منسوخ ہوگئی۔

زیارت قبور پر دلائل: صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی نے اس روایت میں اضافہ کیا ہے کہ زیارت قبور دلوں کو نرم آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تمہارے پاس وہ اجر آنے والا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد کی مغفرت فرما۔

قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا: اہل قبور کے لیے مسلمانوں کا ہر عمل خواہ وہ قرآن پاک کی تلاوت ہو یا کلمہ طیبہ کا ورد حق اور درست ہے اور علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث



مبارکہ ہے جسے امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں پر سورۂ یاسین پڑھو۔

ایصال ثواب کا حکم اور دلیل: اہل سنت و جماعت اور علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زندوں کا صدقہ کرنا اصحاب قبور کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے اور انہیں پہنچتا ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہو گیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُسے فائدہ دے گا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! (صحیح مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی! میری ماں فوت ہو چکی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اگر وہ حیات ہوتیں تو صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں، تو ان کو فائدہ دے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور بہترین صدقہ پانی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

## حصہ دوم ...... رد الرفضہ

سوال نمبر 2:۔ درج ذیل اجزاء میں سے کوئی تین حل کریں؟

مَنْ اَنْكَرَ اِمَامَةَ اَبِیْ بَكْرٍ ﹰ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهُوَ كَافِرٌ وَ عَلٰی قَوْلِ بَعْضِهِمْ هُوَ مُبْتَدِعٌ وَ لَيْسَ بِكَافِرٍ وَ الصَّحِيْحُ اَنَّهٗ كَافِرٌ وَكَذٰلِكَ وَمَنْ اَنْكَرَ خَلَافَةَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ اَصَحِّ الْاَقْوَالِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

جواب: اعراب: سوالیہ حصہ پر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: امامت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے، بعض نے کہا: وہ مبتدع ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح خلافت عمر رضی اللہ عنہ کا منکر بھی صحیح اقوال میں کافر ہے۔

(ب) مبتدع اور بد مذہب سے کون لوگ مراد ہیں ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مبتدع: مبتدع ایسے شخص کو کہتے ہیں جو دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرے، جس کا ثبوت قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے نہ ملتا ہو۔

بد مذہب: بد مذہب سے مراد وہ ہے جو کسی بات میں اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا

ہو۔

ان کی اقتداء میں نماز کا حکم: ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا کراہت کے ساتھ جائز ہے جب اس کا عقیدہ اہل سنت نزدیک کفر تک نہ پہنچے اور اگر کفر تک پہنچے تو اصلاً جائز نہیں۔

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟

جواب: قرآن میں تحریف کا واقع ہونا یا نا ہونا: سورہ حجر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ o

ترجمہ: ''بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا اور بے شک بالیقین ہم اس کے محافظ ہیں۔''

لہٰذا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ یا اہل سنت نے قرآن کو گھٹا دیا ہے' یا اس میں سے کچھ لفظ بدل دیئے' یا یہ کہتے ہیں کہ یہ نقص وتبدیلی اگرچہ یقینی نہیں مگر محتمل ضرور ہے۔ جو کوئی بھی قرآن کریم میں زیارت یا نقص یا تبدیلی کے تصرف انسان کا دخل جانے' یا اسے محتمل جانے بالاجماع مرتد وکافر ہے، کیونکہ وہ صراحتاً قرآن کریم کو جھٹلا رہا ہے۔

(د) سنی المذہب فوت ہو جائے' تو رافضی تبرائی کو وراثت سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ مدلل لکھیں؟

جواب: سنی المذہب کی وراثت سے رافضی تبرائی کا حصہ: رافضی کو اس کے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر کہنا واجب ہے، روافض زمانہ صرف تبرائی ہی نہیں بلکہ ضروریات دین کے منکر بھی ہیں۔ بالاجماع یہ مرتد کافر ہیں۔ مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں۔ مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا بھی ترکہ ہرگز اسے نہیں پہنچتا۔ ''عالمگیری'' جلد ۶ صفحہ ۴۵۵ میں لکھا ہے:

المرتد لا يرث مسلم و لا من مرتد مثله كذا في "المحيط" .

حصہ سوم ..... رد قادیانیت

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل اجزاء میں سے کوئی دو حل کریں؟

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دو آیات مقدسہ مع استدلال لکھیں؟

جواب: ختم نبوت پر دو آیات مع استدلال:

آیت نمبر ۱: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: ۳)



ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

استدلال: اس آیت مبارکہ کے مطابق آپ پر دین کامل اور تمام ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا صرف اسی وقت ممکن ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین یا شریعت میں کوئی کمی ہوتی۔ جس کمی کو پورا کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی آتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن ہی نہیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں۔

آیت نمبر ۲: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا: ۲۸)

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ (رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے/لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا (جنت کی) اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔''

استدلال: اس ایت مبارکہ میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کو بھیجنا مقصود ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ آپ تمام لوگوں کے رسول ہیں۔ اگر کسی اور نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے، تو لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے ہیں اور بعض کے لیے نہیں اور رسول آئے گا، تو آیت کاذب ہو جائے گی قرآن کریم کا کاذب ہونا محال ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دو احادیث مع استدلال لکھیں؟

جواب: احادیث مع استدلال:

حدیث نمبر ۱: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخری میں ہوں۔

(کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۱۶-۳۲۱۲۶)

حدیث نمبر ۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے

ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۷۰۶، صحیح مسلم، رقم الحدیث ۲۴۰۴، سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۳۱)

ان دونوں احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اپنی ختم نبوت پر دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، کیونکہ آپ آخرالانبیاء ہیں۔

(ج) منکرین ختم نبوت کا اجمالی جائزہ پیش کریں؟

جواب: منکرین ختم نبوت کا اجمالی جائزہ: اس وقت دنیا میں ختم نبوت کے منکروں میں بہائی اور قادیانی ہیں، یا امریکہ میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کی نسبت قادیانیوں کی تعداد زیادہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔

ان کے دو فرقے ہیں۔ ایک مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول مانتا ہے جبکہ دوسرا اسے مجدد اور محدث مانتا ہے اس کو لاہور جماعت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مرزا کو وحی اور الہام میں اشتباہ ہو گیا ہے اور قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور ان کے نزدیک جو بھی مرزا کی نبوت کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا، وہ لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال ہوئی تو اس پر زور وشور سے مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔

۱۸۸۰ء میں یہ ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا اور پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اسے الہام کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہونے کا جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، وہ غلط ہے۔ اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا۔

۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں، پھر اس نے خود کو مسیح کی مثل اور مسیح موعود کہا۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ۱۹۰۸ء تک پر اسی دعویٰ پر قائم رہا۔ اسی سال کی عمر میں قئے اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

ان ۔م عنوانات پر وفیسر محمد الیاس برنی نے اپنی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' میں مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر صنادید مرزائیوں کی تصانیف کے حوالوں سے لکھا ہے۔ جس میں خود مرزا احمد نے اور دیگر صنادید مرزائیوں نے مرزا کے محدث ہونے، مثل مسیح اور مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور ختم نبوت کا انکار اور اقرار کرنا واضح کیا۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

# سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے ـ سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے تیسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوالات حل کریں۔

### قسم اوّل ...... فقه

سوال نمبر 1:۔ فاذا حصل الايجاب و القبول لزم البيع و لاخيار لواحد منهما الامن عيب اوعدم رؤية .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مرابحہ اور خیار رؤیت کی تعریفات اور ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟

(ج) ایجاب اور قبول کے لیے کون سا صیغہ لازمی ہے۔

سوال نمبر 2:۔ السلم جائز في المكيلات و الموزونات و المعدودات التي لاتتفاوت كالجوز و البيض و المذروعات .

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں نیز سلم کے صحیح ہونے کی شرائط لکھیں؟

(ب) شفعہ کے واجب ہونے کی کتنی صورتیں ہیں؟

(ج) اجارہ کی تعریف اور اجارہ میں منفعت معلوم کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

سوال نمبر 3:۔ (الف) مقدار رضاعت اور مدت رضاعت کی وضاحت کریں؟ نیز اختلاف آئمہ بھی ذکر کریں۔

(ب) طلاق احسن، طلاق حسن اور طلاق بدعہ کی وضاحت سپرد قلم کریں؟

### قسم ثانی اصول فقه

سوال نمبر 4:۔ (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات کریں نیز مثالوں سے ان کے درمیان فرق واضح کریں؟

(ب) عام اور خاص کو تعریفات اور ہر ایک کی کتاب اللہ سے مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر 5:۔(الف) متقابلات سے مراد کونسی اقسام ہیں کوئی دو کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) اصول الشاشی کس فن کی کتاب ہے؟

سوال نمبر 6:۔(الف) حقیقت کی تعریف کر کے اس کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) اصول فقہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟

☆ ☆ ☆

# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

## تیسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ

### قسم اوّل ...... فقہ

سوال نمبر 1:۔فاذا حصل الایجاب و القبول لزم البیع و لاخیار لواحد منهما الامن عیب اوعدم رؤیة .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(الف) فَاِذَا حَصَلَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَیْعُ وَلَاخِیَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا اِلَّا مِنْ عَیْبٍ اَوْ عَدَمِ رُؤْیَةٍ .

جواب: اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: پس جب حاصل ہو جائے ایجاب وقبول تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں مگر عیب یا عدم رؤیت کے سبب (بیع کو ختم کرنے کا)۔

(ب) مرابحہ اور خیار رؤیت کی تعریفات اور ہر ایک کا حکم تحریر کریں؟

جواب: تعریفات اصطلاحات اور ان کا حکم: مرابحہ: بیع مرابحہ سے مراد یہ ہے کہ بائع نے جس قیمت پر پہلی چیز خریدی ہو، اس پر تھوڑا سا منافع بڑھا کر بیان کر دے اور یہ بیع جائز ہے۔

خیار رؤیت: وہ خیار جس میں بیع واقع ہو جاتی ہے اور اس کا حکم بھی لازم ہو جاتا ہے مگر غیر تام اور نامکمل۔ خیار رؤیت بیع میں جائز ہوتا ہے شرعاً اس کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ چیز دیکھنے لینے اور رد کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

(ج) ایجاب اور قبول کے لیے کون سا صیغہ لازمی ہے؟

جواب: لازم صیغہ: ایجاب وقبول کے لیے صیغہ ماضی لازم ہے۔



سوال نمبر 2:۔السلم جائز فی المکیلات و الموزونات و المعدودات التی لاتتفاوت کالجوز و البیض و المذروعات .

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں نیز سلم کے صحیح ہونے کی شرائط لکھیں؟

جواب: مذکورہ عبارت کی وضاحت: بیع سلم کے جائز ہونے کی کچھ صورتیں ہیں جو اس عبارت میں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ صورتیں درج ذیل ہیں:

i- جن چیزوں کو کیل سے ناپ کر بیچا جائے مثلاً گندم اور چاول وغیرہ۔ ان میں بھی بیع سلم جائز ہے۔

ii- جن چیزوں کو تول کر یا اعداد میں گن کر بیچا جاتا ہو مگر شرط یہ ہے کہ ان کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو جیسے اخروٹ اور انڈے وغیرہ تو ان میں بیع سلم جائز ہے۔

iii- جن چیزوں کو ہاتھ یا گز سے ماپ کر بیچا جائے جیسے کپڑا وغیرہ، تو ان میں بھی بیع سلم جائز ہوتی ہے۔

بیع سلم کے صحیح ہونے کی شرطیں:

بیع سلم کے صحیح ہونے کی سات شرطیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

i- عقد میں جنس معلوم ہو
ii- نوع معلوم ہو
iii- صفت معلوم ہو
iv- مقدار معلوم ہو
v- ثمن کی مقدار معلوم ہو
vi- مبیع سپرد کرنے کی جگہ متعین ہو
vii- مبیع حوالے کرنے کی مدت معلوم ہو

(ب) شفعہ کے واجب ہونے کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: شفعہ کے وجوب کی صورتیں: شفعہ کے واجب ہونے کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

i- عقد بیع کے ساتھ شفعہ واجب ہو جاتا ہے۔

ii- گواہ بنانے کی صورت میں بھی شفعہ واجب ہو جاتا ہے۔

(ج) اجارہ کی تعریف اور اجارہ میں منفعت معلوم کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

اجارہ کی تعریف: ایسا عقد جو منافع کے بدلے میں واقع ہو۔

اجارہ میں منفعت معلوم کرنے کے طریقے: اجارہ میں منفعت معلوم کرنے کے طریقے درج

ذیل ہیں:

i- وقت کے ذریعے

ii- نام وعمل کے ذریعے

iii- تعیین واشارہ کرنے کے ذریعے

**سوال نمبر 3:۔ (الف) مقدار رضاعت اور مدت رضاعت کی وضاحت کریں نیز اختلاف آئمہ بھی ذکر کریں؟**

**مقدار رضاعت اور اختلاف آئمہ:** مقدار رضاعت کا مطلب/معنی یہ ہے کہ کتنی مقدار میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔

**آئمہ کا اختلاف:** امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک جتنی مقدار سے صائم کا روزہ ٹوٹ سکتا ہے اگر اتنی ہی مقدار میں بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

ii- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوجائے گی۔

iii- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوجائے گی۔

**مدت رضاعت اور آئمہ کا اختلاف:** مدت رضاعت کا یہ مطلب ہے کہ وہ زمانہ جس میں بچہ دودھ پیتا ہو اور اس کا دودھ چھڑایا نہ گیا ہو۔

**آئمہ کا اختلاف:** مدت رضاعت میں آئمہ کا اختلاف درج ذیل ہے:

i- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہیں اور امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔

ii- صاحبین، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔

**(ب) طلاق احسن، طلاق حسن اور طلاق بدعہ کی وضاحت سپرد قلم کریں؟**

**طلاق احسن کی وضاحت:** طلاق احسن سے مراد یہ ہے کہ مرد، بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں قبل از جماع ایک طلاق رجعی دے دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔

**طلاق حسن کی وضاحت:** طلاق حسن کو طلاق سنت بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مدخول بہا کو تین طہروں میں تین طلاقیں دی جائیں یعنی شوہر اپنی منکوحہ مدخول بہا کو تین متفرق طہر میں



تین طلاق دے۔

**طلاق بدعہ کی وضاحت:** طلاق بدعہ سے مراد یہ ہے کہ شوہر بیوی کو ایک ہی کلمہ سے تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دے۔ ایسا کرنے سے طلاق واقع ہوجائے گی مگر شوہر گناہگار ہوگا اور بیوی اس پر حرام ہوجائے گی۔

### قسم ثانی ...... اصول فقہ

**سوال نمبر 4: (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات کریں نیز مثالوں سے ان کے درمیان فرق واضح کریں؟**

**مطلق:** وہ لفظ جو ذات پر بلا لحاظ اوصاف دلالت کرے۔

**مقید:** وہ لفظ جو ذات پر وصف کے ساتھ دلالت کرے۔

**مثالیں:**

i- "تحریر رقبۃ" مطلق بیان ہے یعنی کفارۂ یمین میں "رقبۃ" کو مومن ہونے کی ساتھ مقید نہیں کیا گیا لیکن جب کفارۂ قتل خطاء کا ذکر ہو تو اس میں "رقبۃ" کو مومنہ کی قید کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔

ii- "وارکعوا مع الراکعین" میں مطلق رکوع کا حکم ہے اور رکوع کا مطلب ہوتا ہے جھکنا یعنی جسے دیکھنے والا کھڑا ہوا نہ جانے/تصور کرے۔

**(ب) عام اور خاص کو تعریفات اور ہر ایک کی کتاب اللہ سے مثال ذکر کریں؟**

**عام کی تعریف ومثال:** وہ لفظ جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً یا معناً شامل ہو جیسے یا ایھا الناس اعبدوا یہاں "الناس" عام ہے۔

**خاص کی تعریف ومثال:** وہ لفظ ہو کسی معلوم معنی یا معلوم مسمّٰی کے لیے انفرادی طور پر واضع کیا گیا ہو جیسے قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم میں "فرضنا علیم" کا لفظ خاص ہے۔

**سوال نمبر 5:۔ (الف) متقابلات سے مراد کونسی اقسام ہیں کوئی دو کی تعریفات تحریر کریں؟**

**متقابلات:** وہ چیزیں جن کا دوسری چیزوں سے تقابل یا تضاد ہو جیسے نص کے مقابلہ میں مشکل وغیرہ اور اس کی چار اقسام ہیں۔

**دو کی تعریفات:**

**مجمل:** جس میں اس قدر خفاء ہو کہ بیان متکلم کے علاوہ وہ کسی غور وفکر سے دور نہ ہو۔

**متشابہ:** جس کی مراد سے امت اس دنیا میں آگاہ نہ ہو سکتی ہو۔

(ب) اصول الشاشی کس فن کی کتاب ہے؟

فن اصول الشاشی: اصول الشاشی اصول فقہ کی کتاب ہے۔

سوال نمبر 6:۔(الف) حقیقت کی تعریف کر کے اس کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: حقیقت کی تعریف: وہ لفظ جو اپنے موضوع لہ کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے اسد حیوان مفترس کے لیے۔

حقیقت کی اقسام مع امثلہ:

i۔ متعذرہ: لفظ کا وہ معنی حقیقی جس پر بغیر مشقت وتعذر کے عمل ممکن نہ ہو۔

مثال: اگر کسی آدمی نے قسم کھائی کہ اس کنوئیں سے پانی نہ پیے گا، تو حقیقی معنی یعنی منہ لگا کر پینا مشکل ہے۔ لہٰذا حقیقت متعذر ہونے کی بناء پر چھوڑ دی اور مجاز پر عمل کیا جائے گا یعنی اس سے مراد چلو سے پانی پینا ہے، اس لیے اگر وہ آدمی منہ لگا کر پی لے تو وہ حانث نہ ہوگا۔

ii۔ مجھورہ: وہ لفظ جس کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا گیا ہو اس پر عمل کرنا مشکل نہ ہو۔

مثال: اگر کسی آدمی نے قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھے گا، تو عرف عام میں قدم رکھنے کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا گیا اور مجازی معنی ''داخل ہونا'' مراد ہے۔

iii۔ مستعملہ: وہ لفظ جس کے حقیقی معنی پر عمل متعذر نہ ہو اور عرف عام میں اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا گیا ہو۔

مثال: اگر حقیقت مستعملہ کے لیے مجاز متعارف نہ ہو، تو امام اعظم کا مؤقف یہ ہے کہ حقیقت پر عمل کرنا بہتر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک مجاز پر عمل بہتر ہے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس گندم سے نہ کھاؤں گا، تو امام اعظم کے نزدیک عین گندم سے کھانے کی صورت میں حانث ہو جائے گا۔ اگر اس گندم کی روٹی بنا کر کھائی تو حانث نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ہر اس شئی کو کھانے سے حانث ہوگا جو گندم سے بنے گی۔

(ب) اصول فقہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟

اصول فقہ کی تعداد: اصول فقہ کی تعداد چار ہے۔

اصول فقہ کے نام: اصول فقہ کے نام یہ ہیں:

i۔ کتاب اللہ ii۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم iii۔ اجماع iv۔ قیاس



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (الف اے۔سال اول)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے چوتھا پرچہ: نحو کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:۔(الف) جمع مکسر منصرف، اسم منقوص اور تثنیہ کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) خبر کے مقدم کرنے کی کوئی تین وجوبی صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

(ج) فاعل کو مقدم کرنے کی صورتیں مع امثلہ قلمبند کریں؟

سوال نمبر 2:۔(الف) مفعول فیہ کی تعریف کریں فی کے مقدر اور ظاہر کرنے کا ضابطہ لکھیں؟

(ب) مفعول مطلق کے فعل ناصب کو کتنے مقامات پر قیاسی طور پر حذف کرنا واجب ہے؟ کوئی ایک مقام مفصل لکھیں؟

(ج) منصوبات کی تعداد بیان کر کے ان کے نام تحریر کریں؟

سوال نمبر 3:۔فان اعملت الاول اضمرت الفاعل فی الثانی و المفعول علی المختار الا ان یمنع مانع فتظهر و قول امراء القیس "کفانی و لم اطلب قلیل من المال" لیس منه لفساد المعنی ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) تنازع الفعلان کی چاروں صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

(ج) امراء القیس کے قول کو تنازع الفعلین کے باب سے قرار دیں تو معنی میں کیا فساد لازم آتا ہے؟

سوال نمبر 4:۔(الف) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

معرب، مبنی، اعراب، عامل، کلام

(ب) عدل کی اقسام مع تعریفات لکھیں؟

☆ ☆ ☆

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

### چوتھا پرچہ: نحو

**سوال نمبر 1:۔(الف)** جمع مکسر منصرف، اسم منقوص اور تثنیہ کا اعراب مع امثلہ تحریر کریں؟

**جواب: اعراب اور مثالیں:**

جمع مکسر منصرف: رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ رِجَالٌ، رَاَیْتُ رِجَالًا، مَرَرْتُ بِرِجَالٍ

اسم منقوص: رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ، رَاَیْتُ الْقَاضِیَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

تثنیہ: رفع الف کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مفتوح نون مکسورہ کے ساتھ جیسے جَاءَ رَجُلَانِ، رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ

(ب) خبر کے مقدم کرنے کی کوئی تین وجوبی صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

تقدیم خبر کے مقامات: چار جگہیں ایسی ہیں جہاں خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا واجب ہے۔

نمبر۱: خبر جب ایسی شئی پر مشتمل ہو، جو صدرِ کلام کو چاہے، اگر مقدم نہ کریں تو اس کی صدارت فوت ہو جائے گی مثلاً اَیْنَ زَیْدٌ

نمبر۲: خبر کی تقدیم جب متبداء کو صحیح بنانے والی ہو جیسے فِی الدَّارِ رَجُلٌ کیونکہ اگر مقدم نہ کریں تو رَجُلٌ کا مبتداء بننا صحیح نہ ہوگا۔

نمبر۳: جب خبر کسی متعلق اور جزء کی مبتداء میں ضمیر ہو جیسے علی التمرۃ مثلھا زبدًا اگر مقدم نہ کریں تو لفظاً اور رتبتاً دونوں طرح اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

نمبر۴: جب اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر مبتداء بنے تو بھی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے۔ گر مقدم نہ کریں تو اَنَّ کاِنَّ کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے عِنْدِیْ اِنَّکَ قَائِمٌ۔

(ج) فاعل کو مقدم کرنے کی صورتیں مع امثلہ قلمبند کریں؟

فاعل کو مقدم کرنے کی صورتیں: چار صورتوں میں فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے۔

۱- جب فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا بھی خوف ہو جیسے ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی۔



۲- جب فاعل ضمیر متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا

۳- جب فاعل کا مفعول اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا ضَرَبَ زَیْدٌ اِلَّا عَمْرًوا۔

۴- جب فاعل مفعول معنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے اِنَّمَا ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

**سوال نمبر 2:۔(الف)** مفعول فیہ کی تعریف کریں فی کے مقدر اور ظاہر کرنے کا ضابطہ لکھیں؟

مفعول فیہ کی تعریف: مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں مذکورہ فعل واقع ہو جیسے ضَرَبْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

تقدیر فی کا ضابطہ: ظرف دو قسم پر ہے (۱) زمان، (۲) مکان۔

ظرف زمان تمام کے تمام فِیْ کے مقدر ہونے کو قبول کرتے ہیں۔ ظرف مکان اگر مبہم ہوں تو فِیْ کے مقدر ہونے کو قبول کرتے ہیں اور اگر محدود ہوں تو وہاں فِیْ کو ظاہر کرنا ضروری ہے جیسے جَلَسْتُ فِی الْمَسْجِدِ۔

(ب) مفعول مطلق کے فعل ناصب کو کتنے مقامات پر قیاسی طور پر حذف کرنا واجب ہے؟ کوئی ایک مقام مفصلاً لکھیں؟

مفعول مطلق مقام حذف: مفعول مطلق کے فعل ناصب کو سات جگہوں پر حذف کرنا قیاسی طور پر واجب ہے ان میں ایک کی وضاحت درج ذیل ہے:

پہلا مقام: جب مفعول مطلق نفی یا معنیٰ نفی کے بعد مثبت واقع ہو اور وہ نفی ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول مطلق اس کی خبر واقع نہ ہو سکے، تو اس وقت مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے مَا اَنْتَ اِلَّا سَیْرًا، اصل میں مَا اَنْتَ اِلَّا تَسِیْرُ سَیْرًا تھا۔

(ج) منصوبات کی تعداد بیان کر کے ان کے نام تحریر کریں؟

اسمائے منصوبات: اسمائے منصوبات کی تعداد بارہ ہے:

مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ، حال، تمیز، مستثنیٰ، افعال ناقصہ کی خبر، حروف مشبہ بالفعل کا اسم، لائے نفی جنس کا اسم، ماولا مشبہتان بلیس کی خبر۔

**سوال نمبر3:۔** فَاِنْ اَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ اَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِی الثَّانِیْ وَالْمَفْعُوْلَ عَلَی الْمُخْتَارِ اِلَّا اَنْ یَّمْنَعَ مَانِعٌ فَتُظْهِرُ وَقَوْلُ امْرَاءِ الْقَیْسِ "کَفَانِیْ وَلَمْ اَطْلُبْ قَلِیْلٌ مِّنَ الْمَالِ" لَیْسَ مِنْهُ لِفَسَادِ الْمَعْنٰی۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں اور عبارت کا سلیس اُردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ کریں:

پس اگر تو پہلے فعل کو عمل دے (کوفیوں کے مطابق) تو دوسرے فعل میں ضمیر فاعل نکال لو اور مفعول کی ضمیر بھی مختار قول کے مطابق دی جائے گی' ہاں اگر ضمیر مفعول کا کوئی مانع ہو، تو پھر اسے ظاہر کیا جائے گا اور امرء القیس کا قول کفا فی الخ تنازع فعلان سے تعلق نہیں معنی کے فاسد ہونے کی وجہ سے۔

(ب) تنازع الفعلان کی چاروں صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

تنازع فعلان کی اقسام: تنازع فعل کی چار صورتیں ہیں:

۱- دونوں فعل فاعلیت میں جھگڑا کریں جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

۲- دونوں فعل مفعولیت میں جھگڑا کریں جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا

۳- پہلا فعل فاعل کو چاہے اور دوسرا مفعول کو جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا

۴- پہلا فعل مفعول کو چاہے اور دوسرا فاعل کو جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

(ج) امراء القیس کے قول کو تنازع الفعلین کے باب سے قرار دیں تو معنی میں کیا فساد لازم آتا ہے؟

معنی میں فساد کا سبب: قاعدہ ہے کہ لَوْ اگر مثبت پر داخل ہو تو وہ منفی ہو جاتا ہے اور اگر منفی پر داخل ہو تو وہ مثبت ہو جاتا ہے۔

اس کے شعر کا پہلا مصرع مثبت ہے یعنی لو انما اسعیٰ لادنی معیشۃ' لو نے اس کو منفی کر دیا تو مطلب ہوا کہ میں ادنی معیشت کے لیے کوشش نہیں کی اور دوسرا مصرع یعنی کفانی مثبت ہے، لو نے اسے منفی بنا دیا، تو مطلب ہوا مجھے تھوڑا مال کافی نہیں ہے۔ لَمْ اطلب منفی ہے۔ لو نے اس کو مثبت کر دیا تو مطلب ہوا میں تھوڑا مال طلب کرتا ہوں۔ ایک طرف کہتا ہے کہ تھوڑا مال مجھے کافی نہیں اور دوسری طرف کہتا ہے میں تھوڑا مال طلب کرتا ہوں تو یہ اجتماع ضدین ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اگر اسے تنازع فعلان سے بنائیں تو اجتماع ضدین لازم آتا ہے۔ پس یہ تنازع فعلان سے نہیں ہے۔

**سوال نمبر 4:۔ (الف) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟**

معرب، مبنی، اعراب، عامل، کلام



جواب: تعریفیں:

معرب: وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ۔

مبنی: وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے اکیلا زید۔ اگر مرکب ہو، تو مبنی الاصل کے مشابہ ہو جیسے قَامَ هٰؤُلَاءِ۔

اعراب: وہ حرف یا حرکت جس کے باعث معرب کا آخر بدلے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واؤ، الف، یاء۔

عامل: وہ شئی جس کے سبب اعراب کو چاہنے والا معنی حاصل ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں جَاءَ کہ اسی کے ذریعے زید میں فاعلیت والا معنی حاصل ہوا۔

کلام: وہ لفظ جو کلموں کو اسناد کے ساتھ متضمن ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

(ب) عدل کی اقسام مع تعریفات لکھیں؟

**اقسام عدل کی تعریفیں:**

عدل تحقیقی: جس کے وجود اصلی پر منع صرف کے علاوہ کوئی دلیل موجود ہو جیسے جُمَعُ، اُخَرُ۔

عدل تقدیری: جس کی وجود اصلی پر غیر منصرف کے علاوہ کوئی دلیل موجود نہ ہو جیسے زُفَرُ۔

☆ ☆ ☆

**الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان**

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (الف اے-سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے — پانچواں پرچہ: بلاغت ومنطق — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصے سے دو دو سوالات حل کریں۔

**حصہ اوّل ...... بلاغت**

سوال نمبر ۱:۔ (الف) درج ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

و قد یلقی الخبر لا غراض اخری کالاسترحام و اظهار الضعف واظهار التحسر و اظهار الفرح بمقبل و الشماتة بمدبر و اظهار السرور و

التوبیخ۔

(ب) مذکورہ عبارت کی روشنی میں وضاحت کریں کہ خبر کن کن مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے؟ ان میں سے دو کی تفصیل لکھیں؟

سوال نمبر 2:۔ (الف) الفاظ استفہام اپنے اصلی معنی کے علاوہ اور کون کونسے معانی میں استعمال ہوتے ہیں؟ ان میں سے دو کی وضاحت مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) حذف کی تعریف اور اس کے اسباب بیان کریں نیز اسباب میں سے کوئی سے دو کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر 3:۔ (الف) القصر تخصیص شئ بشئ بطریق مخصوص و ینقسم الی حقیقی و اضافی۔

مذکورہ عبارت کی روشنی میں قصر اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین کی تعریفات کریں؟

(۱) فصاحت کلمہ　(۲) غرابت　(۳) بلاغت

(۴) مخالفت قیاس　(۵) صدق خبر

## حصہ دوم ...... منطق

سوال نمبر 4:۔ معرف الشئ ما یحمل علیہ لا فادۃ تصورہ و ھو علی اربعۃ اقسام۔

(الف) مذکورہ عبارت کی روشنی میں معرف کی چاروں اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) کلی کی اقسام بیان کریں؟

سوال نمبر 5:۔ (الف) عکس مستوی کی تعریف کرتے ہوئے محصورات اربعہ کا عکس مستوی مع امثلہ بیان کریں؟

(ب) مادہ کے اعتبار سے قیاس کی اقسام مع وجہ حصر بیان کریں؟

سوال نمبر 6:۔ (الف) موجہات کل کتنے ہیں؟ نام تحریر کریں نیز بسائط ثمانیہ میں سے ایک کی تعریف کریں؟

(ب) باعتبار ترتیب جنس کی اقسام مع وجہ حصر لکھیں؟

☆ ☆ ☆



# درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

## پانچواں پرچہ: بلاغت و منطق

## حصہ اوّل ...... بلاغت

سوال نمبر 1:۔ (الف) درج ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

وَقَدْ يُلْقَى الْخَبَرُ لِأَغْرَاضٍ أُخْرٰى كَالْاِسْتِرْحَامِ وَاِظْهَارِ الضُّعْفِ وَاِظْهَارِ التَّحَسُّرِ وَاِظْهَارِ الْفَرْحِ بِمُقْبِلٍ وَالشَّمَاتَةِ بِمُدْبِرٍ وَاِظْهَارِ السُّرُوْرِ وَالتَّوْبِيْخِ .

<u>جواب: اعراب و ترجمہ:</u> اعراب سوالیہ عبارت پر لگا دیئے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ کریں:

"اور خبر کو کبھی دوسری اغراض کے لیے بھی لایا جاتا ہے جیسے رحم طلب کرنے' کمزوری ظاہر کرنے، حسرت ظاہر کرنے کے لیے پسندیدہ چیز کے آنے پر، اور بُری چیز کے جانے پر خوشی ظاہر کرنے کے لیے، سرور و خوشی ظاہر کرنے کے لیے اور زجر و توبیخ کے لیے۔

(ب) مذکورہ عبارت کی روشنی میں وضاحت کریں کہ خبر کن کن مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے؟ ان میں سے دو کی تفصیل لکھیں؟

<u>خبر کے مقاصد:</u> خبر لانے کے بہت سے مقاصد اور اغراض ہوتے ہیں اور دروس البلاغہ میں درج ذیل مذکور ہیں:

☆ مخاطب کو حکم یا لازم حکم کا فائدہ دینا، ☆ طلب رحم، ☆ اظہار ضعف، ☆ اظہار حرکت، ☆ اظہار فرحت، ☆ اظہار مسرت اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے۔

<u>دو کی وضاحت و تشریح:</u> (۱) خبر کو اگر حسرت کا اظہار کرنے کے لیے لایا جائے' تو اس کی مثال حضرت عمران کی بیوی نے اپنی امید کے پورا نہ ہونے پر کہا "رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی" اس کلام سے مقصود صرف حسرت کا اظہار کرنا ہے کہ امید تو لڑکا پیدا ہونے کی لگائی تھی لیکن امید کے برعکس اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمادی۔

(۲) خبر اگر اپنی کمزوری کو ظاہر کرنے کے لیے لائی جائے' تو اس کی مثال حضرت زکریا علیہ السلام کا مقولہ ہے "رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ" اس کلام کو چلانے کا مقصد اظہار ضعف ہے حکم یا لازم حکم مقصود نہیں۔

**سوال نمبر2:۔ (الف) الفاظ استفہام اپنے اصلی معنی کے علاوہ اور کون کونسے معانی میں استعمال ہوتے ہیں؟ان میں سے دو کی وضاحت مع امثلہ تحریر کریں؟**

جواب: الفاظ استفہام کے معنی اصلی کی علاوہ دوسرے معانی: کبھی کبھی الفاظ استفہام معانی اصلیہ کے علاوہ دوسرے معانے کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

برابری کے لیے، نفی کے لیے، شوق دلانے کے لیے، تعظیم کے لیے، مذاق کرنے کے لیے تعجب اور گمراہی پر تنبیہ کرنے کے لیے، دھمکی دینے کے لیے۔

دو کی مثالیں: ☆ حروف استفہام تسویہ یعنی برابری کے لیے استعمال ہو تو اس کی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے:"أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ" اس مثال میں حروف استفہام اپنے اصلی معنی میں استعمال نہیں بلکہ تسویہ کے لیے ہے۔

☆ حرف استفہام تحقیر کے لیے استعمال ہو تو اس کی مثال کافروں کا مقولہ ہے:"اَهٰذَا الَّذِیْ مَدَحْتَهُ كَثِيْرًا" اس میں حرف استفہام تحقیر و استہزاء کے لیے استعمال ہے معنی اصلی کے لیے نہیں۔

(ب) حذف کی تعریف اور اس کے اسباب بیان کریں نیز اسباب میں سے کوئی سے دو کی وضاحت کریں؟

تعریف حذف: کلام سے مسند یا مسند الیہ یا کسی مسند کے متعلق کو حذف کرنا۔

اسباب: حذف کے کئی اسباب ہیں اور دروس البلاغہ میں درج ذیل مذکورہ ہیں:

معاملہ کو دوسروں سے چھپانا، تا کہ ان کو میسر ہو سکے ضرورت کے وقت، مخاطب کی ذہانت جانچنے کے لیے جب وقت قلیل ہو، تعظیم کے لیے، وزن شعر برقرار رکھنے کے لیے، سجع کی رعایت کے لیے، حکم عام کرنے کے لیے، ادب کے پیش نظر، متعدی کو لازم کے قائم مقام کرتے ہوئے۔

دو کی وضاحت:

☆ حذف سے غرض اگر معاملہ اور حکم کو مخاطب کے علاوہ دوسروں سے چھپانا مقصود ہو تو اس کی مثال ہے:"اَقْبَلَ" (وہ آ گیا) اور متکلم کی مراد عمرو ہو۔

☆ حذف سے غرض اگر یہ ہو کہ ضرورت کے وقت انکار ہو سکے تو اس کی مثال یوں ہے زید کا تذکرہ ہو جانے کے بعد کہنا:"لَئِيْمٌ خَسِيْسٌ" اس مثال میں مسند الیہ کو حذف کیا گیا ہے۔



**سوال نمبر3:۔ (الف) القصر تخصیص شئ بشیئ بطریق مخصوص و ینقسم الی حقیقی و اضافی۔**

مذکورہ عبارت کی روشنی میں قصر اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

جواب: قصر و اقسام قصر کی تعریفیں: ایک شیء کو دوسری کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

اقسام: قصر کی دو قسمیں ہیں: (۱) حقیقی، (۲) اضافی

(۱) قصر حقیقی: وہ قصر جس میں اختصاص واقع اور حقیقت کے اعتبار سے ہو کسی کے مقابلہ میں نہیں جیسے لا کاتب فی المدینۃ الاعلی۔

(۲) قصر اضافی: وہ قصر جس میں اختصاص کسی معین شیء کے مقابلہ میں واقع ہو اور حقیقت کے اعتبار سے نہ ہو جیسے مَا عَلِيٌّ اِلَّا قَائِمٌ ۔

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین کی تعریفات کریں؟

(۱) فصاحت کلمہ (۲) غرابت (۳) بلاغت

(۴) مخالفت قیاس (۵) صدق خبر

تعریفیں: فصاحت کلمہ: کلمہ کا تنافر حروف، قیاس کی مخالفت اور غرابت سے خالی ہونا۔

غرابت: کلمہ کا معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا۔

بلاغت: بلاغت وہ ہے جو کلام اور متکلم کی صفت بنے۔

مخالفت قیاس: کلمہ کا صرفی کا قانون کے مطابق ہونا۔

صدق خبر: خبر کا واقع کے مطابق ہونا۔

**حصہ دوم ...... منطق**

**سوال نمبر 4:۔ معرف الشیئ ما یحمل علیه لا فادۃ تصورہ و ھو علی اربعۃ اقسام۔**

(الف) مذکورہ عبارت کی روشنی میں معرف کی چاروں اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: اقسام معرب کی تعریفیں: معرب کی چار اقسام ہیں:

حد تام: وہ معرب جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا۔

**سوال نمبر2:۔** (الف) الفاظ استفہام اپنے اصلی معنی کے علاوہ اور کون کونسے معانی میں استعمال ہوتے ہیں؟ ان میں سے دو کی وضاحت مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: الفاظ استفہام کے معنی اصلی کی علاوہ دوسرے معانی: کبھی کبھی الفاظ استفہام معانی اصلیہ کے علاوہ دوسرے معانے کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

برابری کے لیے، نفی کے لیے، شوق دلانے کے لیے، تعظیم کے لیے، مذاق کرنے کے لیے تعجب اور گمراہی پر تنبیہ کرنے کے لیے، دھمکی دینے کے لیے۔

دو کی مثالیں: ☆ حروف استفہام تسویہ یعنی برابری کے لیے استعمال ہو تو اس کی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے: "أَأَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ" اس مثال میں حروف استفہام اپنے اصلی معنی میں استعمال نہیں بلکہ تسویہ کے لیے ہے۔

☆ حرف استفہام تحقیر کے لیے استعمال ہو، تو اس کی مثال کافروں کا مقولہ ہے: "اَهٰذَا الَّذِیْ مَدَحْتَهُ كَثِیْرًا" اس میں حرف استفہام تحقیر واستہزاء کے لیے استعمال ہے معنی اصلی کے لیے نہیں۔

(ب) حذف کی تعریف اور اس کے اسباب بیان کریں نیز اسباب میں سے کوئی سے دو کی وضاحت کریں؟

تعریف حذف: کلام سے مسند یا مسند الیہ یا کسی مسند کے متعلق کو حذف کرنا۔

اسباب: حذف کے کئی اسباب ہیں اور دروس البلاغہ میں درج ذیل مذکورہ ہیں:

معاملہ کو دوسروں سے چھپانا، تاکہ ان کو میسر ہو سکے ضرورت کے وقت، مخاطب کی ذہانت جانچنے کے لیے جب وقت قلیل ہو، تعظیم کے لیے، وزن شعر برقرار رکھنے کے لیے، سجع کی رعایت کے لیے، حکم عام کرنے کے لیے، ادب کے پیش نظر، متعدی کو لازم کے قائم مقام کرتے ہوئے۔

دو کی وضاحت:

☆ حذف سے غرض اگر معاملہ اور حکم کو مخاطب کے علاوہ دوسروں سے چھپانا مقصود ہو، تو اس کی مثال ہے: "اَقْبَلَ" (وہ آ گیا) اور متکلم کی مراد عمرو ہو۔

☆ حذف سے غرض اگر یہ ہو کہ ضرورت کے وقت انکار ہو سکے تو اس کی مثال یوں ہے زید کا تذکرہ ہو جانے کے بعد کہنا: "لَئِیْمٌ خَسِیْسٌ" اس مثال میں مسند الیہ کو حذف کیا گیا ہے۔



**سوال نمبر3:۔** (الف) القصر تخصیص شئ بشیئ بطریق مخصوص و ینقسم الی حقیقی و اضافی۔

مذکورہ عبارت کی روشنی میں قصر اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

جواب: قصر واقسام قصر کی تعریفیں: ایک شیء کو دوسری کے ساتھ مخصوص طریقے سے خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

اقسام: قصر کی دو قسمیں ہیں: (۱) حقیقی، (۲) اضافی

(۱) قصر حقیقی: وہ قصر جس میں اختصاص واقع اور حقیقت کے اعتبار سے ہو کسی کے مقابلہ میں نہیں جیسے لا کاتب فی المدینۃ الاعلی۔

(۲) قصر اضافی: وہ قصر جس میں اختصاص کسی معین شیء کے مقابلہ میں واقع ہو اور حقیقت کے اعتبار سے نہ ہو جیسے مَا عَلِیٌّ اِلَّا قَائِمٌ۔

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین کی تعریفات کریں؟

(۱) فصاحت کلمہ (۲) غرابت (۳) بلاغت

(۴) مخالفت قیاس (۵) صدق خبر

تعریفیں: فصاحت کلمہ: کلمہ کا تنافر حروف، قیاس کی مخالفت اور غرابت سے خالی ہونا۔

غرابت: کلمہ کا معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا۔

بلاغت: بلاغت وہ ہے جو کلام اور متکلم کی صفت بنے۔

مخالفت قیاس: کلمہ کا صرفی کا قانون کے مطابق ہونا۔

صدق خبر: خبر کا واقع کے مطابق ہونا۔

## حصہ دوم ...... منطق

**سوال نمبر4:۔** معرف الشیئ ما یحمل علیہ لا فادۃ تصورہ و ھو علی اربعۃ اقسام۔

(الف) مذکورہ عبارت کی روشنی میں معرف کی چاروں اقسام کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: اقسام معرب کی تعریفیں: معرب کی چار اقسام ہیں:

حد تام: وہ معرب جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا۔

حد ناقص: وہ تعریف جو جنس بعید اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف جسم ناطق یا فقط ناطق سے کرنا۔

اسم تام: وہ تعریف جو جنس قریب اور خاصہ پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کرنا۔

اسم ناقص: وہ تعریف جو جنس بعید اور خاصہ پر مشتمل ہو جیسے انسان کی تعریف جسم ضاحک یا فقط ضاحک سے کرنا۔

(ب) کلی کی اقسام بیان کریں؟

کلی کی اقسام کا بیان:

نوع کی تعریف: نوع وہ کلی ہے، جو متفقۃ الحقائق کثیرین پر مَا هُوَ کے جواب میں بولی جائے جیسے اِنْسَانٌ۔

جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر مَاهُوَ کے جواب میں بولی جائے جیسے اِنْسَانٌ۔

فصل کی تعریف: فصل وہ کلی ہے، جو کسی شی ء پر اَیُّ شَیْءٍ فِیْ ذَاتِهٖ کے جواب میں بولی جائے جیسے ناطق انسان لے لیے فصل ہے۔

خاصہ کی تعریف: وہ کلی جو ایک ہی حقیقت کے افراد پر صدق عرضی کے ساتھ صادق آئے جیسے ضاحک انسان کے لیے۔

عرض عام کی تعریف: وہ کلی ایک حقیقت کے افراد اور اس کے غیر کے افراد پر صدق عرضی سے صادق آئے جیسے ماشی انسان کے لیے۔

سوال نمبر 5:۔ (الف) عکس مستوی کی تعریف کرتے ہوئے محصورات اربعہ کا عکس مستوی مع امثلہ بیان کریں؟

جواب: عکس مستوی: قضیہ کی پہلی جزء کو دوسری اور دوسری جزء کو پہلی کی جگہ رکھنا اس طرح کہ ایجاب وسلب اور صدق باقی رہے جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْحَيْوَانِ اِنْسَانٌ ہے

محصورات اربعہ کے عکس مستوی کا بیان:

۱- موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ



الْحَيْوَانِ اِنْسَانٌ آتا ہے۔

۲- موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَيْوَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْحَيْوَانِ اِنْسَانٌ آتا ہے۔

۳- سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جیسے لَاشَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ آتا ہے۔

۴- سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا۔

(ب) مادہ کے اعتبار سے قیاس کی اقسام مع وجہ حصر بیان کریں؟

قیاس کی اقسام: مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ اقسام ہیں اور ان کی وجہ حصر یہ ہے۔

"قیاس دو حال سے خالی نہیں کہ اس کے مقدمات مفید تصدیق ہوں گے یا مفید تخییل، بصورت ثانی شعر، بصورت اول پھر دو حال سے خالی نہیں کہ وہ مقدمات مفید ظن ہوں گے یا مفید جزم، بصورت اوّل خطابت اور بصورت ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں کہ وہ مقدمات مفید جزم یقینی ہیں یا نہیں۔ بصورت اوّل برہان اور بصورت ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں کہ ان مقدمات میں عوام کے عموم اعتراف اور تسلیم خم کا اعتبار کیا گیا ہے یا نہیں' بصورتِ اوّل جدل اور بصورت ثانی سفسطہ۔ یوں قیاس کی پانچ اقسام مکمل ہوئیں۔

سوال نمبر 6:۔ (الف) موجہات کل کتنے ہیں؟ نام تحریر کریں نیز بسائط ثمانیہ میں سے ایک کی تعریف کریں؟

موجہات: کل موجہات پندرہ ہیں ان میں سے آٹھ بسائط ہیں اور سات مرکبات ہیں۔

بسائط کے نام: ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، مطلقہ عامہ، ممکنہ عامہ۔

مرکبات کے نام: مشروطہ خاصہ، عرضیہ خاصہ، وقتیہ، منتشرہ، وجودیہ لا دائمہ، وجودیہ لاضروریہ، ممکنہ خاصہ۔

ضروریہ مطلقہ کی تعریف: وہ قضیہ موجبہ جس میں حکم کیا گیا کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے ضروری ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے بالضرورۃ کل انسان حیوان یابالضرورۃ لا شئی من الانسان بحجر .

(ب) باعتبار ترتیب جنس کی اقسام مع وجہ حصر لکھیں؟

وجہ حصر: جنس چار حال سے خالی نہیں، یا تو اس کے نیچے کوئی جنس ہوگی اور اوپر نہ ہوگی تو جنس عالی یا اوپر کوئی جنس ہوگی اور نیچے نہ ہوگی، تو جنس سافل یا اوپر بھی جنس ہوگی اور نیچے بھی جنس ہوگی تو جنس متوسط، یا نہ تو اوپر کوئی جنس ہوگی اور نہ ہی نیچے جنس ہوگی، تو جنس مفرد ہوگی۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

## سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے۔سال اوّل)

## (برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

وقت: تین گھنٹے — چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں جبکہ جزوی رعایت ہر سوال میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۱:۔ درج ذیل میں سے صرف پانچ اجزاء حل کریں۔

(الف) درج ذیل کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ اِمْرُءٌ — كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَا كَا

(۲) اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ لِلْبَدْرِ السَّنَا — وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا

(۳) اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ — مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت سعد بن عدنان تک تحریر کریں؟

(د) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس وقت عمارت کا طول وعرض کتنا تھا؟

(ہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد پر اور تولد شریف کے موقع پر ظاہر ہونے والے خوارق پر جامع نوٹ لکھیں؟

(و) دوسری ہجرت حبشہ کے موقع پر کتنے مرد اور کتنی خواتین نے ہجرت کی؟ نیز نجاشی اور قریش کے سفیروں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟



سوال نمبر 2:۔ درج ذیل میں سے تین کے مختصر جوابات لکھیں؟

(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب تفصیلاً لکھیں؟

(ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جمع قرآن پر کیا کام ہوا؟ جامع نوٹ لکھیں؟

(د) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہونے والی کوئی دو آیات ترجمہ کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ دین میں حجت ہے یا نہیں؟ مفصل جواب لکھیں؟

(ب) عقیدہ کی بنیاد یقین ہے یا ظن؟ صحیح مؤقف پر تین آیات قرآنیہ مع ترجمہ لکھیں؟

(ج) ظن کے معنی بیان کریں نیز اس کے حجت ہونے کی تین حسی مثالیں سپرد قلم کریں؟

(د) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی یا نہیں؟ صحیح مؤقف پر دو آیات سے استدلال پیش کریں؟

☆ ☆ ☆

## درجہ خاصہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

سوال نمبر 1:۔ درج ذیل میں سے صرف پانچ اجزاء حل کریں؟

(الف) درج ذیل کا سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(۱) اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ اِمْرُءٌ — كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَا كَا

(۲) اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ لِلْبَدْرِ السَّنَا — وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا

(۳) اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ — مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَا

جواب: اُردو ترجمہ:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مقدس ذات ہے کہ آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق [illegible]

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ملی ہے اور سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ زیبا سے چمک رہا ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: رضاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع نوٹ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی دن دودھ پلایا۔ پھر ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے چند روز دودھ پلایا۔ بعد ازاں حلیمہ سعدیہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔ قریش میں دستور تھا کہ شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت اور عرب کی خالص خصوصیات حاصل کریں اور مدت رضاعت کے ختم ہونے پر عوضانہ دے کر واپس لے آتے تھے۔

نواحِ مکہ کے قبائل کی بدوی عورتیں سال میں دو دفعہ ربیع و خریف میں بچوں کی تلاش میں شہر مکہ میں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس دفعہ قحط سالی میں حلیمہ سعدیہ اپنے قبیلہ کی دس عورتوں کے ساتھ اسی غرض سے شہر مکہ میں آئی۔ حلیمہ کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ عبد اللہ نام، اس کا شوہر حارث بن عبد العزیٰ سعدی، ایک دراز گوش اور ایک اونٹنی تھی۔ بھوک کے مارے نہ اونٹنی دودھ کا ایک قطرہ دیتی تھی اور نہ حلیمہ کی چھاتیوں میں کافی دودھ تھا، اس لیے بچہ بے چین رہتا تھا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حضرت حلیمہ کی اونٹنی چست و چالاک بن گئی کہ قافلہ کے چوپایوں سے آگے چل رہی تھی، حالانکہ جب آئی تھی تو سب سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ بنو سعد میں اس وقت سخت قحط تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حلیمہ کے مویشی سیر ہو کر آتے اور خوب دودھ دیتے۔ دوسروں کے مویشی بھوکے آتے اور وہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ اس طرح حلیمہ کی تنگ دستی دور ہو گئی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سال کے ہو گئے تو مائی حلیمہ نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئی اور کہا: کاش تو اپنے بیٹے کو میرے پاس اور رہنے دے تاکہ قوی ہو جائے، کیونکہ مجھے اس پر وبائے مکہ کا ڈر ہے' یہ سن کر بی بی آمنہ نے حضور کو حلیمہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ حلیمہ کا بیان ہے کہ واپس آئے دو یا تین مہینے گزرے تھے کہ ایک روز حضرت اپنے رضاعی بھائی عبد اللہ کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بھیڑوں میں تھے کہ آپ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ کہنے لگا: میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو شخص آئے جن پر سفید کپڑے ہیں، انہوں نے پہلو کے بل لٹا کر اس



کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ سن کر میں اور میرا خاوند دوڑتے گئے اور پوچھا کہ بیٹا تمہیں کیا ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے، انہوں نے میرے پیٹ سے ایک خون کی پھٹکی نکال کر کہا: (یہ تجھ سے شیطان کا حصہ ہے) اس کے بعد میں آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائی اور بڑے اصرار کے بعد اس سے حقیقت حال بیان کی۔ ماں نے کہا: اللہ کی قسم ان پر شیطان کو دخل نہیں، میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت معد بن عدنان تک تحریر کریں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب: سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ عدنان، حضرت اسماعیل و حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔

(د) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس وقت عمارت کا طول و عرض کتنا تھا؟

جواب: عمارتِ کعبہ کا طول و عرض: حضرت ابراہیم نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس وقت اس کا جو طول و عرض تھا، وہ درج ذیل ہے:

☆ ارتفاع......۹ گز

☆ سامنے کی جانب (حجرِ اسود سے رکن شامی تک)۔

طول: ۲۳ گز یعنی 23 ہاتھ

عرض (رکن شامی سے رکن غربی تک)......۲۲ گز یعنی 22 ہاتھ۔

☆ پچھواڑے کی جانب (رکن غربی سے رکن یمانی تک)

طول: ۳۱ گز یعنی 31 ہاتھ

عرض (رکن یمانی سے حجرِ اسود تک)......۲۰ گز یعنی 20 ہاتھ۔

(ہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد پر اور تولد شریف کے موقع پر ظاہر ہونے والے خوارق پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: تولد شریف پر نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول، دوشنبہ فجر کے وقت اس

دنیا میں تشریف لائے۔ آپ پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ کیے ہوئے، خوشبو میں بسے ہوئے، بحالت سجدہ مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان میں پیدا ہوئے۔ دادا کو بلایا گیا جو اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ یہ خوشخبری سن کر دادا خوش خوش حرم پاک سے گھر تشریف لے آئے اور حضرت کو کعبہ میں لے جا کر آپ کے حق میں دعا کی۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب اسے بھتیجا پیدا ہونے کی خبر دی، تو اس نے خوشی میں حضرت ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

خوارق پر جامع نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف کے وقت ایک ایسا نور نکلا جس سے کعبہ کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے' محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے جو اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان اسلام کے قبضے میں آ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والوں نے ملک شام کے قیصری محل دیکھ لیے۔ پہلے شیاطین آسمانوں پر آتے جاتے رہتے تھے اور غیب کی خبریں لا کر کاہنوں کو دیتے' جو اپنے پاس سے کچھ اور ملا کر لوگوں کو بتاتے' پھر ان کو بند کر دیا گیا' ان کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی جس سے وحی وغیرہ کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ جاتا رہا۔ فارس کے آتش کدے اچانک بجھ گئے۔ ہر ممکن کوشش کے بعد ان میں آگ نہ لگی۔ بحیرۂ ساوہ (جس کے کناروں پر بتوں کی پوجا کی جاتی تھی) اچانک خشک ہو گیا وادی ساوہ کی ندی جو بالکل خشک تھی، لبالب پانی سے بھر کر بہنے لگی۔

(و) دوسری ہجرت حبشہ کے موقع پر کتنے مرد اور کتنی خواتین نے ہجرت کی؟ نیز نجاشی اور قریش کے سفیروں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: دوسری ہجری کے موقع پر مرد وخواتین کی تعداد: اس میں مردوں کی تعداد ۸۳ اور خواتین کی تعداد ۱۸ تھی۔

نجاشی اور قریش کے سفیروں کے درمیان ہونیوالی گفتگو: حبشہ میں تمام مہاجرین نہایت امن و سکون کے ساتھ رہنے لگے مگر کفار مکہ کو یہ گوارا نہ ہوا۔ لہٰذا انہوں نے کچھ تحائف کے ساتھ عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ (یا عمارہ بن ولید) کو بادشاہ کی دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر پہلے تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور سجدہ کر کے بادشاہ سے کہنے لگے: کہ "اے بادشاہ! ہمارے کچھ غلام ولونڈیاں مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں' آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں۔"



بادشاہ نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا تو حضرت جعفر بن ابی طالب نے مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر آگے آ کر بات کی اور کہا:

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، شرک و بت پرستی کرتے تھے، لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں جتلا تھے کہ اللہ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا۔ جس کے نسب، صدق وامانت اور پرہیزگاری کو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ اس نے ہم کو شرک و بت پرستی سے منع فرمایا۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ ہر قسم کے ظلم وستم اور بدکاریوں سے روکا۔ ہم اس پر ایمان لے آئے اور مذکورہ بالا تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس اسی وجہ سے ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گی۔ ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنا ملک چھوڑ کر آپ کے ملک میں آ کر رہنے پر مجبور ہو گئے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ ہم واپس اسی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔

یہ تقریر سن کر نجاشی بے حد متاثر ہوا۔

مسلمانوں کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسری دن عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا: "اے بادشاہ! یہ لوگ آپ کے نبی کے بارے میں برا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

یہ سن کر نجاشی نے پھر مسلمانوں کو طلب کیا اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں ان کے عقیدہ کے حوالے سے دریافت کیا' تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی آیات تلاوت کیں۔ جسے سن کر بادشاہ اور اس کے درباریوں پر رقت طاری ہو گئی۔ پھر حضرت جعفر نے فرمایا: "کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، پیغمبر، کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ یہ سب سن کر نجاشی کے کفار مکہ کے سفیروں کو تحائف واپس لوٹا کر دربار سے نکلوا دیا۔ مسلمانوں سے کہا: "کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن وسکون کے ساتھ رہو۔ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

سوال نمبر 2:۔ درج ذیل میں سے تین کے مختصر جوابات لکھیں؟

(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟

جواب: شہادت کا واقعہ: زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کسی نابالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے

کوفہ سے (جو حاکم کوفہ تھے) لکھا کہ یہاں ایک بہت ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے جس کو بہت سے کام آتے ہیں۔ لوہار اور بڑھئی کا کام خوب جانتا ہے، نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے۔ آپ اگر اس کو مدینہ کے داخلہ کی اجازت بخشیں تو میں اس کو روانہ کر دوں تا کہ وہاں لوگوں کو بہت زیادہ کام آئے۔ آپ نے اسے اجازت دیدی کہ بھیج دیا جائے۔ یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغریہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی شکایت کی مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے اس جواب سے اس کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا چلا گیا۔ دو تین روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر بلایا اور کہا میں نے سنا ہے کہ تو کہتا تھا کہ اگر چاہوں تو میں ایک ایسی چکی تیار کروں گا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے۔ جب وہ چلا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ابولؤلؤ مجوسی تھا۔ ایک دو دھار خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا، آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آ بیٹھا، ابھی اندھیرا تھا اور حضرت عمر لوگوں کو نماز کے لیے جگاتے پھرتے تھے، جس وقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اس نے آپ کے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر گھونپ دیا۔

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں: ابولؤلؤ مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر کو دو دھار خنجر سے شہید کیا۔ آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا' جن میں سے چھ کا انتقال ہو گیا۔ اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈال دیا' جب وہ اس میں پھنس اور لپٹ گیا، تو اس نے خودکشی کر لی۔

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب تفصیلاً لکھیں؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب: آپ نے عبداللہ بن سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا' دو سال میں ہی لوگوں کو اس سے شکایتیں ہونے لگیں۔ آپ نے اسے تنبیہ کی مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔ اس حوالہ سے پھر صحابہ آپ کے پاس آئے' تو آپ نے کہا کہ آپ لوگ جسے چاہیں گورنر منتخب کر لیں۔ میں اسے معزول کر دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے محمد بن ابوبکر کو گورنر کے طور پر چنا، آپ نے محمد بن ابوبکر کی تقرری اور عبداللہ کی معزولی کی تحریر لکھ دی۔ یہ فرمان لے کر محمد بن ابوبکر بہت سے مہاجرین وانصار کے ساتھ روانہ ہوا۔

یہ قافلہ ابھی تیسری منزل پر ہی تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام اپنی سانڈنی پر تیزی سے بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کی چال سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی کا قاصد ہے' یہ بھاگا ہوا ہے۔ صحابہ نے اس کو پکڑ لیا اور



دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور مکتوب لے کر حاکم مصر کے پاس جا رہا ہوں' انہوں نے جب مکتوب دیکھا، تو اس میں لکھی تحریر کو پڑھ کر سب دنگ رہ گئے اور مدینہ لوٹنے کا مصمم ارادہ کیا۔ خط پر مہریں لگا کر مدینہ منورہ چل دیئے۔

وہاں پہنچ کر یہ مکتوب حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد کے علاوہ دیگر صحابہ کو دکھایا اور سارا واقعہ بھی سنایا۔ جس سے یہ اصحاب سخت برہم ہوئے۔ حضرت علی نے ان حالات کے پیش نظر وہ خط، غلام اور اونٹ لے کر حضرت عثمان کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ بدری صحابی بھی تھے۔ مگر جب یہ سب آپ کو دکھایا گیا، تو آپ نے اقرار کیا کہ اونٹنی اور غلام میرا ہے مگر میں نے یہ خط اس کو دیگر مصر روانہ نہیں کیا۔ جس سے لوگوں کو مروان کی سازش کا علم ہو گیا۔

مروان اس وقت آپ کے گھر میں تھا اور لوگوں کی خواہش تھی کہ آپ مروان کو ان کے حوالے کر دیں مگر آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، جس پر لوگ مشتعل ہو گئے اور آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ لوگ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو آپ نے امام حسن وامام حسین کو تلواریں دے کر آپ کے دروازے کے باہر کھڑا کر دیا تا کہ کوئی بھی اندر داخل نہ ہو سکے۔ اسی طرح دیگر اصحاب رسول نے بھی اپنے بیٹوں کو آپ کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔ محمد بن ابوبکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر ایسا سخت پہرہ ہے کہ اندر پہنچنا بہت مشکل ہے، تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تیر چلانا شروع کیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہو گئے۔ ایک تیر مروان کو بھی لگا۔ محمد بن طلحہ بھی زخمی ہو گئے اور ایک تیر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر بھی زخمی ہو گئے۔ محمد بن ابوبکر نے جب ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو خوف لاحق ہوا کہ بنی ہاشم اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو زخمی دیکھ لیں گے، تو وہ بگڑ جائیں گے اس طرح ایک نئی مصیبت پیدا ہو جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے دو آدمیوں کے ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا: اگر بنی ہاشم اس وقت آ گئے اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں دیکھ لیا، تو وہ ہم سے الجھ پڑیں گے اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ لہٰذا ہمارے ساتھ چلو ہم پڑوس کے مکان میں پہنچ کر (حضرت) عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے' اس گفتگو کے بعد محمد بن ابوبکر اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک انصاری کے مکان میں گھس گئے اور وہاں سے چھت پھاند کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان میں پہنچ گئے' ان لوگوں کے پہنچنے کی دوسرے لوگوں کو خبر نہ ہوئی' اس لیے

کہ جو لوگ گھر پر موجود تھے وہ چھت پر تھے۔ نیچے امیر المومنین کے ہاں صرف ان کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے محمد بن ابو بکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر ان کی داڑھی پکڑ لی تو امیر المومنین نے ان سے فرمایا: اگر تمہارے باپ حضرت ابو صدیق رضی اللہ عنہ تجھے میرے ساتھ ایسی گستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو وہ کیا کہتے؟ اس بات کو سن کر محمد بن ابو بکر نے اُن کی داڑھی چھوڑ دی لیکن اسی درمیان میں ان کی دونوں ساتھی آ گئے' جو امیر المومنین پر جھپٹ پڑے اور ان کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(ج) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جمع قرآن پر کیا کام ہوا؟ جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: جمع قرآن پر جامع نوٹ: حضرت زید بن ثابت کے حوالے سے یہ روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں:

اہل یمامہ کے ساتھ جنگ میں بہت سے حفاظ کرام شہید ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا' اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: حفاظ کرام کے شہید ہونے کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح دیگر مقامات قرآن کے حافظ شہید ہوتے رہے' تو قران کا کافی حصہ ضائع ہو جائے گا، تو مناسب ہے کہ اس کو جمع کر لیا جائے اور اب میری بھی اس بارے میں یہی رائے ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: بخدا یہ ایک اچھا کام ہے۔ اس کے بعد آپ کے مسلسل اصرار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لیے شرح صدر عطاء کر دیا اور میری بھی اس بارے میں وہی رائے ہو گئی جو عمر کی ہے۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں موجود ہونے کے باوجود خاموش رہے۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نوجوان ہو، عقل مند ہو، تم پر کوئی الزام بھی نہیں۔ تم کتابت بھی کرتے رہے ہو وحی کی، تو تم قران مجید کو اکٹھا کر کے ایک جگہ جمع کر دو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اگر وہ مجھے اس بات کا حکم دیتے کہ پہاڑ کو ایک



جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے، تو یہ میرے لیے اس سے زیادہ آسان تھا کہ میں قرآن کریم کو جمع کروں۔

میں نے ان دونوں صاحبان سے کہا: آپ یہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گواہوں کے متعلق پوچھا' تو آپ نے فرمایا: میرا غلام قنبر اور میرا بیٹا حسن اس کے گواہ ہیں، تو قاضی نے کہا: اس طرح کی صورتحال میں باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی نہیں مانی جاتی۔ لہٰذا قاضی نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہ دیکھ کر یہودی بولا: اے امیر المومنین! آپ خود مجھے قاضی کے پاس لے کر آئے اور قاضی نے آپ کے خلاف ہی فیصلہ دے دیا۔ یہ دین برحق ہے' یہ زرہ واقعی آپ کی ہے۔ پھر اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔

(د) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہونے والی کوئی دو آیات ترجمہ کے ساتھ لکھیں؟

جواب: موافقات عمر رضی اللہ عنہ: ۱- حضرت عائشہ پر تہمت کے قصہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا نکاح کس نے حضرت عائشہ سے کروایا، تو آپ نے فرمایا: میرے اللہ نے۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو عیب دار چیز دی ہوگی، بس اسی طرح یہ آیت نازل ہوگئی:

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

۲- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے لیے دعائے مغفرت کر رہے تھے کہ میں نے کہا: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ، تو بھی آیت: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ نازل ہوئی۔

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل میں سے صرف تین حل کریں؟

(الف) حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ دین میں حجت ہے یا نہیں؟ مفصل جواب لکھیں؟

جواب: حدیث نبی فی نفسہ دین میں حجت ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل یوں ہے کہ نبی کا قول حجت ہے' اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- نبی کا ہر قول حجت ہے۔

۲- نبی کا کوئی قول حجت نہیں ہے۔

۳- نبی کا بعض قول حجت ہے اور بعض حجت نہیں۔

صرف یہی تین صورتیں اور شقیں ہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں۔

وضاحت: تیسری شق کہ نبی کا بعض قول حجت ہے اور بعض حجت نہیں ہے یہ شق باطل ہے، کیونکہ بعض قول کا حجت ہونا اور بعض قول کا حجت نہ ہونا' یہ ترجیح بلا مرجح ہے اور تخصیص بغیر مخصص ہے۔

ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص کے معنی ہیں بعض قول کا بغیر وجہ کے حجت ہونے اور بعض قول کا بغیر وجہ کے حجت نہ ہونا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کے دو قول ہیں: وہ بعض بھی جو حجت ہیں اور وہ بعض بھی جو حجت نہیں۔ تو بغیر وجہ کے ایک بعض حجت ہوا اور دوسرا بعض حجت نہیں، تو اسے ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص کہتے ہیں۔ یہ ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص بداہتا باطل ہے۔ لہٰذا بعض قول کا حجت ہونا اور بعض قول کا حجت نہ ہونا یہ شق بالکل باطل ہوگئی۔ اس لیے کہ بعض بھی نبی کا قول ہے جو حجت ہے اور بعض بھی نبی کا قول ہے جو حجت نہیں اور قول ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ تو یہ بات غیر معقول ہے کہ ایک بعض تو حجت ہو اور دوسر بعض حجت نہ ہو۔

دوسری شق کہ نبی کا کوئی قول حجت نہیں یہ کہنا کفر اور جنون اور اجماع قوم کے خلاف ہے، کیونکہ اگر ہم کہیں کہ نبی کا کوئی قول حجت نہیں تو اللہ کا قول بھی حجت نہیں ہوگا، کیونکہ نبی جب کہے کہ آج مجھ پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی سورت نازل ہوئی ہے' تو جب نبی کا کوئی قول ہی حجت نہیں ہے' تو یہ قول بھی حجت نہیں رہا، تو چونکہ یہ قول نبی قُلْ هُوَ اللّٰهُ کو شامل ہے' اس لیے قول الٰہی بھی حجت نہیں۔ حالانکہ خدا کا قول بالاتفاق حجت ہے، تو لابد نبی کا قول بھی حجت ہوگیا۔ لہٰذا یہ شق کہ نبی کا کوئی قول حجت نہیں ہے بالکل باطل ہوگئی۔

تو جب پچھلی دونوں شقیں باطل ہوگئیں، تو بالضرور پہلی شق کہ ''نبی کا قول حجت ہے'' ثابت ہو گئی۔ اس کی دلیل قرآن پاک کی سورہ النساء کی آیت نمبر ۵۹ ہے جس کا ترجمہ یوں ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو اولوالامر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی شئی میں تم کو اختلاف ہو' تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرلو۔ اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔''

پس قرآن بغیر شرط کے حجت ہے' اس میں کوئی قید نہیں کہ عقل کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ بالکل اسی طرح نبی کا قول حجت ہے خواہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قرآن سے ماخوذ ہو یا نہ ہو۔ مستقل طور پر



نبی کا قول ہو تب بھی حجت ہے یعنی جس طرح "اطیعوا اللہ" قرآن کے حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح "اطیعوا الرسول" نبی کے قول کے حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(ب) عقیدہ کی بنیاد یقین ہے یا ظن؟ صحیح مؤقف پر تین آیات قرآنیہ مع ترجمہ لکھیں؟

جواب: عقیدہ کی بنیاد: عقیدہ کی بنیاد یقین ہے ظن پر نہیں، کیونکہ ظن سے یقین نہیں ہوتا۔ اس لیے ظن کو برا کہا گیا ہے، کیونکہ ظن صرف موجب عمل ہے موجب ایمان نہیں۔ لہٰذا مسائل ایمانیہ میں ظن حجت نہیں ہوگا اور مسائل عملیہ میں ظن حجت ہوگا۔

لہٰذا اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اگر ظن حجت عمل نہ ہوگا، تو بیشتر آیات پر عمل نہ ہو سکے گا۔

آیات قرآنیہ: ۱- اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (النجم:۲۸، یونس:۳۶)

ترجمہ: ''ظن حق سے بے نیاز نہیں کرتا''۔

۲- اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ: ''اکثر ظنوں سے بچو۔''

۳- مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ (یونس:۵)

ترجمہ: ''اللہ نے اسے نہیں بنایا مگر حق۔''

(ج) ظن کے معنی بیان کریں' نیز اس کے حجت ہونے کی تین حسی مثالیں سپرد قلم کریں؟

جواب: ظن کا معنی: دوطرفہ التفات میں سے جدھر زیادہ رجحان ہو، اس کو ''ظن یا گمان'' کہا جاتا ہے۔

ظن کے حجت ہونے کی تین حسی مثالیں:

۱- ڈاکٹری کا حال اسی طرح ہے کہ ڈاکٹر کو قطعاً یقین نہیں ہوتا کہ اس کی دوا سے مریض کو شفاء ہی ملے گی، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سب مریض شفاء یاب ہوتے' ڈاکٹر کو صرف ظن ہی ہوتا ہے اور اسی پر وہ دوا دیتا ہے۔ کبھی شفاء ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں۔ لہٰذا ڈاکٹر کا عمل اور دوا کا عمل دونوں ظنی ہیں۔ اب اگر ظن موجب عمل نہ ہو، تو معالجہ ختم ہی ہو جائے' نہ کوئی علاج کرے اور نہ ہی کوئی کروائے۔

۲- اسی طرح مزدوری کا معاملہ ہے اگر مزدور کو یقین ہوتا کہ بازار جا کر مزدوری یقیناً مل جائے گی، تو

کوئی مزدور بیکار نہ رہتا۔ صرف مزدوری کا ظن ہی ہے جو اسے بازار لاتا ہے، اکثر مزدوری مل جاتی ہے اور کبھی نہیں ملتی۔

۳- اسی طرح ہوائی جہاز اور ریلیں وغیرہ ہیں۔ کسی کو بھی یقین نہیں کہ ان سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔ بلکہ ظن غالب یہی ہے کہ فائدہ ہوگا۔ کبھی نقصان بھی ہو جائے گا۔ اب اگر ظن علم کا فائدہ نہ دے تو صنعتیں باطل ہو جائیں گی۔

(د) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی یا نہیں؟ صحیح موقف پر دو آیات سے استدلال پیش کریں؟

جواب: مذکورہ مسئلہ کی وضاحت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی۔ اس پر استدلال کرنے والی دو آیات درج ذیل ہیں:

۱- وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا (الاعراف:۲۰۴)

ترجمہ: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو سنو۔''

قرآن میں یہ نہیں کہا گیا کہ اے نبی! جب قرآن نازل ہوا کرے، تو لکھ لیا کرو۔ یہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن لکھوایا، تو یہ کس وحی سے آیا؟ یہی قرآن تو اس حوالے سے ساکت ہے۔ لہٰذا یہ وحی غیر قرآنی سے لکھوایا۔

۲- یُّوْصِیْ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ (النساء:۱۱)

ترجمہ: ''وصیت دین پر مقدم ہے۔''

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو وصیت پر مقدم کر دیا' نبی وحی کے خلاف نہیں کر سکتا اور وحی قرآنی میں اس تبدیلی کا حکم موجود نہیں ہے۔ لہٰذا یہ وحی غیر قرآنی ہے۔

☆ ☆ ☆